عمران سیریز
زیرو زون
ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم

میرے لیئے وہ لمحہ انتہائی خوشی کا تھا جب محمد اشرف قریشی صاحب نے مجھ سے کہا کہ "جب آپ جرائد میں ہر طرح کی تحریریں لکھ رہے ہیں تو عمران سیریز کیوں نہیں لکھتے"۔ میں نے انہیں جواب دیا قریشی صاحب، میں اور عمران سیریز۔ انہوں نے میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا ہاں، آپ میں صلاحیت ہے کہ آپ لکھ سکتے ہیں اور جہاں کوئی مشکل پیش آئے گی تو میں ہوں نا۔ ان کی حوصلہ افزائی پا کر میں نے "زیرو زون" لکھنا شروع کیا اور واقعی جہاں جہاں مشکل پیش آئی وہاں وہاں قریشی صاحب نے میری رہنمائی کی اور نتیجہ آپ کے سامنے کہ اب ناول "زیرو زون" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مصنف کا کام تو ناول لکھ کر دے دینا ہوتا ہے اس کے بعد کے تمام کٹھن مراحل پبلشر ہی طے کرتا ہے اور اشرف قریشی صاحب ایک کتاب پر کس قدر محنت کرتے ہیں آپ شاید اس کا اندازہ نہ لگا سکیں۔ مجھے خوشی ہے اور فخر بھی کہ میں ایک اچھے ادارے کے ساتھ منسلک ہو گیا ہوں۔ ایک ایسا ادارہ جس کے روح رواں کتاب سے

عشق کرتے ہیں۔ یہ عشق ہی تو ہے کہ کتاب اتنے خوبصورت انداز میں شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔

اب بات کرتے ہیں "زیرو زون" کی۔ لیکن مجھے خیال آرہا ہے کہ میں اس پر کیا بات کروں۔ اس پر رائے دینے کا حق تو آپ کا ہے اور انسان کو اپنا حق ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ سو آپ ناول کا مطالعہ کیجئے۔ میرا پہلا ناول آپ کو کیسا لگا، ضرور بتائیے گا۔ مجھے آپ کی آراء کا اور تنقید برائے تعمیر کا شدت سے انتظار رہے گا۔ بشرط زندگی پھر ملیں گے اور بہت ساری باتوں کے ساتھ ملیں گے۔

اب اجازت دیجئے

آپ کا مخلص

ارشاد العصر جعفری

پروفیسر احمد خان کئی ہفتوں کے بعد گھر آئے تھے اور اگر عید قریب نہ ہوتی تو وہ اب بھی گھر نہ آتے کیونکہ ان دنوں وہ لیبارٹری میں ایک اہم فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ پروفیسر احمد خان پاکیشیا کے ایک غیر معروف لیکن اہم سائنس دان تھے۔ سوائے چند لوگوں کے انہیں سائنس دان کے طور پر کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ خود بھی غیر معروف رہ کر ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتے تھے اس لئے وہ کئی سالوں سے انتہائی خاموشی سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بیوی بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں کام کرتے ہیں۔

پروفیسر احمد خان کی فیملی مختصر تھی۔ ان کی فیملی میں بیگم ثروت احمد خان، دس سالہ بچی تسکین احمد اور ان کی والدہ جہاں آراء خانم شامل تھیں۔ ان کے علاوہ کوٹھی میں دو چوکیدار بھی رہتے تھے۔ آج چھبیس رمضان المبارک تھا اور پروفیسر احمد خان آج ہی گھر واپس

آئے تھے۔

"پاپا۔ میں چوڑیاں پہنوں گی۔ آپ مجھے چوڑیاں پہنا لائیں"....
افطار کے بعد پروفیسر احمد خان کی بیٹی تسکین احمد نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی کچھ شاپنگ کرنی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیئے"..... ان کی بیگم ثروت احمد خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ تیار ہو جاؤ ہم مارکیٹ چلیں گے"....
پروفیسر احمد خان نے اپنی بیگم سے کہا اور پھر وہ تیار ہو کر مارکیٹ آ گئے۔ شاپنگ کے بعد وہ اپنی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچے تو انہیں گیٹ سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی دکھائی دی۔ لڑکی انتہائی غریب نظر آ رہی تھی۔ اس کا لباس بہت بوسیدہ اور پیوند لگا تھا۔ ان کی کار کو دیکھتے ہی وہ لڑکی کار کے سامنے آ گئی۔ پروفیسر احمد خان نے کار روک لی۔ وہ لڑکی کار کی اس سائیڈ پر آئی جہاں مسز احمد خان بیٹھی تھی اور اس نے شیشہ کھولنے کا اشارہ کیا۔ مسز احمد خان نے شیشے کا بٹن پریس کیا تو شیشہ نیچے ہو گیا۔

"بیگم صیب۔ ہم کو فطرانہ، زکوۃ دو۔ اللہ آپ کا بھلا کرے گا"....
لڑکی نے مسز احمد خان سے کہا۔

"تم کل دن میں آ جانا"..... مسز احمد خان نے اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر بیگم صیب۔ میں کل دن میں آ جاؤں گی لیکن روزہ کھول کر میں نے ابھی تک روٹی نہیں کھائی۔ ہم کو روٹی کھلا دو۔

اس کا اجر آپ کو اللہ ہی دے گا بیگم صیب"..... لڑکی نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا تو مسز احمد خان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اس کا چہرہ واقعی بھوک سے مرجھایا ہوا نظر آ رہا تھا۔ مسز احمد خان کو اس پر بہت ترس آیا۔ وہ معصوم سی لڑکی اس نیک مہینے میں بھی ابھی تک بھوکی تھی۔ نجانے اس معاشرے کی اقدار کو کیا ہوتا جا رہا تھا۔

"اچھا۔ تم کوٹھی کے اندر آؤ۔ میں تمہیں کھانا کھلاتی ہوں"....
مسز احمد خان نے کہا۔

"بہت اچھا بیگم صیب۔ لیکن وہ آپ کا چوکیدار ہم کو کوٹھی میں نہیں گھسنے دے گا"..... لڑکی نے کہا۔

"اب وہ نہیں روکے گا۔ تم آ جاؤ"..... مسز احمد خان نے کہا اور پروفیسر صاحب کو کار آگے بڑھانے کے لئے کہا۔ پروفیسر صاحب نے کار آگے بڑھائی۔ ان کی کار دیکھ کر چوکیدار نے گیٹ پہلے ہی کھول دیا تھا۔

"اس لڑکی کو اندر آنے دو"..... جب کار گیٹ کراس کرنے لگی تو مسز احمد خان نے چوکیدار سے کہا۔

"بہت بہتر مالکن"..... چوکیدار نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا جب ان کی کار آگے بڑھ گئی تو لڑکی اندر داخل ہوئی اور پھر چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا۔

"ہائے اللہ۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ بھوک اب بالکل

برداشت نہیں ہو رہی"۔۔۔۔ وہ کار سے نیچے اترے ہی تھے کہ لڑکی نے ان کے قریب آکر کہا اور پھر نجانے کیا ہوا کہ وہ لڑکی لہرائی اور فرش پر گر گئی ۔اسے فرش پر گرتے دیکھ کر وہ تینوں ہی گھبرا گئے ۔

"ارے ۔ارے ۔اسے کیا ہو گیا"۔۔۔۔ مسز احمد خان نے پریشان لہجے میں پروفیسر احمد خان سے کہا۔

"شاید بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے"۔۔۔۔ پروفیسر احمد خان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"بیٹی ۔جلدی سے جاؤ اور پانی لے کر آؤ اور دادی اماں سے کہنا کہ وہ کھانا بھی لے آئیں ۔چوکیدار ۔چوکیدار"۔۔۔۔ مسز احمد خان نے اپنی بیٹی سے کہا اور پھر چوکیدار کو آوازیں دینا شروع کر دیں ۔ دونوں چوکیدار دوڑے چلے آئے جبکہ تسکین اندر کی طرف بھاگ گئی تھی۔

"جی مالکن"۔۔۔۔ چوکیداروں نے بیک آواز مسز احمد خان سے پوچھا۔

"دیکھو ۔اس لڑکی کو اٹھا کر اندر ڈرائینگ روم میں لے چلو"۔۔۔۔ مسز احمد خان نے کہا تو چوکیدار لڑکی کی طرف بڑھ گئے ۔

"ٹھہرو۔ تم اسے ہاتھ مت لگاؤ"۔۔۔۔ جیسے ہی چوکیداروں نے لڑکی کو ہاتھ لگانا چاہا مسز احمد خان نے کچھ سوچ کر انہیں روک دیا ۔ مالکن کا حکم سنتے ہی چوکیدار رک گئے ۔اتنے میں تسکین احمد پانی کا جگ لے کر پہنچ گئی ۔پروفیسر احمد خان کی والدہ بھی وہاں آگئیں۔

"کون ہے یہ لڑکی اور بے ہوش کیوں ہو گئی"۔۔۔۔ پروفیسر احمد خان کی والدہ نے اپنے بیٹے اور بہو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کوئی غریب اور مسکین لڑکی ہے اور بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے"۔۔۔۔ مسز احمد خان نے کہا اور تسکین سے پانی کا جگ لے کر پانی کے چھینٹے لڑکی کے منہ پر مارنے لگیں ۔چند لمحوں بعد لڑکی کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں اور پھر اچانک اس نے اپنی مٹھی کھول دی ۔ اس کی مٹھی سے ایک کیپسول فرش پر گرا اور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر وہاں تیز بو پھیل گئی ۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہاں موجود پانچوں افراد بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑے ۔ان کے بے ہوش ہوتے ہی لڑکی اچھل کر کھڑی ہو گئی اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی ۔ اس نے گیٹ کھولا اور اپنی جیب سے لیزر لائٹ نکال کر اس کی روشنی دو بار گیٹ پر ڈالی تو فوراً ہی ایک طرف سے ایک کار وہاں پہنچ گئی اور پھر وہ کار گیٹ کے اندر داخل ہو گئی ۔پروفیسر احمد خان کی کار کے قریب پہنچ کر وہ کار رک گئی ۔کار سے ایک آدمی نیچے اتر آیا۔

"کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی"۔۔۔۔ اس نے لڑکی سے پوچھا تو لڑکی نے انکار میں سر ہلا دیا ۔اس آدمی نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ان دونوں نے مل کر پروفیسر احمد خان کو اٹھایا اور کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا ۔ اس کے بعد وہ دونوں فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئے ۔ کار بیک ہوئی اور چند لمحوں بعد کوٹھی سے باہر نکل گئی۔

"میں پوچھتی ہوں تو کوٹھی چل کر کیوں نہیں رہتا۔اس صابن دانی میں کیوں پڑا ہوا ہے"..... اماں بی نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا اور اس کے فلیٹ کو صابن دانی سے تشبیہ دے ڈالی۔

"صابن دانی۔ میں سمجھا نہیں اماں بی"..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ موا فلیٹ تیرا صابن دانی نہیں تو اور کیا ہے۔یہاں نہ تو تازہ ہوا آتی ہے اور نہ ہی ڈھنگ سے روشنی۔اپنی صحت دیکھی ہے۔برباد ہو کر رہ گئی ہے تیری صحت"..... اماں بی نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ میں کوٹھی میں بھی تو نہیں رہ سکتا"..... عمران نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں رہ سکتا۔تجھے کون روک سکتا ہے"..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں اس سے پوچھا۔

"ڈیڈی کو تو آپ جانتی ہیں۔وہ مجھے دو دن بھی برداشت نہیں

کریں گے"..... عمران نے کہا۔

"کیسے برداشت نہیں کریں گے۔تو چل میرے ساتھ۔ میں دیکھتی ہوں تجھے وہ کیسے روکیں گے"..... اماں بی نے کہا۔ عمران کئی دنوں سے کوٹھی نہیں گیا تھا اس لئے اماں بی ثریا کو لے کر عمران کے فلیٹ پر آ گئی تھیں اور اب ان کا اصرار تھا کہ عمران ان کے ساتھ کوٹھی چلے۔

"اگر آپ اپنے بیٹے کو مروانا چاہتی ہیں تو چلیں۔ میں تیار ہوں"..... عمران نے بے بسی سے کہا۔

"اے۔اے۔یہ کیا اناپ شناپ بولے جا رہے ہو۔ہوش میں تو ہو تم"..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اماں بی۔آپ دیکھ لینا ڈیڈی نے مجھے دیکھتے ہی گولی مار دینی ہے"..... عمران نے کہا۔

"اماں بی۔ دراصل بھائی جان جانا نہیں چاہتے اس لئے باتیں بنا رہے ہیں"..... ثریا نے اماں بی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس۔میں کچھ نہیں جانتی۔تو تیار ہو کر میرے ساتھ چل"..... اماں بی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ان کے فیصلے کو تبدیل کرنا عمران تو کیا سر عبدالرحمان کے بس میں بھی نہیں تھا اس لئے عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیئے اماں بی"..... عمران نے اماں بی سے کہا کیونکہ وہ کوٹھی جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

"انہی کپڑوں میں جاؤ گے"۔۔۔۔ اماں بی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ عمران نے ڈھنگ کا لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔

"اب میں آپ کو کیا بتاؤں اماں بی"۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ تو اس طرح کیوں بول رہا ہے"۔۔۔۔ اماں بی نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"میں نے تو دو دن سے کھانا بھی نہیں کھایا۔ جب کھانے کے لئے ہی پیسے نہیں ہیں تو اچھے کپڑے کہاں سے خریدوں گا۔ اب تو لوگوں نے ادھار دینا بھی بند کر دیا ہے اور کئی سال سے سلیمان کو تنخواہ بھی نہیں دی اس لئے وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اپنے لہجے کو اور غمگین بناتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان۔ آپ اس طرح تو نہ کہیں"۔۔۔۔ ثریا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تیرا کیا مطلب ہے عمران جھوٹ بول رہا ہے۔ تو اس کی حالت دیکھ نہیں رہی۔ تو اب اپنے بڑے بھائی کو جھوٹا، مکار کہے گی"۔۔۔۔ اماں بی کو یکدم ثریا پر غصہ آگیا اور انہیں غصے میں دیکھ کر ثریا بوکھلا گئی۔

"مم۔ مم۔ میرا یہ مطلب تو نہیں تھا اماں بی"۔۔۔۔ ثریا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں باپ بیٹی کی وجہ سے میرا بیٹا در در کی ٹھوکریں کھا رہا

ہے۔ آج میں ان سے پوچھ کر رہوں گی کہ انہیں میرے بیٹے میں کیا برائی نظر آتی ہے جو وہ اس کے دشمن بن بیٹھے ہیں۔ چلو عمران"۔۔۔۔ اماں بی نے کہا تو عمران نے فلیٹ لاک کیا اور وہ تینوں نیچے آگئے۔ نیچے ثریا کی کار موجود تھی۔ ثریا نے کار کی چابی عمران کو دے دی اور وہ تینوں کار میں بیٹھے اور کار کوٹھی کی جانب بڑھنے لگی۔

"تمہاری اپنی گاڑی کہاں ہے عمران"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد اماں بی نے عمران سے پوچھا۔

"جس آدمی کو دو، دو دن کھانا نصیب نہیں ہوتا اس کے پاس گاڑی کہاں سے آئے گی اماں بی"۔۔۔۔ عمران نے بدستور غمگین لہجے میں کہا اور عمران کا انداز دیکھ کر ثریا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"ہونہہ۔ ایک اچھی کار کتنے کی آتی ہے"۔۔۔۔ اماں بی نے عمران سے پوچھا۔

"گزارے لائق کار اٹھارہ بیس لاکھ کی آجاتی ہے اماں بی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اماں بی قیمت سن کر خاموش ہو گئیں۔ کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد کار کوٹھی پر پہنچ گئی۔ کار کی آواز سن کر چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔

"سلام چھوٹے صاحب"۔۔۔۔ چوکیدار نے عمران کو دیکھ کر سلام کیا تو عمران نے سلام کا جواب دیا۔ گاڑی کی آواز سن کر سر عبدالرحمان بھی کمرے سے نکل کر وہاں آگئے تھے۔

"السلام علیکم ڈیڈی"۔۔۔۔ عمران نے سر عبدالرحمان کو دیکھتے ہی

سلام کیا۔

" آپ کہاں چلی گئی تھیں"..... سر عبدالرحمان نے عمران کے سلام کو نظرانداز کرتے ہوئے اماں بی سے پوچھا۔

" میں اپنے بیٹے کو لینے گئی تھی۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے۔ بیٹے نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا۔ آخر آپ کو میرے بیٹے میں کیا برائی نظر آتی ہے"..... اماں بی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" برائی۔ یہ کوئی ڈھنگ کا کام کیوں نہیں کرتا"..... سر عبدالرحمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کام۔ یہ کیوں کرے کسی کا کام۔ کیوں نوکری کرتا پھرے۔ اس کے دادا، نانا کی کروڑوں کی جائیداد ہے۔ پھر اسے دفتر میں دھکے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے نوکری سے کیا بنا لیا جو یہ نوکری کرے۔ آپ کے یہ ٹھاٹ باٹھ بھی باپ دادا کی کروڑوں کی جائیداد کی وجہ سے ہیں ورنہ آپ کی تنخواہ میں تو گھر کا چولہا بھی مشکل سے جلے"..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اماں بی۔ آپ ڈیڈی سے جھگڑا مت کریں۔ میں چلا جاتا ہوں یہاں سے"..... عمران نے جلدی سے کہا۔

" کیوں چلا جاتا ہے۔ اب اگر تو اس طرح گیا تو میں بھی تیرے ساتھ جاؤں گی۔ یہ اتنی بڑی کوٹھی میں رہیں اکیلے"..... اماں بی نے کہا۔

" یہ۔ یہ کیا کہہ رہی ہو بیگم"..... سر عبدالرحمان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آپ کیسے باپ ہیں۔ آپ اپنا لباس دیکھیں کیسا شاہانہ لباس ہے اور بیٹے کا لباس دیکھیں۔ آپ خود اتنی بڑی گاڑی میں گھومتے پھرتے ہیں اور آپ کا بیٹا پبلک ٹرانسپورٹ میں دھکے کھاتا پھرتا ہے یا پھر پیدل مارا مارا پھرتا ہے۔ آپ اتنی بڑی اور شاندار کوٹھی میں رہتے ہیں جبکہ آپ کا بیٹا ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتا ہے۔ جس میں تازہ ہوا اور روشنی کا گزر بھی نہیں ہوتا۔ ٹھیک ہے آپ کو یہ سب ٹھاٹ باٹھ مبارک ہو۔ میں اپنے بیٹے کے ساتھ اس کے فلیٹ میں جا رہی ہوں۔ چلو عمران بیٹا"..... اماں بی بولنے پر آئیں تو انہوں نے سر عبدالرحمان کو بھی اچھی خاصی سنا دیں اور پھر آخر میں عمران کو چلنے کا کہا۔

" چلیئے اماں بی"..... عمران نے اماں بی سے کہا اور ان دونوں نے گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

" ارے۔ ارے۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں بیگم۔ اچھا آپ بتائیں آپ کیا چاہتی ہیں"..... سر عبدالرحمان نے اماں بی کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تو یکدم بوکھلا کر کہا۔

" عمران آپ کا بیٹا ہے۔ اسے آپ کے سٹیٹس کے مطابق ہونا چاہئے نا"..... اماں بی نے سر عبدالرحمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ہاں۔ وہ تو ہے۔ مگر کیسے"..... سر عبدالرحمان نے

پوچھا۔

"اس کے پاس ایک اچھی سی گاڑی ہونی چاہیئے۔ بینک بینلس ہونا چاہیئے۔ آپ اسے ابھی اور اسی وقت پچاس لاکھ کا چیک دے دیں"…. اماں بی نے سر عبدالرحمان سے کہا۔

"پپ۔ پچاس لاکھ کا چیک"…. سر عبدالرحمان نے حیرت بھرے لہجے میں اماں بی سے پوچھا۔

"پچاس لاکھ کہے ہیں زیادہ تو نہیں کہہ دیئے۔ آپ کے بینک اکاؤنٹس میں جو کروڑوں روپے پڑے سڑ رہے ہیں ان کا وارث کون ہے۔ یہی ہمارا بیٹا عمران ہے نا"…. اماں بی نے پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر بھی پچاس لاکھ بہت بڑی رقم ہوتی ہے بیگم اور میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ رقم یونہی اڑا دینی ہے"…. سر عبدالرحمان نے اماں بی سے کہا۔

"چلو عمران۔ چلیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ انہیں اولاد سے زیادہ دولت پیاری ہے"…. اماں بی نے ایک مرتبہ پھر گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیئے اور عمران سعادت مند بچوں کی طرح اماں بی کے پیچھے ہو لیا۔

"اچھا بیگم۔ اگر آپ کی یہی ضد ہے تو میں اسے پچاس لاکھ کا چیک دے دیتا ہوں"…. سر عبدالرحمان نے آخر ہار مانتے ہوئے کہا تو اماں بی کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔

"آپ اپنے کمرے میں جائیں اور چیک بک لے کر یہیں آ جائیں"…. اماں بی نے سر عبدالرحمان سے کہا تو وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"بے چارے ڈیڈی۔ آخر آج عمران بھائی کے ہاتھوں لٹ ہی گئے"…. ثریا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا جسے عمران نے تو سن لیا لیکن اماں بی اچھی طرح نہ سن سکیں۔

"اے لڑکی۔ کیا کہا ہے تو نے"…. اماں بی نے ثریا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کک۔ کک۔ کچھ نہیں اماں بی"…. ثریا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بتا دوں اماں بی کو کہ تم نے کیا کہا ہے"…. عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھلا کیا کہا ہے بھائی جان"…. ثریا نے کہا اور عمران کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ وہ نہ بتائے لیکن عمران مکمل شرارت کے موڈ میں تھا اس لئے اس نے ثریا کی التجا کو رد کر دیا۔

"اماں بی۔ ثریا نے کہا ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی"…. عمران نے اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ہے اس کا"…. اماں بی نے ثریا کو آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔

"اب مطلب بتاؤ اماں بی کو"…. عمران نے ثریا سے کہا جس بے چاری کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"اماں بی۔ عمران بھائی مذاق کر رہے ہیں۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی"…. ثریا نے اماں بی سے کہا۔

"لو بھئی۔ لے آیا ہوں میں چیک بک"…. اسی لمحے سر عبدالرحمان کی آواز سنائی دی۔ ان کے ایک ہاتھ میں چیک بک تھی ان کے آنے کی وجہ سے اماں بی کی توجہ ان کی طرف ہو گئی اور یوں ثریا کی جان چھوٹ گئی۔ ثریا نے زبان باہر نکال کر عمران کو منہ چڑایا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"پورے پچاس لاکھ کا چیک لکھنا ہے۔ ایک پیسہ کم نہیں ہونا چاہیئے۔ اماں بی نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ سر عبدالرحمان نے چپ چاپ پچاس لاکھ کا چیک لکھ کر عمران کے حوالے کر دیا۔

"ابھی جا کر اپنے لئے ایک گاڑی خرید اور جس جس کا قرض دینا ہے وہ ادا کر اور ہاں اس کلموہے سلیمان کی ساری تنخواہیں دے کر اسے یہاں لے آ۔ میں اسے جوتے لگاؤں گی کہ وہ مشکل وقت میں میرے بیٹے کو کیسے چھوڑ کر چلا گیا"…. اماں بی نے عمران کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر اماں بی۔ میں سلیمان کو کان سے پکڑ کر یہاں لاؤں گا اور آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا"…. عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں دیکھو۔ کیسا نمک حرام ہے۔ مشکل وقت میں میرے بیٹے کو چھوڑ کر بھاگ گیا"…. اماں بی نے کہا۔

"اب میں جاؤں اماں بی"…. عمران نے اماں بی سے اجازت لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں جا۔ اور سب سے پہلا کام گاڑی خریدنا ہے۔ گاڑی خرید کر جلد از جلد کوٹھی واپس آنا ہے"…. اماں بی نے کہا۔

"بہت بہتر اماں بی۔ ڈیڈی آپ کی بھی اجازت ہے۔ میں جاؤں"…. عمران نے پہلے اماں بی اور پھر سر عبدالرحمان سے کہا تو سر عبدالرحمان نے اسے گھور کر دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہ بولے۔

"ہائے ہائے۔ آپ تو بچے سے بات کرنا پسند نہیں کرتے۔ وہ کیسے سعادت مندی سے اجازت طلب کر رہا ہے اور آپ ہیں کہ اسے غصے سے گھورے جا رہے ہیں"…. اماں بی کا پارہ ایک بار پھر چڑھ گیا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جاؤ۔ عمران تم جاؤ"…. سر عبدالرحمان نے اماں بی کو غصے میں دیکھا تو بوکھلا کر بولے۔ عمران ہونٹوں پر شرارت بھری مسکراہٹ سجائے کوٹھی سے باہر آگیا۔ کوٹھی سے باہر آکر اس نے ٹیکسی روکی اور اسے پاکیشیا ٹرسٹ کے آفس چلنے کو کہا۔ یہ ادارہ یتیم اور غریب بچیوں کی شادی کے سلسلے میں جہیز کا انتظام کرتا تھا اور یتیم و بے سہارا بچوں کی کفالت کرتا تھا۔ یہ ادارہ مخلصانہ اور دیانتدارانہ طریقے سے اپنے فرائض انجام دیتا تھا۔ عمران وقتاً فوقتاً اس ادارے کو امداد دیتا رہتا تھا۔ یہ چیک بھی اس نے اس ادارے کو دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

چیک ادارے کے حوالے کرنے کے بعد عمران ٹیکسی پر واپس اپنے فلیٹ جا رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی ۔ اس نے سیٹ نکال کر نمبر دیکھے ۔ سیٹ کی سکرین پر سر سلطان کے آفس کے نمبر فلیش ہو رہے تھے ۔

" علی عمران ۔ بندہ ناداں "..... عمران نے کال رسیو کی اور ابھی اس نے دو لفظ ہی بولے تھے کہ سر سلطان نے اس کی بات کاٹ دی ۔

" فوراً میرے آفس پہنچ جاؤ ۔ میں بہت پریشان ہوں "..... سر سلطان نے اتنا کہہ کر کال کاٹ دی ۔

" یہ سلطان لوگ بھی بھلا غریب آدمی کی بات کہاں سنتے ہیں "..... عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" جی صاحب ۔ کیا فرمایا آپ نے "..... ٹیکسی ڈرائیور نے عمران سے پوچھا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا ۔

" بھئی ۔ غریب آدمی بھلا کیا فرما سکتا ہے ۔ سلطانی آرڈر ملا ہے اس لئے اب منزل بدل گئی ہے ۔ اب کنگ روڈ نہیں چلنا بلکہ سیکرٹریٹ چلنا ہے "..... عمران نے ڈرائیور سے کہا ۔

" جی آپ کا مطلب ہے اب آپ سیکرٹریٹ جائیں گے ۔ میں گاڑی سیکرٹریٹ کی طرف موڑ دوں "..... ڈرائیور نے کہا ۔

" بالکل بھائی ۔ تم اچھے خاصے سمجھ دار لگتے ہو "..... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے ٹیکسی سیکرٹریٹ کی طرف موڑ دی ۔

کچھ دیر بعد عمران سر سلطان کے آفس میں تھا ۔ یہ آفس ٹائم نہیں تھا لیکن سر سلطان رات دیر تک آفس بیٹھنے کے عادی تھے ۔ ان کے عملے کے زیادہ تر افراد جا چکے تھے ۔ ایک گن مین اور ایک چپڑاسی ہی ان کے بعد جاتے تھے ۔

" السلام علیکم "..... عمران نے سر سلطان کے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا ۔

" وعلیکم السلام ۔ آؤ بیٹھو ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا "..... سر سلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" کیسا دور آ گیا ہے ۔ اب سلطان بھی پریشان رہنے لگے ہیں جبکہ پہلے تو صرف عوام ہی پریشان رہتی تھی "..... عمران نے کہا ۔

" عمران ۔ میں بہت سنجیدہ ہوں ۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے "..... سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اگر سلطان سنجیدہ ہونے لگیں تو عوام کو رنجیدہ ہو جانا چاہئے ۔ لیجئے میں رنجیدہ ہو جاتا ہوں "..... عمران نے چہرے پر رنجیدگی پیدا کرتے ہوئے کہا ۔ عمران بھلا سر سلطان کی سنجیدگی کو کہاں خاطر میں لانے والا تھا ۔

" ایک انتہائی قومی مسئلہ ہے ۔ ہمارے ایک انتہائی اہم سائنس دان ہیں پروفیسر احمد خان ۔ وہ ان دنوں ایک انتہائی اہم فارمولے پر کام کر رہے تھے ۔ اگر یہ فارمولا مکمل نہ ہو سکا تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا "..... سر سلطان نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں

عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تو کریں وہ کام ۔ انہیں روکا کس نے ہے"۔۔۔۔ عمران نے سرسلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ ہوں گے تو کام کریں گے نا۔ انہیں تو اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کا اغوا تو میرے لئے پریشانی بنا ہوا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

" وہ کب اور کیسے اغوا ہوئے ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ اغوا ہوئے ہیں ۔ وہ خود بھی تو غائب ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ اغوا کا سن کر عمران بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

" عمران ۔ وہ انتہائی محب وطن شہری ہیں ۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور اب تک کی تفتیش سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔ یہ بتائیے کہ وہ کب اور کیسے اغوا ہوئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سرسلطان سے پوچھا۔

" چھبیس رمضان کو ان کی رہائش گاہ سے انہیں ایک بھیک مانگنے والی نے اغوا کیا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر مسز احمد خان کی زبانی جو کچھ انہیں معلوم ہوا تھا انہوں نے عمران کو بتا دیا۔

" چھبیس رمضان کو وہ اغوا ہوئے اور مجھے اب بتایا جا رہا ہے ۔ اب بھی بتانے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" یہ کیس انٹیلی جنس والوں کو دیا گیا تھا ۔ انہوں نے اپنی ناکامی

کی رپورٹ دی ہے تو اب یہ کیس سیکرٹ سروس کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

" آپ جانتے ہیں کہ ایسے معاملات میں ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے اور آپ نے اتنے دن ضائع کر دیئے ۔ بہرحال اب آپ اس کیس کی فائل میرے فلیٹ پر بھجوا دیں ۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" دیکھنا نہیں ہے عمران بیٹے بلکہ پروفیسر صاحب کو واپس لانا ہے ہر حال میں ۔ ہر قیمت پر"۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا تو عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے سرسلطان سے اجازت لی اور دانش منزل آ گیا بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو طاہر"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" خیریت ۔ عمران صاحب ۔ آپ بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

" جب مرض کم ہوتا ہے تو مریض کے ورثاء عطائیوں کے یا پھر چھوٹے موٹے ڈاکٹر کے پاس بھاگتے رہتے ہیں اور جب مرض ناقابل علاج ہو جاتا ہے تو پھر اسپیشلسٹ کے پاس آتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا ۔ چند لمحوں تک بیل بجتی رہی لیکن فون رسیو نہ کیا گیا ۔ عمران نے رسیور رکھا اور ٹرانسمیٹر پر جولیا کی فریکونسی ایڈجسٹ کی ۔ ویسے تو سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو

جدید قسم کے موبائل فون مہیا کر دیئے گئے تھے۔ یہ نمبرز ایسے تھے کہ موبائل فون کمپنی بھی ان نمبرز کی کال چیک نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے باوجود اگر ممبران فلیٹ پر نہ ہوتے تو موبائل فون کی بجائے واچ ٹرانسمیٹر ہی استعمال کرتے تھے اس لئے عمران بھی جولیا کو فون کی بجائے ٹرانسمیٹر پر ہی کال کر رہا تھا۔

"ایکسٹو کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو۔ میں نے تمہیں فلیٹ پر کال کی تھی۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں کچھ شاپنگ کرنے کے لئے مارکیٹ آئی ہوئی ہوں اور اس وقت اپنی کار میں آپ کی کال اٹنڈ کر رہی ہوں۔ اوور"۔۔۔۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔

"میں ایک کوٹھی کا ایڈریس بتا رہا ہوں۔ یہ کوٹھی پاکیشیا کے اہم سائنس دان پروفیسر احمد خان کی ہے۔ پروفیسر احمد خان چھبیس رمضان کی شب اس کوٹھی سے اغوا ہوئے ہیں۔ تم تمام ممبران کی ڈیوٹی لگاؤ کہ وہ اس اغوا کا سراغ لگانے کی کوشش کریں اور جلد از جلد مجھے رپورٹ دیں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے جولیا کو احکامات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سر سلطان کا بتایا ہوا ایڈریس بتا کر اوور اینڈ آل کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ مرض اور مریض کا ذکر کر رہے تھے۔ کیا یہ کیس پہلے کسی اور ایجنسی کو دیا گیا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا کیونکہ اسے عمران کی کال سے معلوم ہو گیا تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے۔

"واہ۔ دانش منزل میں رہتے رہتے تمہاری دانش تو بہت بڑھ گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ پروفیسر صاحب ہیں کون اور اغوا کیسے ہوئے ہیں۔ میں تو پروفیسر احمد خان کا نام بھی پہلی بار سن رہا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا تو عمران نے سر سلطان کی بتائی ہوئی باتیں دوہرا دیں۔

"انہیں اغوا ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران سے تفصیل سننے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ دن تو بہت گزر گئے ہیں لیکن ہم نے تو اس مرض کا علاج کرنا ہے نا۔ تم ایسا کرو کہ ایکریمیا، روسیاہ، کافرستان اور اسرائیل کے فارن ایجنٹس کی ڈیوٹیاں لگاؤ کہ وہ معلوم کریں کہ پروفیسر احمد خان کو اغوا کر کے کس ملک میں لایا گیا ہے۔ میں معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں سے رابطہ کر کے پوچھتا ہوں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

اردن کے اعلیٰ حلقوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی ۔ ڈاکٹر آبیلا کا اغوا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا ۔ ڈاکٹر آبیلا نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ایکریمیا میں حاصل کی تھی ۔ وہ اردن کی نہ صرف قابل ترین سائنس دان تھی بلکہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی ۔ بچپن ہی سے اس نے تعلیم کے ساتھ ساتھ مارشل آرٹ کی تربیت بھی حاصل کی تھی ۔ بظاہر وہ سمارٹ نظر آنے والی لڑکی مارشل آرٹ کی بہترین فائٹر تھی ۔ سائنس اور مارشل آرٹ دو مختلف شعبے تھے لیکن وہ ان دونوں کی ماہر تھی ۔ وہ اپنی طاقت، ذہانت، قابلیت اور حب الوطنی کی وجہ سے ملک کی ہردلعزیز شخصیت تھی۔

اس کا ملک سائنسی ترقی میں پسماندہ تھا ۔ وہ اسے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں دیکھنا چاہتی تھی اس لئے وہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے بھی لیبارٹری میں کام کرتی تھی ۔ اسے ایجادات کا بہت شوق تھا

وہ نت نئے تجربات کرتی رہتی تھی۔

کرنل زید کا شمار اردن کے بااختیار لوگوں میں ہوتا تھا ۔ ایک تو وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ دوسرا وہ اردن کی سرکاری سپیشل ایجنسی کا چیف بھی تھا ۔ اس نے بھی مارشل آرٹ کی تربیت ایکریمیا میں حاصل کی تھی ۔ ڈاکٹر آبیلا اس کی کزن تھی اور کئی بار کرنل زید کی مدد کر چکی تھی ۔ کبھی کبھار وہ شوقیہ اس کی ایجنسی کے لئے کام بھی کرتی تھی ۔ کرنل زید اس کی صلاحیتوں کا معترف تھا ۔ اب ڈاکٹر آبیلا اغوا ہوئی تھی تو اس کی راتوں کی نیندیں اڑ گئی تھیں اس کی ایجنسی نے پوری کوشش کر لی تھی لیکن ڈاکٹر آبیلا کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا ۔ شاہ اردن خود اس سے کئی بار ڈاکٹر آبیلا کے بارے میں پوچھ چکے تھے۔

اب بھی کرنل زید اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ ڈاکٹر آبیلا کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا ۔ وہ جیسے جیسے سوچتا اس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا ۔ وہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ وہ چند لمحے تو فون کو گھورتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ۔ کرنل زید سپیکنگ" .... کرنل زید نے فون کا رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب ۔ میں طارق بول رہا ہوں" .... دوسری طرف سے کہا گیا ۔ طارق شاہ اردن کا پرسنل سیکرٹری تھا۔

"جی طارق صاحب ۔ فرمائیے" .... کرنل زید نے کہا۔

" آپ کو شاہ اردن یاد کر رہے ہیں "..... پرسنل سیکرٹری طارق نے کہا۔

" اوکے ۔ میں آ رہا ہوں "..... کرنل زید نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا ۔ چند لمحوں بعد اس کی گاڑی تیزی سے شاہی محل کی طرف بڑھ رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ شاہ اردن کے سامنے موجود تھا۔

" تشریف رکھیئے "..... شاہ اردن نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" شکریہ شاہ معظم "..... کرنل زید نے سر کو خم دیا اور شاہ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ڈاکٹر آبیلا کی بازیابی کے سلسلے میں آپ نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں "..... شاہ اردن نے پوچھا۔

" شاہ معظم ۔ ہم ڈاکٹر آبیلا کے اغوا کا سراغ لگانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ امید ہے کہ ہم جلد ہی کامیاب ہو جائیں گی "..... کرنل زید نے شاہ اردن سے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اب تک آپ سے کچھ نہیں ہو سکا "..... شاہ اردن نے خشک لہجے میں کہا۔

" شاہ معظم ۔ ہم انہیں بہت جلد بازیاب کرا لیں گے "..... کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اب تک آپ ان کے اغوا کا سراغ نہیں لگا سکے ۔ آپ انہیں

بازیاب کیسے کرا لیں گے اور ڈاکٹر آبیلا کے اغوا کا سراغ اب تک نہ لگنا ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی ایجنسی نکمے افراد پر مشتمل ہے اور آپ لوگ سرکاری خزانے پر بوجھ ہیں "..... شاہ اردن نے خفگی بھرے لہجے میں کہا تو کرنل زید کوئی جواب نہ دے سکا ۔ اس نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

" ڈاکٹر آبیلا پورے اردن کی عزت ہے ۔ اس کا اس طرح اغوا ہونا اردن کی ذلت ہے "..... شاہ اردن نے کہا۔

" شاہ معظم ۔ انہیں سائنس دان ہونے کی وجہ سے اغوا کیا گیا ہے ۔ ان کے اغوا میں غیر ملکی ایجنسیاں ملوث ہیں ۔ ہمارا نیٹ ورک کام کر رہا ہے ۔ جیسے ہی ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر آبیلا کو اغوا کر کے کس ملک میں لے جایا گیا ہے ہم انہیں فوراً بازیاب کرا لیں گے کیونکہ ہم بھی ترقی یافتہ ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے کم طاقتور یا کم باصلاحیت نہیں ہیں ۔ ہماری ایجنسی نے ان ممالک میں کئی نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں ۔ جن سے شاہ معظم بخوبی واقف ہیں "..... کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کرنل زید ۔ شاید آپ جانتے ہوں کہ ڈاکٹر آبیلا ان دنوں بہت ہی اہم کام میں مصروف تھیں ۔ اگر اس کام میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی تو پھر ان کی ساری محنت ضائع ہو جائے گی "..... شاہ اردن نے کہا۔

" میں جانتا ہوں شاہ معظم ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ ڈاکٹر آبیلا بہت

جلد ہمارے درمیان ہوں گی"۔۔۔۔ کرنل زید نے شاہ اردن کو تسلی دیتے ہوئے کہا مگر وہ مطمئن نہ ہوئے۔

"کرنل زید۔ اگر پرسوں شام تک ڈاکٹر آبیلا کی کوئی خبر نہ ملی تو پھر ہم آپ سے مایوس ہو کر کوئی اور انتظام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے"۔۔۔۔ شاہ اردن نے کرنل زید سے کہا۔

"شاہ معظم۔ ہم آپ کو مایوس نہیں ہونے دیں گے۔ پرسوں شام تک آپ خوشخبری سنیں گے"۔۔۔۔ کرنل زید نے ایک مرتبہ پھر شاہ اردن کو تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن شاہ اردن کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ مطمئن نہیں ہوئے۔ انہوں نے کرنل زید کو جانے کی اجازت دی تو کرنل زید وہاں سے اٹھ کر اپنے آفس آگیا۔

اس نے شاہ اردن سے کہہ تو دیا تھا کہ ڈاکٹر آبیلا کو کسی غیر ملکی خفیہ ایجنسی نے اغوا کیا ہے لیکن اس بات کا ابھی تک کوئی ثبوت نہیں ملا تھا۔ ویسے اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر آبیلا کے اغوا میں کوئی غیر ملکی ایجنسی ہی ملوث ہے اور یہ کہ ڈاکٹر آبیلا کو اردن سے اغوا کر کے باہر لے جایا جا چکا ہے۔ اگر ڈاکٹر آبیلا اردن میں ہوتی تو اب تک اس کا سراغ مل چکا ہوتا۔

کہنے کو تو کرنل زید نے شاہ اردن سے کہہ دیا تھا کہ پرسوں تک وہ ڈاکٹر آبیلا کا سراغ لگا لے گا لیکن اب اسے یہ بات مشکل نظر آرہی تھی۔ اپنے ملک کی اور بات تھی۔ اپنے ملک میں سپیشل ایجنسی بہت طاقتور اور بااختیار تھی لیکن بیرون ملک کام کرنے کا انہیں

زیادہ تجربہ نہیں تھا اس لئے کرنل زید پریشان تھا کہ کیا کرے۔ وہ کافی دیر تک پریشانی کی حالت میں بیٹھا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد لائن مل گئی۔

"ہیلو۔ کیپٹن یاسر سپیکنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل زید کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"کرنل زید بول رہا ہوں یاسر"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"۔۔۔۔ کرنل زید کی آواز سن کر کیپٹن یاسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آبیلا کیس کے سلسلے میں کچھ پیش رفت ہوئی یا نہیں"۔۔۔۔ کرنل زید نے کیپٹن یاسر سے پوچھا۔

"نو سر۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ ڈاکٹر آبیلا اردن میں نہیں ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن یاسر نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اگر ڈاکٹر آبیلا اردن میں ہوتیں تو اب تک ان کا سراغ مل چکا ہوتا اور اغوا کرنے والے اپنے کام میں اتنے ماہر ہیں کہ انہوں نے معمولی سا سراغ بھی نہیں چھوڑا"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا۔

"سر۔ مجھے تو یہ کسی ترقی یافتہ ملک کی سرکاری ایجنسی کا کام لگتا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن یاسر نے کہا۔

"ہاں۔ تم صحیح انداز میں سوچ رہے ہو۔ اس میں ہمارے دشمن ملک اسرائیل کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اسرائیل میں ہمارا نیٹ ورک

موجود ہے ۔ میں وہاں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ امید ہے ہمیں وہاں سے کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا“.... کرنل زید نے کیپٹن یاسر سے کہا۔

” آپ نے ٹھیک سوچا ہے سر۔ ہمیں کوئی کلیو مل جائے تو ہم بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں“.... کیپٹن یاسر نے کہا۔

” اوکے ۔ تم اپنی کوششیں جاری رکھو“.... کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر کے کریڈل دبایا اور دوبارہ ٹون آنے پر اس نے دوسرے نمبر پریس کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

” ہیلو ۔ ابو موسیٰ سپیکنگ“.... دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔ ابو موسیٰ اسرائیل میں سپیشل ایجنسی کا ایجنٹ تھا۔

” زید بول رہا ہوں“.... کرنل زید نے ابو موسیٰ سے کہا۔

” اوہ سر۔ آپ ۔ فرمایئے کیسے یاد کیا“.... ابو موسیٰ نے اس کی آواز سن کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

” ابو موسیٰ ۔ تمہارے ارد گرد کوئی موجود تو نہیں ہے“.... کرنل زید نے اس سے پوچھا۔

” نو سر۔ میں اس وقت اکیلا ہی ہوں“.... دوسری طرف سے ابو موسیٰ کی آواز سنائی دی ۔

” اپنی لائن بھی محفوظ کر لو“.... کرنل زید نے اس سے کہا۔

” جی بہتر ۔ ایک منٹ“.... چند لمحوں بعد ابو موسیٰ کی آواز سنائی دی ۔

” ابو موسیٰ ۔ اردن سے ڈاکٹر آبیلا اغوا ہو گئی ہے ۔ اس بات کا امکان ہے کہ انہیں اغوا کر کے اسرائیل لے جایا گیا ہے ۔ تم تحقیق کرو اور جلد از جلد مجھے رپورٹ دو“.... کرنل زید نے کہا۔

” اوکے سر۔ میں ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو رپورٹ کرتا ہوں“.... ابو موسیٰ نے کہا۔

” وش یو گڈ لک“.... کرنل زید نے کہا اور پھر رابطہ منقطع کر کے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ چونکہ وہ گہرے خیالوں میں گم تھا اس لئے جیسے ہی گھنٹی بجی وہ چونک پڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

” ہیلو ۔ کرنل زید سپیکنگ“.... کرنل زید نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

” کرنل ۔ ڈاکٹر آبیلا بول رہی ہوں“.... دوسری طرف سے ڈاکٹر آبیلا کی آواز سنائی دی تو کرنل زید یکلخت کرسی سے اچھل پڑا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ڈاکٹر آبیلا کی اس طرح بھی کال آ سکتی ہے۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں بارہ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ دس کرسیوں پر افراد بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دو کرسیاں خالی تھیں ۔ دس افراد میں سے آٹھ مرد تھے جبکہ دو خواتین ۔ خواتین میں سے ایک نوجوان لڑکی تھی جبکہ دوسری عمر رسیدہ جبکہ آٹھوں مرد عمر رسیدہ تھے ان دس افراد کے سامنے چار افراد کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ ان کی طرف تھا ۔ نوجوان لڑکی کے علاوہ باقی نو افراد کے چہروں پر خوف کے تاثرات تھے ۔

یہ تمام افراد سائنس دان تھے اور انہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا ۔ ان سائنس دانوں میں پاکیشیا کے پروفیسر احمد خان، کافرستان کے ڈاکٹر اجیت ورما، اردن کی ڈاکٹر آبیلا، گریٹ لینڈ کی ڈاکٹر گراف، ایکریمیا کے ڈاکٹر رچرڈ، روسیاہ کے ڈاکٹر منچوف، آئس لینڈ کے ڈاکٹر

ڈیوڈ اور ڈاکٹر براؤن اور شوگران کے ڈاکٹر چنگ پانگ اور چنگ چو شامل تھے ۔

ان سب کو اتنا یاد تھا کہ انہیں بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا تھا ۔ اب وہ ہوش میں آئے تھے تو اس ہال نما کمرے میں موجود تھے ۔ ہوش میں آنے کے بعد اپنے سروں پر مسلح افراد کو دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئے تھے ۔ صرف ڈاکٹر آبیلا تھی جو ان سے خوفزدہ نہیں تھی ۔

" ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے "…. ہوش میں آنے کے کافی دیر بعد ڈاکٹر اجیت ورما نے مسلح افراد سے پوچھا ۔

" خاموش بیٹھے رہو ۔ ہم تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے ۔ باس یا مادام آکر تمہیں بتائیں گی کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے "…. مسلح افراد میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا ۔

" کون ہے تمہارا باس اور مادام "…. اجیت ورما نے دوبارہ ان مسلح افراد سے پوچھا ۔

" ہم تمہارے کسی سوال کا جواب زبان سے نہیں دے سکتے البتہ گولیوں سے دے سکتے ہیں ۔ اب اگر تمہیں گولیوں سے جواب چاہئے تو سوال کرنا ورنہ اپنی زبان بند رکھو "…. پہلے والے مسلح شخص نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا اور مشین گن کے ٹریگر پر انگلی رکھ لی ۔ اس کے بعد کسی کو سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ چند لمحوں بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا تو ان سب نے دروازے کی طرف دیکھا ۔ دروازے میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مرد اور ایک نوجوان

لڑکی اندر داخل ہوئی۔ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

"سنگ ہی"....ڈاکٹر چنگ پانگ اور چنگ چو کی زبان سے بیک وقت حیرت بھری آواز نکلی۔

"گڈ ڈاکٹرز۔ تم نے مجھے پہچان لیا"....آنے والے نے کہا جو سنگ ہی تھا اور خالی کرسی ان کے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔اس کے ساتھ آنے والی لڑکی بھی خالی کرسی ان کے سامنے رکھ کر بیٹھ گئی۔

"ہاں۔ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم نے شوگران حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی تھی اور ناکامی پر فرار ہو گئے تھے۔ تم پر غداری کا مقدمہ ہے۔جس دن تم پکڑے گئے تمہیں سزائے موت دے دی جائے گی"....ڈاکٹر چنگ پانگ نے کہا تو اس نے ایک قہقہہ لگایا۔اس کا قہقہہ کافی طویل تھا۔

"ڈاکٹر۔اب میں شوگران کا شہری نہیں ہوں۔اب میں گریٹ زیرو لینڈ کا شہری ہوں جو بہت عظیم اور طاقتور ہے۔ دنیا کے تمام ممالک سے سائنس کی ترقی میں بہت آگے۔اب وہ وقت دور نہیں جب ہم ساری دنیا پر حکومت کریں گے۔ پھر میں زیرو لینڈ کے سفیر کی حیثیت سے شوگران میں آکر رہوں گا۔اس وقت شوگران حکومت مجھے پھانسی کی سزا نہیں دے گی بلکہ جھک جھک کر مجھے سلام کرے گی"....سنگ ہی نے قہقہہ لگانے کے بعد شوگران کے ڈاکٹر چنگ پانگ سے کہا۔

"تم ایک برے انسان ہو سنگ ہی اور برائی کے لئے کام کرتے

ہو اس لئے تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا"....اس مرتبہ چنگ چو نے سنگ ہی سے کہا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہمارا یہ خواب ضرور پورا ہو گا اور تم لوگ اس میں ہماری مدد کرو گے۔ تھریسیا۔انہیں بتاؤ کہ انہوں نے کیا کرنا ہے"....سنگ ہی نے پہلے ڈاکٹر چنگ چو سے اور پھر اپنی ساتھی تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ سب لوگ سائنس دان ہیں اس لئے ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔زیرو لینڈ سائنس دانوں کی قدر کرتا ہے۔آپ لوگ اگر زیرو لینڈ کی شہریت حاصل کرنا چاہیں تو ہمیں بہت خوشی ہو گی۔ہم آپ کو ایسی مراعات دیں گے کہ دنیا کا کوئی ملک آپ کو ایسی مراعات نہیں دے سکے گا کیونکہ زیرو لینڈ دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ امیر ہے"....تھریسیا نے کہا اور خاموش ہو گئی اور غور سے ان تمام افراد کے چہرے دیکھنے لگی لیکن کوئی بھی اس کی بات سے متاثر نہیں ہوا تھا۔

"ہمیں کسی بھی ملک کی شہریت نہیں چاہئے۔میرا خیال ہے کہ یہاں موجود تمام سائنس دان محب وطن ہیں اور کسی قسم کی مراعات بھی ہماری حب الوطنی پر اثر انداز نہیں ہو سکتی"....پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر احمد خان نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ باقی تمام سائنس دانوں نے انہیں ستائشی نظروں سے دیکھا کیونکہ

انہوں نے سب کے دل کی بات کہی تھی ۔ سنگ ہی اور تھریسیا کو شاید یہ بات بری لگی تھی لیکن انہوں نے اپنے تاثرات سے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔

" مگر مجھے یقین ہے کہ آپ سب پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر احمد خان کی بات سے اتفاق نہیں کریں گے "..... تھریسیا نے پروفیسر احمد خان کی بات سن کر کہا۔

" نہیں ۔ ہم سب ان کی بات سے اتفاق کرتے ہیں "..... کافرستان کے ڈاکٹر اجیت ورما نے کہا۔ پھر باقی سب نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ سنگ ہی اور تھریسیا غور سے ان سب کو دیکھنے لگے ۔

" کیا تم نے ہمیں اس لئے اغوا کیا ہے کہ ہمیں زیرو لینڈ کی شہریت حاصل کرنے پر مجبور کر سکو "..... اردن کی نوجوان سائنس دان ڈاکٹر آبیلا نے ان سے پوچھا تو تھریسیا اس کی طرف متوجہ ہوئی ۔

" نہیں ینگ ڈاکٹر ۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے ۔ یہ تو ہم تمہارے فائدے کے لئے کہہ رہے ہیں ۔ اگر تم لوگ زیرو لینڈ کی شہریت حاصل کر لو تو تمہیں اتنے فوائد حاصل ہوں گے جس کا تم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہو گا اور اگر تم لوگ زیرو لینڈ کی شہریت حاصل نہیں کرو گے تو پھر بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا "..... تھریسیا نے کہا۔

" پھر ہمیں اغوا کرنے کا کیا مقصد ہے "..... پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر احمد خان نے ان سے پوچھا۔

" ہم آپ کو بتا دیں کہ آپ اس وقت زیرو زون میں موجود ہیں ۔ یہ زیرو لینڈ کا ایک معمولی سا پک اپ پوائنٹ ہے ۔ یہ دنیا سے الگ ایک جزیرہ ہے ۔ اس کا رقبہ پانچ سو مربع میل پر محیط ہے ۔ یہاں تک کسی کا پہنچنا ممکن نہیں ہے کیونکہ زیرو لینڈ نے اپنے زیر استعمال اس جزیرے تک آنے والے راستے سائنسی ٹیکنالوجی کے ذریعے بند کر دیئے ہیں ۔ ہزاروں لاکھوں کمانڈوز پر مشتمل فوج بھی اس جزیرے پر آپریشن نہیں کر سکتی ۔ اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ لمحوں میں خاکستر ہو جائے گی اس لئے اگر کبھی آپ میں سے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ وہ یہاں سے فرار ہو جائے گا یا اس کی مدد کے لئے کوئی آئے گا تو وہ اس خیال کو ذہن سے نکال دے ۔ خاص طور پر پروفیسر احمد خان اور ڈاکٹر اجیت ورما۔

پروفیسر احمد خان کے ملک کا سیکرٹ ایجنٹ علی عمران اور ڈاکٹر اجیت ورما کے ملک کا کرنل فریدی ناقابل تسخیر سمجھے جاتے ہیں لیکن یہاں تک وہ بھی کبھی نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ یہ جزیرہ زیرو زون دنیا کے کسی نقشے پر موجود ہی نہیں ہے اور اگر وہ کسی طرح اس جزیرے کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو جزیرے میں داخل نہیں ہو سکیں گے ۔ لہذا آپ سب کو ہمارے احکامات کی تعمیل کرنی ہو گی ۔ بصورت دیگر جو ایکشن لیا جائے گا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے "..... تھریسیا نے تقریر کرتے ہوئے کہا ۔ آخر میں اس کا لہجہ انتہائی بھیانک ہو گیا تھا۔

"ہمیں یہاں کرنا کیا ہو گا"..... روسیاہ کے ڈاکٹر منچوف نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے ان سے پوچھا۔

"آپ لوگ اس وقت زیرو زون میں موجود زیرو لینڈ کی ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں موجود ہیں۔ یہاں چھوٹے چھوٹے کئی پراجیکٹ پر ابتدائی کام ہوتا ہے اور اب یہ کام آپ نے کرنے ہیں۔ ایک بڑا پراجیکٹ بھی ہے بلیو ریز جس کا فارمولا ہمارے پاس ہے۔ یہ ایسی شعاعیں ہیں جو سورج کی شعاعوں کے ساتھ مل کر کسی بھی بڑے شہر کی آبادی کو لمحوں میں خاکستر کر سکتی ہیں۔ اس فارمولے پر ابتدائی کام بھی یہیں ہو گا۔ پھر آپ سب کو اس فارمولے سمیت زیرو لینڈ کی ایک جدید ترین لیبارٹری میں شفٹ کر دیا جائے گا۔ وہ لیبارٹری کہاں ہے یہ آپ کو بعد میں بتایا جائے گا۔ اب آپ خود سوچیں کہ جب ہم نے یہ شعاعیں ایجاد کر لیں تو کیا دنیا کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں نہیں آجائے گا"..... سنگ ہی نے کہا تو ان سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"اوہ۔ اس قدر خوفناک ہتھیار"..... ڈاکٹر چنگ چو نے بے اختیار لہجے میں کہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارے پاس نجانے کیسی کیسی ایجادات ہیں اور مزید نجانے کتنی ایجادات ہوں گی"..... تھریسیا نے فخریہ لہجے میں کہا۔ سنگ ہی کی گردن بھی فخر سے اکڑ گئی تھی اور اس نے سر ہلا کر تھریسیا کی تائید کی۔

"جب تمہارے سائنس دان پہلے ہی اتنی ایجادات کر چکے ہیں تو اب ان پراجیکٹ پر وہ کام کیوں نہیں کر سکتے"..... پروفیسر احمد خان نے سنگ ہی اور تھریسیا سے پوچھا تو وہ دونوں ہی اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہمارے پاس سائنس دانوں کی کمی ہے۔ اسی لئے تو ہم سائنس دانوں کی قدر کرتے ہیں اور یہاں بھی صرف آپ لوگ ہی کام نہیں کریں گے بلکہ ہمارے چند سائنس دان بھی آپ کے ساتھ مل کر کام کریں گے"..... سنگ ہی نے کہا۔

"ناممکن۔ ہم تباہی پھیلانے والے کسی پراجیکٹ پر کسی بھی قیمت پر کام نہیں کریں گے"..... پروفیسر احمد خان نے حتمی لہجے میں کہا تو سنگ ہی کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

"اگر آپ میں سے کسی نے ہمارے ساتھ کام کرنے سے انکار کیا تو ہم اپنے کیمیائی ہتھیاروں سے اس کے ملک میں تباہی پھیلا دیں گے۔ پہلے ایک شہر، پھر دوسرا شہر، پھر تیسرا شہر اور ان شہروں میں مرنے والے ہزاروں بے گناہ لوگوں کا خون آپ کے سر ہو گا".....
تھریسیا نے سفاک اور سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ ان تمام سائنس دانوں کو اپنے جسموں میں سرد لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"ہمارے ایجنٹ اتنے خفیہ طریقے سے کام کرتے ہیں کہ پکڑے نہیں جاتے۔ آپ لوگوں کے ممالک کی سیکرٹ ایجنسیاں انتہائی

فعال ہیں لیکن ابھی تک کوئی بھی آپ میں سے کسی ایک کے اغوا کا بھی سراغ نہیں لگا سکا۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کو اغوا کس نے کیا ہے۔ اپنی سر توڑ کوششوں کے باوجود وہ لوگ ناکام رہے ہیں اور ہمیشہ ناکام رہیں گے۔ ہم آپ کو آج شام تک کا وقت دے رہے ہیں آپ ایک دوسرے سے مشورہ بھی کر لیں اور ایک دوسرے سے اچھی طرح متعارف بھی ہو جائیں۔ شام تک ہمیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیں۔ جو انکار کرے گا ہم اس ملک کے اخبارات اگلے روز اس کے سامنے رکھ دیں گے۔ انکار کا نتیجہ اخبارات اسے بتا دیں گے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے بھی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھریسیا بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ چاروں مسلح افراد وہیں کھڑے تھے۔ ان دونوں کے باہر جاتے ہی وہ تمام آپس میں مشورے کرنے لگے اور ایک دوسرے کا نام پوچھنے لگے۔

"ہماری ایجنسیاں اتنی کمزور نہیں ہیں کہ ان جرائم پیشہ افراد کو اپنے ملک میں دہشت گردی کرنے دیں"۔۔۔۔ گریٹ لینڈ کی ڈاکٹر گراف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کئی سائنس دانوں نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"یہ۔ یہ سنگ ہی بہت ہی خطرناک انسان ہے"۔۔۔۔ شوگران کے ڈاکٹر چنگ پانگ نے کہا۔

"یہ خطرناک ہو گا شوگران کے لئے۔ کبھی یہ ایکریمیا آکر تو

دیکھے"۔۔۔۔ ایکریمیا کے ڈاکٹر رچرڈ نے مغرورانہ لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کو ایکریمیا سے ہی اغوا کر کے لائے ہیں اور ابھی تک آپ کا کوئی سیکرٹ ایجنٹ آپ کو چھڑانے کے لئے نہیں آیا"۔۔۔۔ ڈاکٹر چنگ پانگ نے ڈاکٹر رچرڈ کا غرور بھرا انداز دیکھا تو طنزیہ لہجے میں کہا ڈاکٹر رچرڈ کے پاس اس کی بات کا جواب نہیں تھا اس لئے اس نے خاموشی اختیار کر لی۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم ان کی بات مان لیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر اجیت ورما نے ڈاکٹر چنگ پانگ سے پوچھا۔

"نہیں۔ ہم ان کی بات مان بھی نہیں سکتے۔ انسانیت کے خلاف ہم کوئی کام کرنے کو تیار نہیں ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر چنگ پانگ نے کہا۔

"پھر کیا کیا جائے۔ انہوں نے تو شام تک کی مہلت دی ہے"۔۔۔۔ آئس لینڈ کے ڈاکٹر ڈیوڈ نے ان سے پوچھا مگر اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ انہی باتوں کے دوران ہی شام ہو گئی۔ اس دوران انہیں مسلح افراد کی نگرانی میں کھانا اور چائے پیش کی گئی تھی کھانے اور چائے سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا تھا۔ شام کو سنگ ہی اور تھریسیا دوبارہ اس ہال کمرے میں آگئے۔

"آپ معزز سائنس دانوں نے کیا سوچا ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے مہذبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم ابھی تک کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکے۔ آپ ہمیں کل تک کی مہلت دیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے تھریسیا سے کہا۔

"اوکے ۔آپ کل تک کی مہلت لے لیں ۔ہمیں بھی کوئی خاص جلدی نہیں ہے"..... سنگ ہی نے بھی مہذبانہ لہجے میں کہا ۔شاید انہیں مہذبانہ لہجے میں بات کرنے کی ہدایات دی گئی تھیں کیونکہ اب ان دونوں کے لہجے یکسر بدلے ہوئے تھے۔

"ہم نے یہاں آپ کی رہائش اور خوراک کا اعلیٰ انتظام کیا ہوا ہے ہمارے آدمی آپ کو الگ الگ کمروں میں پہنچا دیں گے ۔آپ لوگ آرام کریں اور سوچیں ۔اب کل آپ سے ملاقات ہو گی"..... تھریسیا نے کہا۔

"اور اگر آپ فرار ہونا چاہیں تو اس کی کوشش بھی کر کے دیکھ لیجئے گا"..... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔

"پہلے تین افراد ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم انہیں ان کے کمروں تک پہنچا دیں"..... مسلح افراد میں سے ایک نے ان سے کہا اور پھر تین مسلح افراد تین سائنس دانوں کو لے کر کمرے سے باہر چلے گئے ۔چوتھا مسلح آدمی وہیں کھڑا رہا ۔اس طرح باری باری وہ تمام کمروں میں پہنچ گئے ۔ڈاکٹر آبیلا جب اپنے کمرے میں پہنچی تو اس نے مسلح آدمی کی طرف لگاوٹ بھری نظروں سے دیکھا۔

"کیا تم کچھ دیر کے لئے اس کمرے میں نہیں رک سکتے"..... ڈاکٹر آبیلا نے مسلح آدمی سے کہا۔

"باس اور مادام چلے جائیں پھر میں آتا ہوں"..... اس مسلح آدمی

نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا اور پھر کمرے سے باہر چلا گیا ۔پھر اس کی واپسی میں زیادہ دیر نہ ہوئی اور وہ جلد ہی واپس آ گیا۔

"ہاں ۔آپ کیا کہنا چاہ رہی تھیں"..... مسلح آدمی نے نہایت ہی میٹھے لہجے میں ڈاکٹر آبیلا سے پوچھا۔

"میں جو کچھ کہنا چاہ رہی ہوں کیا تم اسے سمجھ نہیں رہے"..... ڈاکٹر آبیلا نے اس سے کہا۔

"میں سمجھ رہا ہوں"..... مسلح آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا ۔اگلے ہی لمحے ڈاکٹر آبیلا بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس محافظ کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ چھوٹا اور وہ بیڈ پر بے ہوش ہو کر گر پڑا ۔ڈاکٹر آبیلا نے جلدی سے اس کی تلاشی لی تو اس کی ایک جیب سے موبائل فون نکلا ۔یہ سیٹلائٹ موبائل فون تھا ۔موبائل فون دیکھ کر ڈاکٹر آبیلا کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے جلدی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ۔کرنل زید سپیکنگ"..... رابطہ ملنے پر اسے کرنل زید کی آواز سنائی دی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

"کرنل ۔میں ڈاکٹر آبیلا بول رہی ہوں"..... ڈاکٹر آبیلا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔آبیلا تم کہاں ہو ۔ہم سب تمہارے لئے پریشان ہیں"..... کرنل زید کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کرنل ۔میں تمہیں محل وقوع نہیں بتا سکتی کیونکہ میں اس کے

بارے میں کچھ نہیں جانتی ۔ ہمیں اغوا کرنے والوں نے بتایا ہے کہ ہم ایک جزیرے پر ہیں جو دنیا سے الگ تھلگ ہے ۔ وہ اس جزیرے کو زیرو زون کا نام دے رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ جزیرہ دنیا کے نقشے پر موجود نہیں ہے "۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

" تمہیں اغوا کرنے والے کون لوگ ہیں "۔۔۔۔ کرنل زید نے ڈاکٹر آبیلا سے پوچھا۔

" یہ کام سنگ ہی اور تھریسیا کا ہے ۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس مرتبہ انہوں نے اس قدر خفیہ طریقے سے کام کیا ہے کہ پاکیشیا کے علی عمران اور کافرستان کے کرنل فریدی بھی ابھی تک ان کا سراغ نہیں لگا سکے اور نہ ہی وہ لوگ ان کے بارے میں جان سکیں گے "۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

" کیا تمہارے علاوہ بھی ان لوگوں نے کچھ اور سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے "۔۔۔۔ کرنل زید نے پوچھا۔

" ہاں ۔ ان لوگوں نے بہت سے سائنس دانوں کو اغوا کیا ہوا ہے ۔ ان میں پاکیشیا کے پروفیسر احمد خان اور کافرستان کے ڈاکٹر اجیت ورما بھی شامل ہیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر آبیلا ۔ میں نے پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کے بارے میں سنا ہوا ہے ۔ میں اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے تمہیں کس مقصد کے لئے اغوا کیا ہے "۔۔۔۔ کرنل زید نے پوچھا۔

" ان کے کچھ سائنسی پراجیکٹ ہیں جو یہ ہم سے مکمل کرانا چاہتے ہیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

" تم فکر مت کرو ڈاکٹر آبیلا ۔ میں بہت جلد تم تک پہنچ جاؤں گا "۔۔۔۔ کرنل زید نے ڈاکٹر آبیلا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" میں اپنے اغوا کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں کرنل ۔ میں ان کے پراجیکٹ کی وجہ سے پریشان ہوں ۔ ان کے پراجیکٹس انسانیت کے خلاف ہیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے کہا اور اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو مسلح افراد کمرے میں داخل ہو گئے ۔ ان کی مشین گنوں کا رخ ڈاکٹر آبیلا کی طرف تھا اور ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

" عمران صاحب ۔ آپ بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہیں "..... بلیک زیرو نے کافی کا کپ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دیر پہلے ہی دانش منزل پہنچا تھا۔ عمران کے آتے ہی بلیک زیرو اس کے لئے کافی بنانے چلا گیا تھا۔

" آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دو دن گزر گئے ہوں اور ہم مجرموں کا سراغ نہ لگا سکے ہوں "..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر کافی کا کپ اٹھا کر کافی سپ کرنے لگا۔

" عمران صاحب ۔ اس بار مجرم بہت ہی ذہین ہیں ۔ انہوں نے معمولی سا کلیو بھی نہیں چھوڑا "..... بلیک زیرو نے کہا۔

" مجھے حیرت اس بات پر بھی ہو رہی ہے کہ پروفیسر احمد خان اغوا ہو کر ابھی تک کسی ملک نہیں پہنچے ۔ آخر اغوا کرنے والے انہیں کہاں لے گئے ہیں "..... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں

کہا۔

" واقعی عمران صاحب ۔ یہ بات سوچنے کی ہے "..... بلیک زیرو نے عمران سے کہا ۔ وہ بھی اس بات پر حیران تھا ۔ ان کے تمام فارن ایجنٹس نے یہی رپورٹ دی تھی کہ ان کے ممالک میں پروفیسر احمد خان کو نہیں لایا گیا ۔ پاکیشیا میں بھی ان کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا ۔ اسی وجہ سے عمران پریشان تھا کہ آخر پروفیسر احمد خان کو کہاں لے جایا جا سکتا ہے۔

" میں فلیٹ پر جا رہا ہوں ۔ اگر اس دوران کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے تو مجھے کال کر لینا "..... عمران نے کافی کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا ۔ وہ فلیٹ میں داخل ہوا تو اسے ڈرائینگ روم میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ۔ وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہو گیا ۔ وہاں واقعی ایک غیر ملکی نوجوان موجود تھا جو چائے پینے میں مصروف تھا ۔ عمران کو ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" السلام علیکم "..... عمران نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور عمران سے مصافحہ کیا۔

" تشریف رکھیئے "..... عمران نے غیر ملکی کو صوفے پر بیٹھنے کا کہا تو وہ بیٹھ گیا۔ عمران اس کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

" غالباً عمران صاحب آپ ہی ہیں "..... اس غیر ملکی نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" صاحب کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا البتہ عمران میں ہی ہوں اور آپ کرنل زید ہیں اردن سیکرٹ ایجنسی کے چیف"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے اسے پہچان لیا تھا۔ اس کی فائل عمران کے پاس موجود تھی۔ اس فائل میں اس نوجوان کی تصویر بھی تھی اور دیگر معلومات بھی۔

" جی فرمائیے۔ آپ نے کیسے زحمت کی"..... عمران نے کرنل زید سے اس کی آمد کا مقصد پوچھا۔

" پچھلے دنوں آپ کے ملک کے ایک سائنس دان اغوا ہوئے ہیں"..... کرنل زید نے عمران سے کہا تو اس مرتبہ عمران چونک پڑا۔

" جی ہاں۔ بالکل۔ ہمارے ایک سائنس دان اغوا ہوئے ہیں"..... عمران نے کرنل زید سے کہا۔

"آپ نے اس کی بازیابی کے سلسلے میں کیا کچھ کیا ہے"..... کرنل زید نے عمران سے پوچھا۔ عمران کو اس کا یہ سوال پسند نہیں آیا لیکن چونکہ کرنل زید فلیٹ میں اس کا مہمان تھا اس لئے عمران نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہ کیا۔

" ہم نے اس سلسلے میں کچھ اقدامات کئے ہیں۔ ہم بہت جلد اپنے سائنس دان کو بازیاب کرالیں گے"..... عمران نے کہا۔

" صرف اپنے ہی سائنس دان کو نہیں بلکہ ہماری بھی ایک سائنس دان اغوا ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر آبیلا۔ آپ کے اور ہمارے سائنس دانوں کے علاوہ بھی بہت سے ممالک ہیں جن کے اہم

سائنس دان اغوا ہو چکے ہیں جن میں آپ کا ہمسایہ ملک کافرستان بھی شامل ہے۔ کافرستان کے ڈاکٹر اجیت ورما بھی اغوا ہونے والوں کی لسٹ میں شامل ہیں"..... کرنل زید نے عمران کو بتایا تو عمران اس کی معلومات پر حیران رہ گیا۔ اس نے تو اس لائن پر کام ہی نہیں کیا تھا اس لئے کسی بھی فارن ایجنٹ نے اسے یہ اطلاع نہیں دی تھی کہ ان کے ممالک کا سائنس دان بھی اغوا ہوا ہے۔

" آپ کی معلومات بہت اچھی ہیں۔ آپ کی سپیشل ایجنسی قابل تعریف ہے"..... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ ہم آپ کے مقابلے میں زیرو ہیں۔ یہ معلومات مجھے اس لئے مل گئیں کہ ڈاکٹر آبیلا سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے۔ وہ کئی بار میرے ساتھ کام کر چکی ہے وہ مارشل آرٹ کی ماہر ہے۔ اس نے اغوا کرنے والے مجرموں کے کسی آدمی پر قابو پا کر اور اس کا سیٹلائٹ موبائل فون حاصل کر کے مجھے یہ سب کچھ بتایا ورنہ ہم ساری عمر ڈاکٹر آبیلا کو تلاش کرتے رہتے تو وہ نہ ملتیں"..... کرنل زید نے کہا۔

" ڈاکٹر آبیلا نے مجرموں کے بارے میں بھی آپ کو کچھ بتایا ہو گا"..... عمران نے کرنل زید سے پوچھا۔

" جی ہاں۔ ان تمام سائنس دانوں کو سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کر کے زیرو زون نامی کسی جزیرے میں رکھا ہوا ہے۔ وہ ان سے مختلف پراجیکٹس پر کام کرانا چاہتے ہیں"..... کرنل زید نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سنگ ہی اور تھریسیا۔ بہت عرصے بعد میں ان کا نام سن رہا ہوں"..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ انہیں جانتے ہیں"..... کرنل زید نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھی طرح۔ سنگ ہی اور تھریسیا سے کئی بار میرا ٹکراؤ ہو چکا ہے"..... عمران نے کہا۔

"پھر تو آپ زیرو زون نامی جزیرے کے متعلق بھی جانتے ہوں گے"..... کرنل زید نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔ زیرو زون کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا لیکن جلد جان جاؤں گا۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"بقول سنگ ہی اور تھریسیا کے یہ جزیرہ دنیا کے نقشے پر موجود نہیں ہے اور میں نے بھی دنیا کا تفصیلی نقشہ دیکھا ہے۔ زیرو زون مجھے کہیں نظر نہیں آیا"..... کرنل زید نے عمران سے کہا۔

"اس کے محل وقوع کا پتہ لگ جائے گا۔ میں نے کہا نا کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنا پروگرام بتائیں آپ ڈاکٹر آبیلا کو کیسے بازیاب کرائیں گے"..... عمران نے پوچھا۔

"میں اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے ڈاکٹر آبیلا اور دیگر سائنس دانوں کی بازیابی

کے لئے کوشش کروں۔ ڈاکٹر آبیلا نے بتایا ہے کہ سنگ ہی اور تھریسیا کے تمام پراجیکٹس انسانیت کے خلاف ہیں۔ اگر آپ بہتر سمجھیں تو اس مہم کی حد تک مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں"..... کرنل زید نے عمران سے کہا۔

"کرنل زید۔ ہمارے کام کرنے کا طریقہ دوسرے سیکرٹ ایجنٹس کے طریقوں سے مختلف ہے۔ آپ شاید ہمارے ساتھ ایڈجسٹ نہ ہو سکیں"..... عمران نے کرنل زید سے کہا۔

"اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو میں فوراً آپ سے الگ ہو جاؤں گا"..... کرنل زید نے عمران سے کہا۔

"میں اپنے چیف سے آپ کے بارے میں ہدایات لیتا ہوں۔ پھر ہی آپ سے کوئی بات ہو گی"..... عمران نے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ آپ کے چیف آپ کی بات مانتے ہیں۔ آپ میری سفارش کر دیجئے گا"..... کرنل زید نے کہا۔

"سفارش تو وہ پاکیشیا کے صدر مملکت کی بھی نہیں مانتے۔ میری کیا مانیں گے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک بار میرے بارے میں بات کر کے تو دیکھیں"..... کرنل زید نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات تو میں ضرور کروں گا۔ اب آپ کچھ دیر کے لئے آرام کریں۔ میں آپ کے متعلق اپنے چیف سے بات کرتا ہوں"..... عمران نے کرنل زید سے کہا اور ڈرائینگ روم سے نکل کر کچن میں آ

گیا جہاں سلیمان کھانا بنانے میں مصروف تھا۔ عمران اس سے کوئی بات کئے بغیر ہی واپس پلٹ گیا۔ کچھ دیر بعد عمران ایک مرتبہ پھر دانش منزل پہنچ گیا تھا۔

" عمران صاحب۔ لگتا ہے آپ کو کوئی کلیو مل گیا ہے"..... بلیک زیرو نے اسے مطمئن دیکھ کر اندازہ لگایا۔

" ہاں۔ ایک راستہ نظر تو آیا ہے۔ اب ذرا میں اس راستے کی تفصیلات حاصل کر لوں"..... عمران نے کہا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا۔

" یس۔ شیرٹن ہوٹل انٹرنیشنل فرام ایکریمیا"..... نمبر ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" مسٹر شیرٹن سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں سر۔ میں لائن ملاتی ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحے خاموشی رہی۔

" یس۔ شیرٹن بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" مسٹر شیرٹن۔ آواز کی طرح تمہارا جسم بھی بھاری ہوا کہ نہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہ کون بدتمیز ہے جو شیرٹن سے مذاق کرنے کی جرأت کر رہا ہے۔ ارے۔ کہیں تم علی عمران تو نہیں ہو"..... پہلے تو بھاری آواز

میں شدید غصہ شامل تھا مگر پھر یکدم اس کے لہجے میں نرمی آ گئی۔

" تمہیں تو اپنی یادداشت پر فخر ہوا کرتا تھا شیرٹن۔ اب کیا ہو گیا"..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" بہت عرصے بعد تمہاری آواز سنی ہے اس لئے فوری طور پر نہیں پہچان سکا۔ سوری"..... شیرٹن نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ یہ بتاؤ کہ جزیروں کے متعلق اب بھی معلومات تمہاری یادداشت میں محفوظ ہیں یا نہیں"..... عمران نے پوچھا۔

" جزیروں کے بارے میں جس قدر معلومات مجھے ہیں دنیا میں اور کسی کے پاس نہیں ہوں گی۔ تمہیں کس جزیرے کے بارے میں معلومات چاہئیں"..... دوسری طرف سے شیرٹن نے کہا۔

" زیرو زون نامی ایک جزیرہ ہے۔ مجھے اس کا محل وقوع اور اس کے بارے میں دیگر معلومات چاہئیں"..... عمران نے کہا۔

" زیرو زون۔ عمران۔ تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ پندرہ منٹ بعد مجھے فون کر لو"..... شیرٹن کی سوچ میں گم آواز سنائی دی۔

" اوکے۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے میں پندرہ منٹ بعد دوبارہ فون کروں گا"..... عمران نے کہا۔

" شکریہ عمران"..... دوسری طرف سے شیرٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

" زیرو زون۔ عمران صاحب اس نام کا تو کوئی جزیرہ نقشے پر

موجود نہیں ہے"..... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ابھی اس دنیا میں بے شمار ایسے مقامات ہیں جو نقشے پر نہیں آ سکے کیونکہ ابھی انسان کی وہاں تک رسائی نہیں ہوئی ۔ اگر کوئی مقام دنیا کے نقشے پر موجود نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ مقام سرے سے موجود ہی نہیں ہے"..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب پندرہ منٹ کیسے گزارے جائیں ۔ اچھا ۔ تم یوں کرو کہ میرے لئے چائے بنا لاؤ"..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو وہ چائے بنانے چلا گیا ۔ چند منٹ بعد ہی وہ چائے بنا کر لے آیا۔

" عمران صاحب ۔ آپ کو زیرو زون کے متعلق کیسے پتہ چلا"..... بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کو دیتے ہوئے پوچھا۔

" اردن کی سپیشل ایجنسی کا چیف کرنل زید اس وقت میرے فلیٹ پر موجود ہے ۔ ان کی بھی ایک سائنس دان اغوا ہو گئی ہے ڈاکٹر آبیلا جو سائنس دان ہوتے ہوئے جاسوس بھی ہے"..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر کرنل زید سے ہونے والی تمام بات اسے بتا دی۔

" عمران صاحب ۔ پھر تو کرنل فریدی اور دیگر ممالک کے سیکرٹ ایجنٹس بھی اپنے اپنے سائنس دانوں کی تلاش میں مصروف ہوں گے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

" ظاہری بات ہے ۔ اپنے سائنس دان سب کو عزیز ہوتے ہیں ۔

سائنس دان ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ اس مہم میں کیا آپ کرنل زید کو اپنے ساتھ رکھیں گے"..... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

" نہیں ۔ سیکرٹ سروس کے ساتھ کسی غیر متعلقہ فرد کا زیادہ دن رہنا مناسب نہیں ۔ اگر مجھے زیرو زون کے متعلق معلومات ملتی ہیں تو وہ معلومات میں اسے دے دوں گا اور اس سے یہی کہوں گا کہ وہ اپنی ٹیم لے کر اپنی ڈاکٹر سائنس دان کی تلاش میں نکلے ۔ کسی موقع پر مدد کی ضرورت ہوئی تو وہ ہم کر دیں گے"..... عمران نے کہا۔

" میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب رہے گا"..... بلیک زیرو نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔ عمران نے وال کلاک کی طرف دیکھا تو شیرٹن کے دیئے ہوئے پندرہ منٹ پورے ہو چکے تھے ۔ عمران نے فون کی رسیور اٹھایا اور شیرٹن ہوٹل انٹرنیشنل کے نمبر پریس کرنے لگا ۔ کچھ دیر بیل کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس ۔ شیرٹن ہوٹل انٹرنیشنل فرام ایکریمیا"..... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" مسٹر شیرٹن سے بات کرائیں ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

" ایک منٹ ۔ ہولڈ کیجئے سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس ۔ شیرٹن سپیکنگ"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شیرٹن کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران ۔ میں نے زیرو زون کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں"..... عمران کی آواز سن کر شیرٹن نے کہا۔

"میں ہمہ تن گوش ہوں شیرٹن ۔ تم بولنا شروع کر دو"..... عمران نے کہا۔

"افریقہ کے ایک ملک انگولا کا ایک جزیرہ ہے نانیقہ ۔ کبھی سنا ہے اس کے بارے میں"..... شیرٹن نے عمران سے پوچھا۔

"نانیقہ ۔ ہاں ۔ اس کے بارے میں ایک مضمون پڑھا تھا میں نے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چند عالمی مجرم اس نانیقہ کو زیرو زون کہتے ہیں"..... شیرٹن نے کہا۔

"شکریہ شیرٹن ۔ اب میں اس جزیرے کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لوں گا ۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر بتا دو تاکہ تمہارا معاوضہ تمہیں مل جائے اور اس کام کا معاوضہ بھی بتا دو"..... عمران نے شیرٹن سے کہا تو اس نے اپنا اکاؤنٹ نمبر، بینک برانچ اور معاوضہ بھی بتا دیا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب ۔ کیا آپ اس جزیرے کے بارے میں جانتے

ہیں"..... جب عمران رسیور رکھ چکا تو بلیک زیرو نے اس سے پوچھا۔

"ہاں ۔ ویسے تو سرزمین افریقہ ہے ہی خطرناک و پراسرار لیکن انگولا کا یہ جزیرہ سب سے زیادہ خطرناک ہے ۔ پانچ سو مربع میل پر پھیلا ہوا یہ جزیرہ دلدلوں، آدم خور قبیلوں، خطرناک درندوں، گوشت خور درختوں اور گوشت خور چیونٹیوں سے بھرا ہوا ہے ۔ اس جزیرے پر قدم رکھنا اپنی موت کو دعوت دینا ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ اس مہم پر آپ مجھے بھیج دیں ۔ بہت عرصہ ہو گیا ہے میں نے عملی طور پر کسی مہم میں حصہ نہیں لیا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارے بغیر دانش منزل اداس ہو جاتی ہے اور میں دانش منزل کو اداس نہیں دیکھ سکتا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے فلیٹ کے نمبر پریس کئے۔

"یس ۔ جولیا بول رہی ہوں"..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر اور تنویر سے کہو کہ وہ الرٹ رہیں ۔ کسی بھی لمحے وہ عمران کے ساتھ ایک مہم پر روانہ ہو سکتے ہیں"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر ۔ کیا میں ان کے ہمراہ نہیں جاؤں گی"..... جولیا نے مؤدبانہ

لہجے میں پوچھا۔

" ان دونوں کے ساتھ تم بھی الرٹ رہو۔ مہم پر جانے والی ٹیم کا تم حصہ ہو اور حسب معمول تمہیں لیڈ عمران ہی کرے گا".... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

" اس بار آپ صرف تین ممبران کو اپنے ساتھ لے جائیں گے".... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ تمہارا اور کچھ ممبران کا ملک میں رہنا بھی ضروری ہے۔ میں اپنے ساتھ جوزف کو بھی لے جاؤں گا۔ افریقہ جوزف کا ملک ہے وہاں اس کی صلاحیتیں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں".... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد عمران نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور افریقہ کے ملک انگولا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

" ہیلو۔ گبز ٹریڈرز انٹرنیشنل".... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں ریاست ڈھمپ کا پرنس علی عمران بول رہا ہوں۔ مسٹر گبز سے بات کرائیں".... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" چند لمحے انتظار کیجئے سر".... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران انتظار کرنے لگا۔

" ہیلو۔ گبز بول رہا ہوں".... چند لمحوں کے انتظار کے بعد ایک

آواز سنائی دی۔

" گبز۔ پرنس آف ڈھمپ علی عمران بول رہا ہوں".... عمران نے گبز کی آواز سننے کے بعد کہا۔

" اوہ پرنس۔ کیسے ہیں آپ۔ بہت عرصے بعد یاد کیا ہے آپ نے".... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" آپ نے اپنے ملک کی سیاحت کی کئی بار دعوت دی لیکن مصروفیت کی وجہ سے پروگرام نہیں بن رہا تھا۔ اب کچھ دنوں کی فراغت ہے اس لئے سوچا آپ کی دعوت قبول کر لی جائے".... عمران نے گبز سے کہا۔

" ویلیم پرنس۔ ویلکم۔ یہ میری خوش قسمتی ہو گی".... گبز نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" آپ میرا انتظار کریں۔ آپ کے شہر پہنچ کر میں آپ سے رابطہ کروں گا".... عمران نے کہا۔

" میرے گھر، میرے دل اور میرے شہر کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں".... گبز نے کہا۔

" اوکے۔ جلد ہی ملاقات ہو گی".... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کرنل صاحب۔ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے کہا۔

کافرستان کے ڈاکٹر اجیت ورما کو اغوا ہوئے کئی روز گزر چکے ہیں کرنل فریدی نے یہ کیس کیپٹن حمید کے حوالے کر دیا تھا کیونکہ کرنل فریدی خود ان دنوں قومی نوعیت کے ایک اہم مسئلے میں الجھا ہوا تھا اس لئے اس نے یہ کیس کیپٹن حمید کو دے دیا تھا لیکن کئی دن گزر جانے کے باوجود کیپٹن حمید ڈاکٹر اجیت ورما کے اغوا کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس وقت وہ منہ لٹکائے کرنل فریدی کے سامنے بیٹھا تھا۔

"تمہیں تو مجھ سے بہت شکایات ہوتی ہیں کہ میں کوئی کیس تمہارے سپرد نہیں کرتا۔ اب یہ کیس تمہارے سپرد کیا ہے تو تمہاری کارکردگی بالکل صفر ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے

میں کہا۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ مجرموں نے کوئی سراغ ہی نہیں چھوڑا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"سراغ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ مجرم پلیٹ میں سجا کر سراغ نہیں دیتے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے بدستور خشک لہجے میں کہا اور اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل فریدی سپیکنگ"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"انسپکٹر ریکھا بول رہی ہوں سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے لیڈی انسپکٹر ریکھا کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ریکھا۔ کیسے فون کیا ہے آپ نے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انسپکٹر ریکھا سے پوچھا۔

"سر۔ صرف ہمارے سائنس دان ڈاکٹر اجیت ورما ہی اغوا نہیں ہوئے بلکہ پاکیشیا، اردن، گریٹ لینڈ، ایکریمیا، روسیاہ اور شوگران وغیرہ سمیت کئی ممالک کے سائنس دانوں کو اغوا کیا گیا ہے"۔۔۔۔ انسپکٹر ریکھا نے کہا۔

"اوہ۔ تم ایسا کرو کہ میرے دفتر آجاؤ۔ پھر اس کیس پر ڈسکس کرتے ہیں"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں آدھے گھنٹے تک پہنچ رہی ہوں"۔۔۔۔ انسپکٹر ریکھا

نے کہا تو کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔

" تم سے اچھی تو انسپکٹر ریکھا رہ گئی ہے۔ اس نے اس کیس کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر لی ہیں"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا تو وہ شرمندہ سا نظر آنے لگا اور اس نے اپنا سر بھی جھکا لیا۔ کرنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنی دراز سے ایک فائل نکالی اور اس کا مطالعہ کرنے لگا۔ آدھے گھنٹے بعد اس کے دفتر کا دروازہ آہستگی سے کھلا اور انسپکٹر ریکھا کا چہرہ دکھائی دیا۔

" کیا میں اندر آ سکتی ہوں"..... انسپکٹر ریکھا نے کرنل فریدی سے اجازت لیتے ہوئے کہا۔

" تشریف لائیے "..... کرنل فریدی نے کہا تو انسپکٹر ریکھا اندر آ گئی اس نے کرنل فریدی کو سیلوٹ کیا تو کرنل فریدی نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ کرنل فریدی کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

" جی ۔ اب بتائیں کہ آپ کیا کہہ رہی تھیں"..... کرنل فریدی نے کہا۔

" سر ۔ ہمارے سائنس دان اجیت ورما کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے ممالک کے سائنس دانوں کو بھی اغوا کیا گیا ہے ۔ پاکیشیا کے بھی ایک سائنس دان اغوا ہو چکے ہیں"..... انسپکٹر ریکھا نے کرنل فریدی سے کہا تو کیپٹن حمید نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" آپ کو یہ رپورٹ کہاں سے ملی ہے"..... کرنل فریدی نے انسپکٹر ریکھا سے پوچھا۔

" اردن سے ۔ اردن کی ایک سائنس دان بھی اغوا ہوئی ہیں ۔ اس نے کسی طرح سے اردن کی سپیشل ایجنسی کے چیف کرنل زید کو فون کر کے بتایا کہ جس جگہ وہ موجود ہے وہاں اور بھی سائنس دان اغوا کر کے لائے گئے ہیں ۔ اغوا کرنے والے ان سے مختلف پراجیکٹس پر کام لینا چاہتے ہیں"..... انسپکٹر ریکھا نے کہا۔

" اغوا کرنے والوں کے کیا نام ہیں"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" سر ۔ اس نے نام بتائے ہیں ۔ سنگ ہی اور تھریسیا"..... انسپکٹر ریکھا نے جلدی سے نام بتاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں چونک پڑے۔

" اوہ ۔ سنگ ہی اور تھریسیا ۔ کیپٹن حمید ۔ پھر تو تمہارا قصور نہیں ہے ۔ یہ دونوں مجرم ہیں ہی اتنے چالاک کہ ان کی تو گرد کو پانا بھی تمہارے لئے ناممکن ہے"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا تو اس کا منہ لٹک گیا۔

" ایسی بات بھی نہیں ہے کرنل صاحب ۔ جس دن یہ دونوں میرے شکنجے میں پھنس گئے تو آپ دیکھیں گے کہ میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں"..... کیپٹن حمید نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے کہا۔ انسپکٹر ریکھا کے سامنے اس کی سبکی ہو گئی تھی۔

" خاتون سائنس دان نے کرنل زید کو یہ نہیں بتایا کہ انہیں

رکھا کہاں گیا ہے"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" سر۔ کوئی جزیرہ ہے زیرو زون۔ ان سب کو وہیں رکھا گیا ہے اور ایک اہم بات سر۔ وہ یہ کہ کرنل زید عمران کی مدد حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا گیا ہے"..... انسپکٹر ریکھا نے کہا۔ عمران کا نام سن کر کیپٹن حمید کا منہ بن گیا تھا۔

" عمران سے مدد مانگنے سے بہتر تھا کہ وہ ہم سے مدد مانگ لیتا"..... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم ڈاکٹر ورما کے اغوا کا سراغ تو لگا نہیں سکتے کسی کی مدد کیا خاک کرو گے"..... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں تک دوسری طرف گھنٹی کی آواز سنائی دیتی رہی۔

" جی کون صاحب بول رہے ہیں"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا کرنل فریدی نے آواز پہچان لی تھی۔ یہ آواز عمران کے باورچی سلیمان کی تھی۔

" سلیمان۔ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے"..... کرنل فریدی نے کہا۔

" اوہ کرنل صاحب آپ۔ صاحب یہیں ہیں۔ میں انہیں بلاتا ہوں۔ آپ ہولڈ کریں"..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" السلام علیکم یا استاد محترم"..... چند لمحوں بعد عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" وعلیکم السلام۔ عمران۔ سنا ہے آج کل پاکیشیا کے سائنس دان اغوا ہو رہے ہیں"..... کرنل فریدی نے کہا۔

" یا پیر و مرشد۔ کافرستان میں بھی تو پاکیشیا کی طرح کام کیا گیا ہے"..... عمران نے کہا۔

" کرنل زید نے جو ٹپس دی ہیں ان سے کوئی لائن آف ایکشن ملی ہے یا نہیں"..... کرنل فریدی نے عمران سے پوچھا۔

" لگتا ہے کہ آپ ابھی تک اندھیرے میں ہیں"..... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

" میں نے ابھی تک اس کیس پر کام شروع نہیں کیا کیونکہ میں ایک اور کام میں الجھا ہوا ہوں"..... کرنل فریدی نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ جزیرہ نانیقہ میں سنگ ہی اور تھریسیا آپ کے دیدار سے محروم رہیں گے"..... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں اس بار اپنے قابل اسسٹنٹ کیپٹن حمید کو اس مہم پر بھیج رہا ہوں"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو اس کی گردن اکڑ گئی۔ کرنل فریدی نے جس مقصد کے لئے عمران کو فون کیا تھا وہ پورا ہو گیا تھا۔ وہ اس سے زیرو زون کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا اور عمران نے افریقہ کے ایک جزیرہ نانیقہ کا نام بتا دیا تھا۔ کرنل فریدی نے نانیقہ جزیرے کا نام سن رکھا تھا۔

" کیا آپ کیپٹن صاحب سے تنگ آ چکے ہیں"..... دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ تم کیپٹن حمید کی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہو ۔ میرے ہوتے ہوئے کیپٹن حمید کو اپنی کارکردگی دکھانے کا موقع نہیں ملتا ۔ اب میں نہیں ہوں گا تو تم اس کی کارکردگی اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا"..... کرنل فریدی نے کہا ۔ دراصل اس نے عمران کو اشارہ کیا تھا کہ وہ کیپٹن حمید کا خیال رکھے عمران تو کرنل فریدی کا اشارہ سمجھ گیا تھا مگر کیپٹن حمید کو یہ بات سمجھ نہ آئی اس لئے وہ مزید اکڑ گیا ۔

"دیکھ لیں گے پیر و مرشد ۔ ایک بار نانیقہ پہنچ تو جائیں"..... دوسری طرف سے عمران نے کہا ۔

"اوکے ۔ وش یو گڈ لک عمران"..... کرنل فریدی نے کہا اور پھر عمران کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔

"تم نے جزیرہ نانیقہ کے بارے میں کبھی سنا ہے"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے پوچھا ۔

"نہیں کرنل صاحب ۔ یہ نام میں پہلی بار سن رہا ہوں"..... کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"انسپکٹر ریکھا ۔ آپ نے کبھی نانیقہ کے بارے میں سنا ہے"..... کرنل فریدی نے انسپکٹر ریکھا سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔

"نو سر ۔ میں نے بھی یہ نام پہلی بار سنا ہے"..... انسپکٹر ریکھا نے کہا ۔

"اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ افریقہ کے ایک ملک انگو

کا ایک انتہائی خطرناک جزیرہ ہے ۔ افریقہ کے جنگلات کا تو بس نام مشہور ہے ورنہ یہ جزیرہ افریقی جنگلوں سے زیادہ دشوار گزار اور خطرناک ہے ۔ اس میں آج بھی آدم خور وحشی قبائل آباد ہیں ۔ گوشت خور درخت اور خطرناک درندے کثرت سے پائے جاتے ہیں خونی دلدلیں ایک لمحے میں جانداروں کو نگل جاتی ہیں ۔ ان جنگلوں میں انتہائی خطرناک مچھروں، مکھیوں اور چیونٹیوں کا راج ہے اور کہتے ہیں کہ یہ جزیرہ پانچ سو مربع میل پر محیط ہے"..... کرنل فریدی نے مختصر طور پر اس جزیرے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا ۔ کیپٹن حمید اور انسپکٹر ریکھا نے جزیرے کے متعلق تفصیل سنی تو وہ جھرجھری لے کر رہ گئے ۔

"اتنا خطرناک جزیرہ"..... کیپٹن حمید نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ۔

"جزیرے کے بارے میں سن کر ہی تمہارا خوف سے برا حال ہو گیا ہے ۔ وہاں جا کر تو تمہارا ہارٹ فیل ہو جائے گا"..... کرنل فریدی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بری طرح چونک پڑا ۔

"کیا مطلب ۔ کیا مجھے وہاں جانا ہے"..... کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کرنل فریدی سے پوچھا ۔

"ہاں ۔ کیونکہ ہمارے قابل احترام اور اہم ترین سائنس دان ڈاکٹر اجیت ورما اسی جزیرے پر ہیں ۔ سنگ ہی اور تھریسیا نے اس

مرتبہ اس جزیرے کو اپنا مسکن بنایا ہوا ہے"..... کرنل فریدی نے کہا۔

" سر۔ اگر سنگ ہی اور تھریسیا اتنے خطرناک علاقے میں رہ سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں وہاں جا سکتے"..... انسپکٹر ریکھا نے پوچھا۔

" میں نے کب وہاں جانے سے انکار کیا ہے۔ لیکن وہاں جانے سے پہلے ہمیں انتظامات کرنے پڑیں گے"..... کیپٹن حمید نے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں بغیر انتظامات کے بھیج دوں گا۔ انسپکٹر ریکھا اور بلیک فورس کے سیکنڈ چیف ہریش کے ساتھ طارق، روزا اور انور بھی تمہارے ساتھ جائیں گے"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا۔

" میں اس مہم پر ضرور جاؤں گا کرنل صاحب اور آپ دیکھیں گے کہ میں کامیاب واپس آؤں گا"..... کیپٹن حمید نے پرعزم لہجے میں کہا اور کرنل فریدی بھی یہی چاہتا تھا کہ کیپٹن حمید میں جوش و جذبہ پیدا ہو۔

" انسپکٹر ریکھا۔ آپ ہریش، طارق، انور اور روزا کو تیار ہونے کا کہہ دیں۔ آپ چھ افراد کی ٹیم آج رات ہی افریقہ کے لئے روانہ ہو جائے گی۔ کیپٹن حمید اس مشن کے انچارج ہوں گے۔ تمام ممبران نے ان کا حکم ماننا ہے"..... کرنل فریدی نے انسپکٹر ریکھا سے کہا تو وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے سیلوٹ کیا۔

" اوکے سر"..... میں ابھی ان افراد کو اطلاع کر دیتی ہوں"..

انسپکٹر ریکھا نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد کرنل فریدی کیپٹن حمید کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" میں تمہیں خاص سیٹلائٹ فون دے دیتا ہوں۔ یہ خصوصی طور پر تیار کیا گیا موبائل فون ہے۔ اس کی کال ٹریس نہیں ہو سکتی موبائل کمپنی ان نمبرز کی کال کو نہ تو ریکارڈ کرتی ہے اور نہ ہی اس کا ریکارڈ رکھتی ہے اس لئے یہ ہر طرح سے محفوظ موبائل فون ہے"..... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا۔

" کیا اس فون کے ذریعے میں نانیقہ میں ہوتے ہوئے بھی آپ سے محفوظ ترین رابطہ رکھ سکوں گا"..... کیپٹن حمید نے کہا۔

" بالکل۔ اب تم بھی تیاری کرو اور میں بھی تمہارے لئے کچھ ضروری انتظامات کر لوں"..... کرنل فریدی نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں ہی کمرے سے باہر نکل گئے۔

"ہونہہ ۔ نمبر ون ۔ تم نے ڈاکٹر آبیلا کو موقع دیا ہے کہ وہ تمہارے ہی فون سے اپنے ملک اطلاع بھیج سکے"..... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ ایک کمرے میں موجود تھے۔ سنگ ہی اور نمبر ون کے علاوہ تھریسیا اور ڈاکٹر آبیلا بھی اس کمرے میں تھیں۔ ڈاکٹر آبیلا ایک کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔

"باس ۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ڈاکٹر آبیلا اتنی پھرتیلی اور لڑائی بھڑائی کی ماہر ہے۔ میں تو اسے ایک عام سی سائنس دان سمجھا تھا"..... نمبر ون نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نے جتنے بھی سائنس دان اغوا کئے ہیں اتنے خفیہ طریقے سے کہ دنیا کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کو ہوا تک نہیں لگی۔ اب تمہاری وجہ سے زیرو زون کا نام سیکرٹ ایجنسیوں تک پہنچ گیا ہے"..... تھریسیا نے بھی کسی ناگن کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ تھریسیا کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر نمبر ون کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔ اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیل گئی تھی۔

"مم ۔ مم ۔ معاف کر دیں ۔ مادام ۔ آ ۔ آئندہ ۔ کک ۔ کوئی غلطی نہیں ہو گی"..... نمبر ون نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا تو تھریسیا کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے ریوالور کا رخ نمبر ون کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی ٹھک کی آواز آئی اور نمبر ون کے دل میں سوراخ ہو گیا۔ وہ فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔

"تم نے دیکھا ڈاکٹر آبیلا۔ ہم اپنے آدمیوں کو بھی کس بے دردی سے ختم کر ڈالتے ہیں"..... تھریسیا نے کہا۔

"ہمیں تم سے کسی اچھائی کی توقع بھی نہیں ہے"..... ڈاکٹر آبیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے کرنل زید کو اطلاع دے تو دی ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ زیرو زون کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ کہاں ہے"..... سنگ ہی نے ڈاکٹر آبیلا سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سنگ ہی ۔ جو میرا کام تھا وہ میں نے کر دیا۔ باقی کام کرنل زید کا ہے"..... ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

"ہم جانتے ہیں کہ کرنل زید کتنے پانی میں ہے ۔ کرنل زید تو ایک طرف دنیا کا کوئی بھی سیکرٹ ایجنٹ زیرو زون تک نہیں پہنچ

سکتا۔ بالفرض اگر کوئی اس کے قریب پہنچ بھی جائے تو زیرو زون میں داخل نہیں ہو سکتا"..... تھریسیا نے کہا مگر ڈاکٹر آبیلا نے اس کی بات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔

" بہتر یہی ہے کہ اب تم تمام سائنس دان ہماری بات مان لو تاکہ دوستانہ ماحول قائم ہو سکے۔ کام تو بہرحال تم لوگوں نے کرنا ہی ہے۔ چاہے اپنی مرضی سے کرو یا ہماری مرضی سے"..... سنگ ہی نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا مگر ڈاکٹر آبیلا نے اس کی بات کا جواب بھی نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔ سنگ ہی اسے چند لمحے گھورتا رہا۔

" تھریسیا۔ اسے کھول کر دیگر سائنس دانوں کے پاس پہنچا دو۔ یہ سمجھ دار لڑکی ہے اسے ہماری باتیں سمجھ آ گئی ہیں۔ یہ دوسرے سائنس دانوں کو سمجھائے گی۔ اگر ان کی سمجھ میں ہماری باتیں آ گئیں تو ٹھیک ورنہ ہم انہیں ایک ایک کر کے ختم کرتے جائیں گے اور ان کی جگہ دوسرے سائنس دانوں کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں گے"..... سنگ ہی نے غراتی ہوئی آواز میں تھریسیا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈاکٹر آبیلا کو کھول کر اس کمرے سے باہر آ گئی جبکہ سنگ ہی اس کمرے میں رہ گیا تھا۔

کمرے سے باہر آ کر ڈاکٹر آبیلا نے اس جگہ کا جائزہ لیا۔ یہ بہت بڑی قلعہ نما عمارت تھی۔ اس کی دیواریں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ یہاں سے اسے باہر جانے کا گیٹ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ڈاکٹر آبیلا کو یہاں سے فرار ہونا ممکن نظر نہیں آ رہا تھا مگر پھر بھی اس نے

اس وقت تھریسیا سے ٹکرا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تھریسیا اس سے ایک قدم پیچھے تھی اور اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ ڈاکٹر آبیلا نے کن انکھیوں سے اس کا جائزہ لیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ مار دیا۔

ریوالور تھریسیا کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ ڈاکٹر آبیلا نے ریوالور کے پیچھے چھلانگ لگائی۔ جیسے ہی وہ ریوالور اٹھا کر سیدھی کھڑی ہوئی اس کے پہلو پر تھریسیا کی لات پڑی۔ ڈاکٹر آبیلا فٹ بال کی مانند اڑتی ہوئی دور جا گری۔ ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ تھریسیا نے ایک مرتبہ پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ ڈاکٹر آبیلا نے کروٹ بدلی اور ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی۔ اس کی ٹانگ تھریسیا کی پسلیوں میں لگی اور اس کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی۔ پھر دونوں ہی حیرت انگیز پھرتی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ دونوں ایک دوسرے کو گھور رہی تھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی ایک حرکت کرتی ایک کمرے سے چار مسلح افراد باہر نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ ڈاکٹر آبیلا کی طرف تھا۔

" خبردار۔ ہاتھ اوپر اٹھا لو"..... ایک مسلح آدمی نے چیختے ہوئے کہا لیکن ڈاکٹر آبیلا نے ہاتھ اوپر نہ اٹھائے۔ جس کمرے سے ڈاکٹر آبیلا اور تھریسیا باہر آئے تھے اس کمرے کا دروازہ کھلا اور سنگ ہی بھی کمرے سے باہر آ گیا۔

" سنگ ہی ۔ ڈاکٹر آبیلا صرف سائنس دان ہی نہیں بلکہ بہت اچھی فائٹر بھی ہے ۔ یہ زیرو لینڈ کے لئے بہت ضروری ہے ۔ اس جیسے لوگوں کی تو ہمیں تلاش رہتی ہے "..... تھریسیا نے سنگ ہی کو دیکھ کر ڈاکٹر آبیلا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" یقیناً ۔ ڈاکٹر آبیلا زیرو لینڈ کی شہری بنے گی "..... سنگ ہی نے کہا۔

" میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر اور تمہارے زیرو لینڈ پر "..... ڈاکٹر آبیلا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایک دن ایسا آئے گا جب تمہیں اس بات پر فخر ہو گا کہ تم زیرو لینڈ کی شہری ہو "..... تھریسیا نے اس کی نفرت کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

" ایسا دن آنے سے پہلے میرے لئے مر جانا باعث فخر ہو گا "..... ڈاکٹر آبیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تھریسیا ۔ اسے کمرے میں لے آؤ ۔ میں اسے سمجھاتا ہوں ۔ سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا اور پھر پہلے والے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گیا ۔ تھریسیا نے ڈاکٹر آبیلا کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی آگے بڑھی اور کمرے میں داخل ہو گئی ۔ اس کمرے میں تین بڑی بڑی میزیں رکھی ہوئی تھیں جن پر کمپیوٹر پڑے تھے ۔ تینوں میزوں کے سامنے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر تین افراد بیٹھے تھے ۔ تینوں کمپیوٹرز کے مانیٹرز کی سکرینیں روشن تھیں اور اس میں اسی بلڈنگ کے مختلف حصے نظر آرہے تھے ۔ ایک سکرین پر اس کمرے کا منظر نظر آرہا تھا جس میں سائنس دان بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان تینوں کرسیوں کے علاوہ بھی کمرے میں اور کرسیاں موجود تھیں ۔ سنگ ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا ۔ تھریسیا بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ مسلح افراد کھڑے رہے ۔

" ڈاکٹر آبیلا ۔ تم بھی بیٹھ جاؤ "..... سنگ ہی نے ڈاکٹر آبیلا سے کہا تو وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔

" ان کمپیوٹرز پر اس بلڈنگ کے اندرونی و بیرونی مناظر چوبیس گھنٹے دکھائی دیتے ہیں ۔ اس بلڈنگ کے اوپر ایک درجن سے ذیادہ مسلح پہرے دار موجود رہتے ہیں اور سائنسی ریز بھی اس بلڈنگ کو اپنے گھیرے میں لئے رہتی ہیں اس لئے کسی کا یہاں آنا یا یہاں سے فرار ہونا ناممکن ہے ۔ اگر کوئی اس بلڈنگ سے باہر نکل بھی جائے تو کچھ ہی فاصلے پر چاروں طرف انتہائی خطرناک دلدلیں ہیں ۔ اگر ان دلدلوں سے بھی بچ کر کوئی انسان آگے بڑھ جائے تو سینکڑوں مربع میل پر پھیلا ہوا جنگل وہ کراس نہیں کر سکتا کیونکہ جنگل میں ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں درندے ہیں ۔ آدم خور وحشی قبیلے ہیں گوشت خور درخت ہیں ۔ گوشت خور چیونٹیاں ہیں اور انتہائی خطرناک مچھر ۔ ایسے مچھر جو انسان کے گوشت میں داخل ہو جاتے ہیں ایسی چیونٹیاں جو انسان کو لمحوں میں چٹ کر جاتی ہیں ۔ ایسے گوشت خور درخت جو لمحوں میں انسان کو ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیتے ہیں ۔ اتنی

عفریتوں سے بچنا اس انسان کے بس میں نہیں ہے جو یہاں سے فرار ہو جائے اس لئے تم ان تمام لوگوں کو سمجھاؤ کہ وہ عقل کے ناخن لیں۔ اگر انہوں نے ہمارے لئے کام نہ کیا تو دردناک موت ان کا مقدر بنے گی"..... سنگ ہی نے ڈاکٹر آبیلا کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

" ہاں۔ تم ایک بہادر اور باصلاحیت لڑکی ہو۔ تمہیں ہم ایک رعایت دے سکتے ہیں"..... تھریسیا نے کہا۔

" وہ کیا"..... ڈاکٹر آبیلا نے سوالیہ نظروں سے سنگ ہی اور تھریسیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سنگ ہی کی باتیں سن کر اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تم ان سب کو کام کے لئے راضی کرو۔ جیسے ہی ہمارے پراجیکٹس مکمل ہوں گے ہم سب سے پہلے تمہیں تمہارے ملک پہنچا دیں گے۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ تھریسیا کا وعدہ"..... تھریسیا نے کہا۔

" تمہارے پراجیکٹس ہی مکمل نہ ہوں تو پھر۔ ایک پراجیکٹ کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا"..... ڈاکٹر آبیلا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے صرف ایک پراجیکٹ پر کام لیں گے۔ جیسے ہی وہ پراجیکٹ مکمل ہو گا تمہیں اردن پہنچا دیا جائے گا"..... تھریسیا نے کہا۔

" دیگر سائنس دان میرے ماتحت تو نہیں ہیں پھر بھی میں انہیں

قائل کرنے کی کوشش کرتی ہوں"..... ڈاکٹر آبیلا نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تو سنگ ہی اور تھریسیا کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

" ویری گڈ ڈاکٹر آبیلا۔ یہ تم نے بہت عقل مندانہ فیصلہ کیا ہے"..... تھریسیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" تھریسیا۔ ڈاکٹر آبیلا کو سائنس دانوں کے کمرے میں چھوڑ آؤ"..... سنگ ہی نے تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آؤ ڈاکٹر آبیلا۔ لیکن اب کوئی گڑبڑ مت کرنا"..... تھریسیا نے کہا تو ڈاکٹر آبیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھریسیا اسے سائنس دانوں والے کمرے کے دروازے تک چھوڑنے آئی۔ جب ڈاکٹر آبیلا کمرے میں داخل ہو گئی تو تھریسیا واپس مڑ گئی۔ ڈاکٹر آبیلا کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر تمام سائنس دان خوش ہو گئے۔

" آؤ۔ آؤ ڈاکٹر۔ سنا ہے تم نے اپنے ملک پیغام بھیج دیا ہے۔ اب تو تمہارے ملک کے ایجنٹ یہاں پہنچ جائیں گے"..... کافرستانی سائنس دان اجیت ورما نے کہا۔

" ڈاکٹر۔ سنگ ہی اور تھریسیا کی مرضی کے بغیر کسی کا یہاں پہنچنا ناممکن ہے"..... ڈاکٹر آبیلا نے مایوس لہجے میں کہا۔

" کیوں۔۔ کیوں ناممکن ہے"..... ایکریمیائی سائنس دان نے چیختے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آبیلا نے سنگ ہی سے سنی ہوئی تفصیل ان سب کو بتا دی۔ تفصیل سن کر ان سب کے چہروں پر مایوسی چھا گئی کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی۔ نجانے خاموشی میں کتنی دیر گزر گئی

که اچانک دروازه کھلا تو سنگ ہی اور تھریسیا اپنے چہروں پر عیارانہ مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوئے۔

" آپ لوگوں کو ڈاکٹر آبیلا نے جو کچھ بتایا ہے حقیقت اس سے کہیں زیادہ بھیانک ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ آیا ہو تو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ اس بلڈنگ سے باہر جا سکتا ہے۔ ہم خود اسے بیرونی گیٹ تک چھوڑ آئیں گے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان تمام کے چہروں کو بغور دیکھنے لگا۔

" تم شوگران قوم سے تعلق رکھتے ہو سنگ ہی اور ہم شوگران قوم کو ایک حقیر قوم سمجھتے ہیں۔ لہذا تم بھی ایک حقیر کیڑے کی مانند ہو۔ تم مجھے تسخیر نہیں کر سکتے۔ دوسرے لوگ تمہارے غلام بن جائیں تو بن جائیں"۔۔۔۔ ایکریمیائی ڈاکٹر رچرڈ نے غرور اور نفرت بھرے لہجے میں کہا تو سنگ ہی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا چہرہ خوفناک ہو گیا تھا۔

" میرا تعلق کسی زمانے میں شوگران سے ضرور تھا لیکن اب میں زیرو لینڈ کا شہری ہوں۔ میری ہمدردی کسی طور شوگران کے ساتھ نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ڈاکٹر چنگ پانگ اور ڈاکٹر چنگ چو ہیں جنہیں ہم اغوا کر کے یہاں لے آئے ہیں۔ اب یہ شوگران کے لئے نہیں زیرو لینڈ کے لئے کام کریں گے اور تمہاری نسلی تعصب پر مبنی بات کا جواب یہ ہے کہ حقیر شوگران قوم نہیں ایکریمین قوم ہے۔ تمہاری قوم سے ہزارہا درجے بہتر شوگران قوم ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے

غراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ تمام سائنس دانوں نے اپنے جسموں میں سرد لہر سی محسوس کی تھی۔ پھر ڈاکٹر رچرڈ نے ہی کچھ کہنا چاہا لیکن سنگ ہی نے غراتی ہوئی آواز میں اسے خاموش کرا دیا۔

" اب کوئی بکواس مت کرنا ڈاکٹر رچرڈ"۔۔۔۔ سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر رچرڈ کا منہ کھلا اور پھر بند ہو گیا۔

" دوستو۔ میں آپ لوگوں کو ایک تماشہ دکھانا چاہتا تھا لیکن بعد میں۔ اب ڈاکٹر رچرڈ کی باتوں کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تماشہ آپ کو ابھی دکھا دیا جائے۔ کیوں تھریسیا۔ آپ کا کیا خیال ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے پہلے تمام سائنس دانوں اور پھر تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارا فیصلہ وقت کے مطابق بالکل درست ہے۔ میں جاتی ہوں اور سامان لے کر آتی ہوں"۔۔۔۔ تماشے کا سن کر تھریسیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر سنگ ہی کا جواب سنے بغیر کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔ وہ سب سوچنے لگے کہ یہ کیسا تماشہ ہو گا۔ سنگ ہی کے لہجے نے ہی بتا دیا تھا کہ اب کوئی سنگین بات ہونے والی ہے۔ کمرے میں خاموشی اتنی گہری ہو گئی تھی کہ ان کے سانس لینے کی آوازیں بھی تیز محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ سب ہی بے چینی سے تھریسیا کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ تھریسیا نے تھوڑی ہی دیر لگائی تھی لیکن یہ تھوڑی دیر بھی

بہت اعصاب شکن تھی ۔ تھریسیا واپس آئی تو اس کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی ۔ اس نے شیشے کا ایک بڑا سا جار اٹھایا ہوا تھا ۔ وہاں موجود تمام سائنس دان اس جار کو دیکھ کر بری طرح چونک اٹھے ۔ جار سرخ رنگ کی چیونٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔

" ڈاکٹر رچرڈ کو باندھ دو"..... سنگ ہی نے مسلح افراد سے کہا تو تین آدمی آگے بڑھے ۔ ان میں سے ایک نے جیب سے رسی کا ایک چھوٹا سا گچھا بھی نکال لیا ۔ ان تینوں نے مل کر ڈاکٹر رچرڈ کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔

" یہ کیا کرنے لگے ہو بے وقوفو"..... ڈاکٹر رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا مگر اس کی چیخ و پکار پر کسی نے توجہ نہ دی ۔ جب مسلح افراد ڈاکٹر رچرڈ کو اچھی طرح باندھ چکے تو تھریسیا نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی۔

" دوستو ۔ اس شیشی میں خوشبو ہے ۔ یہ خوشبو میں ڈاکٹر رچرڈ کے جسم پر لگاؤں گی اور پھر جار کا منہ کھول دوں گی ۔ جار کا منہ کھلتے ہی اس میں موجود ہزاروں گوشت خور چیونٹیاں ڈاکٹر رچرڈ کے جسم پر چڑھ جائیں گی اور پھر جو تماشہ ہو گا آپ کی نظروں کے سامنے ہو گا ۔ اگر میں اس کے جسم پر خوشبو نہ لگاؤں تو پھر یہ چیونٹیاں اس کے ساتھ ساتھ ہمارے جسموں پر بھی چڑھ جائیں گی اور جو حشر ڈاکٹر رچرڈ کا ہونا ہے وہ حشر ہمارا بھی ہو گا ۔ لو ۔ اب آپ تماشہ دیکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ"..... تھریسیا نے مجمع بازوں کے سے انداز میں کہا اور پھر

شیشی کا منہ کھول کر ڈاکٹر رچرڈ کے کپڑوں پر خوشبو لگانے لگی ۔ ڈاکٹر رچرڈ کا چہرہ خوف سے پیلا پڑ چکا تھا ۔ کچھ دیر پہلے اس کے چہرے پر جو تکبر تھا وہ اب غائب ہو چکا تھا۔

" مجھے معاف کر دو ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ تم جو کہو گی میں کروں گا".... موت کو سامنے دیکھ کر ڈاکٹر رچرڈ کی ساری اکڑ دم توڑ چکی تھی۔

" ڈاکٹر ۔ ہمیں ایک دلچسپ تماشے سے محروم نہ کرو"..... تھریسیا نے سفاکانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جار کا منہ کھولا اور اس جار کو فرش پر گرا کر چند قدم دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی ۔ جار میں سے سرخ رنگ کی چیونٹیاں تیزی سے نکلیں اور ڈاکٹر رچرڈ کی طرف بڑھنے لگیں جیسے ہی پہلی چیونٹی ڈاکٹر رچرڈ کے جسم پر چڑھی اس کی چیخ بلند ہوئی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں چیونٹیاں ڈاکٹر رچرڈ کے جسم پر چڑھ گئیں۔ ڈاکٹر رچرڈ کی کربناک چیخوں سے کمرہ گونجنے لگا ۔ تھریسیا اور سنگ ہی بڑی دلچسپ نظروں سے ڈاکٹر رچرڈ کو دیکھ رہے تھے جبکہ سائنس دان خوفزدہ انداز میں ڈاکٹر رچرڈ کو دیکھ رہے تھے ۔ ان سب کے چہرے بھی خوف سے زرد ہو چکے تھے ۔ کچھ ہی دیر میں چیونٹیاں ڈاکٹر رچرڈ کی آنکھوں اور ماتھے تک بھی پہنچ گئیں ۔ ڈاکٹر رچرڈ نے التجائیں کرنا چھوڑ دیں ۔ اب وہ سنگ ہی اور تھریسیا کو گالیاں دے رہا تھا ۔ ایسی گالیاں جو ان دونوں نے کبھی نہ سنی ہوں گی ۔ گالیاں سن کر وہ بجائے غصے ہونے کے لطف اندوز ہو رہے تھے اور وقفے وقفے سے قہقہے لگا رہے تھے اور پھر آہستہ آہستہ ڈاکٹر رچرڈ کی چیخیں معدوم

ہونے لگیں ۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ڈاکٹر رچرڈ کی آواز بند ہو گئی غالباً وہ دم توڑ چکا تھا ۔ پھر ایک گھنٹے بعد ان سب کی آنکھیں خوف و دہشت سے ابل پڑیں ۔ اب ان کے سامنے ڈاکٹر رچرڈ کی جگہ کرسی پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ پڑا ہوا تھا ۔ چیونٹیاں نہ صرف ڈاکٹر رچرڈ کا گوشت چٹ کر گئی تھیں بلکہ کپڑے اور رسی بھی کھا گئی تھیں ۔

تھریسیا نے وہ چھوٹی سی شیشی اس جار میں انڈیل دی جس میں چیونٹیاں پہلے بند تھیں ۔ جار میں سے تیز خوشبو نکلی تو چیونٹیاں واپس جار میں جانے لگیں ۔ تھوڑی دیر میں تمام چیونٹیاں جار میں پہنچ گئیں تو ایک مسلح آدمی نے جار سیدھا کر کے اس پر ڈھکن لگا دیا ۔ سنگ ہی ڈاکٹر رچرڈ کے ڈھانچے کے قریب پہنچ گیا ۔

" افسوس ۔ چند لمحے پہلے یہ جیتا جاگتا انسان تھا اور کیسے مغرور لہجے میں بات کر رہا تھا، گالیاں دے رہا تھا، التجائیں کر رہا تھا ۔ اب دیکھو عبرت کا نشان بن چکا ہے اور تم سب کا بھی آہستہ آہستہ یہی انجام ہونا ہے اگر تم نے ہماری بات نہ مانی "…. سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا تو ان تمام سائنس دانوں کے جسموں میں جھرجھری سی پیدا ہو گئی ۔ وہ سب سنگ ہی اور تھریسیا کو خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگے ۔

عمران اپنے فلیٹ پہنچا تو کرنل زیدی وہاں نہیں تھا ۔ عمران کو اس کی عدم موجودگی پر حیرت ہو رہی تھی ۔

" سلیمان "…. عمران نے سلیمان کو آواز دی تو اگلے ہی لمحے سلیمان ڈرائینگ روم میں کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا ۔

" جی صاحب "…. سلیمان نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران نے حیرت سے اسے دیکھا ۔

" سلیمان ۔ نصیب دشمناں تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا "…. عمران نے پوچھا ۔

" صاحب ۔ دشمنوں کے نصیب اچھے ہوں تو اپنی طبیعت کیسے اچھی رہ سکتی ہے "…. سلیمان نے کہا تو عمران سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا ۔

" اچھا ۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا کام ہے ۔ تمہیں کچھ رقم چاہئے "….

عمران نے اس سے سنجیدگی کی وجہ پوچھتے ہوئے کہا۔

" صاحب ۔ آپ کیا رقم دیں گے ۔ آپ نے تو کئی برسوں سے میری تنخواہ نہیں دی "..... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے ایک بار پھر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا ۔ آج آغا سلیمان پاشا نے اسے لاجواب کر رہا تھا۔

" پھر تم چاہتے کیا ہو ۔ اتنی رونی صورت کیوں بنا رکھی ہے "..... عمران نے زچ ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔

" صاحب ۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اپنی سابقہ تنخواہیں آپ کو معاف کر دوں "..... سلیمان نے اس مرتبہ شاہانہ لہجے میں کہا۔

" اس کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا "..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" صاحب ۔ آپ افریقہ جا رہے ہیں ۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں ۔ قسم سے مجھے افریقہ دیکھنے کا بہت شوق ہے "..... سلیمان نے کہا۔

" میں وہاں سیر و تفریح کے لئے نہیں جا رہا بلکہ ایک نہایت ہی خطرناک مہم درپیش ہے ۔ نانیقہ اس قدر خطرناک علاقہ ہے کہ وہاں سے زندہ بچ کر واپس آجانا معجزہ ہو گا "..... عمران نے کہا تو سلیمان کی آنکھیں یکدم چمکنے لگیں۔

" صاحب ۔ پھر تو میرا آپ کے ساتھ جانا بہت ضروری ہے ۔ اتنے خطرناک علاقے میں، میں آپ کو اکیلا نہیں جانے دوں گا "..... سلیمان نے کہا۔

" میں اکیلا نہیں جا رہا ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی میرے ساتھ ہوں گے "..... عمران نے کہا۔

" صاحب ۔ ان کا کیا بھروسہ ۔ وہ تو سرکاری لوگ ہیں ۔ کسی بھی وقت آنکھیں پھیر لیں جبکہ اماں بی کا حکم ہے کہ میں مشکل وقت میں ہر لمحہ آپ کے ساتھ رہوں "..... اس مرتبہ سلیمان نے اماں بی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ۔ یہ تم درمیان میں اماں بی کا ذکر کہاں سے لے آئے "..... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

" صاحب ۔ مجبوری ہے نا ۔ اگر میں نے ان کی حکم عدولی کی تو آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے جوتیاں مار مار کر میرا حشر کر دینا ہے ۔ صاحب آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں "..... سلیمان نے ایک مرتبہ پھر منت بھرے لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔ چلو ٹھیک ہے ۔ تم تیاری کر لو ۔ اور ہاں یہ بتاؤ کہ وہ مہمان کہاں چلے گئے "..... عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد سلیمان سے کہا تو سلیمان نے فوراً جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" زید صاحب آپ کے لئے یہ خط دے کر گئے ہیں "..... سلیمان نے کہا تو عمران نے لفافہ کھولا ۔ کرنل زید نے لکھا تھا کہ عمران کے ساتھ جانے کا اس کا ارادہ تبدیل ہو گیا ہے ۔ اب وہ اپنی ٹیم کے ساتھ ڈاکٹر آبیلا کی بازیابی کے لئے زیرو زون جانا چاہتا ہے ۔ اس نے

عمران سے درخواست کی تھی کہ وہ زیرو زون کے متعلق معلومات اسے فراہم کرے ۔ اس نے اپنا سیٹلائٹ موبائل فون نمبر بھی لکھ دیا تھا ۔ عمران نے وہ فون نمبر ذہن نشین کر لیا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا ۔ زیرو زون کے متعلق جو معلومات اسے ملی تھیں وہ کرنل زید کو بتانا چاہتا تھا ۔ پھر جب وہ کرنل زید کو فون کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ سلیمان ایک مرتبہ پھر کسی جن کی طرح ڈرائینگ روم میں نمودار ہو گیا ۔

" صاحب ۔ میری تیاری مکمل ہو گئی ہے ۔ کس وقت چلنا ہے "..... سلیمان نے کہا ۔

" مجھے اپنا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ دو ۔ تمہارا ویزا بھی تو حاصل کرنا ہے "..... عمران نے کہا ۔

" لیجئے صاحب ۔ یہ تو میں نے پہلے ہی تیار کر لیا تھا "..... سلیمان نے فوراً ہی جیب سے اپنا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ نکال کر عمران کے حوالے کرتے ہوئے کہا ۔ عمران کو ابھی چند انتظامات کرنے تھے اس لئے عمران نے اس کا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ جیب میں ڈالا اور فلیٹ سے باہر چلا گیا ۔ اسی رات ان کی افریقی ملک انگولا کے لئے فلائٹ تھی ۔ عمران کے ساتھ تنویر، صفدر، جولیا، جوزف اور سلیمان تھے ۔ جوزف اور سلیمان ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عمران کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور تنویر اور صفدر کی سیٹیں ساتھ ساتھ تھیں ۔

" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ باس تمہیں کیوں ساتھ لے جا رہا ہے "..... جوزف نے سلیمان سے کہا ۔

" تم کیوں اپنی چھوٹی سی عقل پر اتنا زور دے رہے ہو ۔ بس آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہو "..... سلیمان نے کہا ۔

" دیکھو سلیمان ۔ ایک بات میں تمہیں پہلے بتا دوں ۔ تم وہاں پہنچ کر میرے ساتھ بنا کر رکھنا ۔ اگر تم نے وہاں میرے ساتھ کوئی بگاڑ پیدا کی تو تم نے غائب ہو جانا ہے "..... جوزف نے سلیمان کو وارننگ دیتے ہوئے کہا تو سلیمان نے جوزف کو طنزیہ انداز میں دیکھا ۔

" اچھا ۔ کیا کر لو گے تم میرا "..... سلیمان نے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا ۔

" میں افریقی جنگلوں کا پرنس ہوں ۔ میں آدم خور جنگلیوں سے کہوں گا کہ وہ تمہیں بھون کر کھا جائیں "..... جوزف نے کہا ۔

" اوہ ۔ نہ ۔ نہ بھائی ۔ ایسا مت کرنا "..... سلیمان نے چہرے پر مصنوعی خوف پیدا کرتے ہوئے کہا ۔ سلیمان کو خوفزدہ ہوتے دیکھ کر جوزف خوش ہو گیا ۔

" ہا ۔ ہا ۔ ہا ۔ تم تو ابھی سے ڈر گئے سلیمان ۔ وہاں پہنچ کر تمہارا کیا حشر ہو گا "..... جوزف نے آہستہ سے ہنستے ہوئے کہا ۔ تیز آواز میں ہنسنے پر عمران سے اسے ڈانٹ پڑنے کا خدشہ تھا ۔

" میں خوفزدہ ہوں ۔ ابے چل آدم خوروں کی اولاد ۔ میں تجھ جیسے

دیو سے خوفزدہ نہیں ہوں تو کسی اور سے کیا ڈروں گا“.... سلیمان نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو جوزف کی ہنسی یکدم رک گئی۔

”اگر مجھے باس کا خیال نہ ہوتا تو میں ابھی تمہارا گلا دبا دیتا۔ خیر اب یہ کام افریقہ کے کسی جنگل میں جا کر کر لوں گا۔ باس پوچھے گا تو کہہ دوں گا کہ تمہیں کوئی درندہ کھا گیا ہے“.... جوزف نے کہا۔

”میں تمہیں بھی دیکھ لوں گا اور تمہارے درندوں سے بھی نمٹ لوں گا۔ میرا نام آغا سلیمان پاشا ہے اور میں آل لکس ایسوسی ایشن کا تاحیات صدر ہوں“.... سلیمان نے کہا۔

”تم اپنے اس عہدے سے کسی شیر کو مرعوب کرنا یا کسی چیتے کو یا پھر جس وقت تمہیں آدم خور جنگلی بھون رہے ہوں اس وقت انہیں بتانا۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت کر دیں۔ آخر تم باورچیوں کے صدر ہو“.... جوزف نے کہا تو سلیمان نے برا سا منہ بنا لیا لیکن اس نے جوزف کو کوئی جواب نہ دیا۔

”جوزف۔ اگر تم خاموش نہ ہوئے تو اس جہاز میں ہی مگوشا کی بدروح تمہارے سر پر بسیرہ کر لے گی“.... عمران نے کہا۔ چونکہ عمران اور جولیا ان سے اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے اس لئے ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن رہے تھے۔ عمران کی بات سن کر جوزف کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیل گئے۔

”اوہ۔ اوہ باس۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہولی فادر۔ ایسی باتیں مت کرو باس“.... جوزف نے خوفزدہ لہجے میں اپنے سر پر ہاتھ رکھتے

ہوئے کہا۔ اس کے ماتھے پر خوف کی وجہ سے پسینہ بھی آ گیا تھا۔

”پھر تم خاموش ہو جاؤ۔ تمہاری باتوں کی وجہ سے مسافر پریشان ہو رہے ہیں“.... عمران نے کہا تو جوزف نے اپنا منہ مضبوطی سے بند کر لیا جیسے اس نے اب نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو اور پھر وہ واقعی سارے سفر کے دوران خاموش رہا۔ سلیمان نے اس دوران بات کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ بالکل نہ بولا۔

انگولا پہنچ کر وہ ایک ہوٹل میں ٹھہرے۔ کمرے پہلے ہی عمران نے بک کروا لئے تھے۔ عمران نے انہیں ہوٹل میں چھوڑا اور خود گبز ٹریڈرز انٹرنیشنل کے دفتر پہنچ گیا۔ استقبالیہ پر ایک لڑکی موجود تھی۔

”جی سر۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں“.... لڑکی نے کاروباری مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

”میں پرنس آف ڈھمپ ہوں مجھے مسٹر گبز سے ملنا ہے“.... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ آپ آفس تشریف لے جائیں۔ سر گبز آپ کا انتظار کر رہے ہیں“.... لڑکی نے عمران کا نام سنتے ہی یکدم کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے پر گبز کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

”ہیلو مسٹر گبز“.... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا ایک بھاری جسم کا افریقی عمران کو دیکھ کر کھڑا ہو

گیا۔ پھر وہ اپنی میز سے باہر نکل آیا۔

" ہیلو مسٹر پرنس ۔ ویلکم ۔ ویلکم "…. افریقی نے آگے بڑھ کر عمران کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

" ہائے ۔ مسٹر گبز ۔ میری پسلیاں بہت کمزور ہیں "…. گبز کے جوش کے جواب میں عمران نے اس سے کہا۔

" میں خوب جانتا ہوں کہ تم کتنے کمزور ہو "…. گبز نے عمران کو چھوڑتے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" بیٹھو "…. گبز نے عمران سے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر جا بیٹھا عمران اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" شراب تو تم پیتے نہیں ورنہ آج تمہیں سو سال پرانی شراب پلاتا بولو کیا پیو گے "…. گبز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ فوراً ہی ایک ملازم کمرے میں داخل ہو گیا۔

" چائے منگوا لو "…. عمران نے کہا۔

" پہلے کولڈ ڈرنکس لے آؤ ۔ پھر چائے لے آنا "…. گبز نے ملازم سے کہا تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

" مسٹر گبز ۔ میں اور میرے ساتھی جزیرہ نانیقہ کی سیر کرنے آئے ہیں "…. عمران نے گبز کو اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔

" جزیرہ نانیقہ "…. گبز نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوہ ۔ وہ تو بہت خطرناک جزیرہ ہے ۔ وہاں جانے سے بہتر ہے

کہ انسان خودکشی کر لے ۔ آسان موت تو مرے گا "…. گبز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مسٹر گبز ۔ تم جانتے ہو کہ خطروں سے کھیلنا ہی میری ہابی ہے "…. گبز کی بات سن کر عمران کہا۔

" ہاں جانتا ہوں ۔ تم خود بھی انتہائی خطرناک انسان ہو لیکن نانیقہ ۔ موت کا جزیرہ ہے پرنس ۔ موت کا "…. گبز نے کہا۔

" کچھ خوفِ خدا کرو مسٹر گبز ۔ ایک انتہائی معصوم انسان کو تم انتہائی خطرناک انسان کہہ رہے ہو "…. عمران نے گبز سے کہا تو اس نے ایک قہقہہ لگایا ۔ اسی لمحے اس کا ملازم کولڈ ڈرنکس لے کر آ گیا ۔ اس نے نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں کولڈ ڈرنکس کے گلاس عمران اور گبز کے سامنے رکھے اور پھر واپس چلا گیا۔

" نانیقہ یہاں سے کافی دور ہے ۔ عام طور پر خیال یہی کیا جاتا ہے کہ نانیقہ، افریقہ کا ایک جزیرہ ہے لیکن ایسا نہیں ہے ۔ نانیقہ، افریقہ کی حدود میں نہیں ہے ۔ اس پر کسی کا کنٹرول نہیں ہے ۔ اگر تمہارا وہاں جانے کا پکا ارادہ ہے تو میں بحری جہاز کے ذریعے تمہیں نانیقہ کے ساحل کے قریب پہنچا دیتا ہوں ۔ اس کے ساحل پر بحری جہاز نہیں جائے گا کیونکہ سنا ہے کہ جہاز اس کے ساحل پر لنگر انداز ہوتے ہی جل جاتے ہیں ۔ تم ساحل سے کچھ فاصلے پر کشتی پر سوار ہو جانا اور اسی کشتی پر نانیقہ کے ساحل پر پہنچ جانا ۔ اس سے آگے تم جانو اور تمہارا کام ۔ میں تمہیں منع کر رہا ہوں ۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ

تم ضد کے پکے ہو۔ میرے منع کرنے کے باوجود تم نے منع نہیں ہونا۔ تم یقیناً کسی خاص مقصد کے لئے آئے ہو"..... گبز نے کہا۔

" شکریہ مسٹر گبز۔ تم میرے لئے محبت کے جذبات رکھتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میری زندگی مقاصد کے حصول پر مبنی ہے اور یہ مقاصد میری زندگی سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں اس لئے میں نے اپنی زندگی کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ تم ہمیں بحری جہاز کے ذریعے ہی نانیقہ کے ساحل کے قریب پہنچا دو لیکن اس سے پہلے یہ سامان مجھے لا دو۔ میں گورے ہوٹل کے کمرہ نمبر ففٹی میں ٹھہرا ہوا ہوں"..... عمران نے گبز کو ایک لسٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ یہ تمام سامان آج شام تک تمہارے پاس پہنچ جائے گا"..... گبز نے سامان کی لسٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

" نانیقہ کے ساحل کے قریب پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا"..... عمران نے گبز سے پوچھا۔

" اگر ہم موٹر بوٹ استعمال کریں تو چار گھنٹے لگیں گے"..... گبز نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر تم ہمیں آج رات ہی وہاں تک پہنچانے کا بندوبست کر دو"..... عمران نے کہا۔

" آج رات ہی۔ ایک دو دن آرام تو کر لو۔ اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہو"..... گبز نے کہا۔

" زندگی حرکت کا نام ہے مسٹر گبز۔ سکون و آرام کا نہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جیسے تمہاری مرضی۔ میں کچھ ہی دیر میں یہ تمام انتظامات کر لوں گا"..... گبز نے کہا۔

" اوکے۔ میں ہوٹل جا رہا ہوں۔ تم پھر وہیں آ جانا"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران کو اٹھتے دیکھ کر گبز بھی اٹھ کھڑا ہوا اور عمران کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔

ڈابگر کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اردن کی سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ رہی تھی ۔ ڈابگر چھوٹے قد کا فٹ بال کی طرح پھولا ہوا شخص تھا ۔ وہ مارشل آرٹ کا ماہر، انتہائی خوفناک لڑاکا تھا ۔ وہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی چالاک بھی تھا ۔ اس لئے وہ اردن کی انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ تھا ۔ انڈر ورلڈ کے چھوٹے بڑے تمام مجرم اس کا نام سن کر کانپتے تھے ۔ وہ اتنا بے رحم اور سفاک تھا کہ اپنے دشمن کو اذیت ناک موت سے ہمکنار کر کے لطف اندوز ہوتا تھا ۔

اردن کی انڈر ورلڈ کا تو وہ بے تاج بادشاہ تھا ہی مگر دنیا کے کئی ممالک کی انڈر ورلڈ شخصیات سے اس کے مراسم تھے ۔ کئی بین الاقوامی مجرم اس کے دوست تھے ۔ اس کی دہشت اردن کے مجرموں میں ہی نہیں عام حلقوں میں بھی تھی ۔ اردن کے اعلیٰ طبقے سے بھی

اس کے مراسم تھے ۔ اس کی انڈر ورلڈ حیثیت سے تو اکثر لوگ واقف تھے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ سپیشل ایجنسی کا آدمی ہے ۔ اس کی اس حیثیت سے اسے صرف کرنل زید اور ڈاکٹر آبیلا ہی جانتے تھے ۔

کرنل زید ہی اسے سپیشل ایجنسی میں لایا تھا کیونکہ وہ کرنل زید کا دوست تھا ۔ انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ بننے میں کرنل زید نے اس کی بہت مدد کی تھی ۔ اس طرح سپیشل ایجنسی انڈر ورلڈ میں ہونے والی انتہائی خفیہ سرگرمیوں سے بھی واقفیت رہتی تھی کیونکہ عام جرائم سے سپیشل ایجنسی کا کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے وہ عام مجرموں پر ہاتھ بھی نہیں ڈالتی تھی ۔ سپیشل ایجنسی کا دائرہ کار ملکی اور شاہی مفادات کا تحفظ تھا ۔ قتل و غارت، منشیات اور دیگر ہمہ قسمی اخلاقی جرائم اس کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے تھے ۔ ان کے لئے پولیس اور دیگر ادارے تھے ۔

یہی وجہ تھی کہ اگر کوئی ایسا جرم ہونے لگتا جو ملکی مفاد کے خلاف ہوتا یا اردن کے شاہی خاندان کے خلاف ہوتا تو ڈابگر اس کے خلاف حرکت میں آجاتا ۔ جہاں اس کی سفاکی انڈر ورلڈ میں مشہور تھی وہیں اس کی حب الوطنی کے بھی چرچے تھے ۔ جرائم پیشہ افراد ایسا کام کرنے سے کتراتے تھے جو ملکی مفاد کے خلاف ہو ۔ کچھ دیر بعد اس کی کار سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی ۔ اسے استقبالیہ پر رکنا پڑا کیونکہ سپیشل ایجنسی کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے کہ ڈابگر

سپیشل ایجنسی کا ہی آدمی ہے۔

" میری کرنل زید صاحب کے ساتھ ملاقات طے ہے ۔ میرا نام ڈاگبر ہے "..... ڈاگبر نے استقبالیہ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔

" یس سر۔ آپ کے متعلق ہمیں ہدایت مل چکی ہے "..... ریسپشن پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا اور پھر اس نے ایک واچ مین کو بلایا۔

" سر کو کرنل صاحب کے کمرے تک چھوڑ آؤ "..... اس نے واچ مین کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے کرنل صاحب کا دفتر دیکھا ہوا ہے ۔ میں خود چلا جاؤں گا "..... ڈاگبر نے کہا۔

" اوکے سر ۔ جیسے آپ کی مرضی "..... اس آدمی نے پہلے ڈاگبر اور پھر واچ مین کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ ڈاگبر استقبالیہ کمرے سے نکل کر کرنل زید کے آفس کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ کرنل زید کے آفس تک پہنچ گیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔

" یس ۔ کم ان "..... کرنل زید کی آواز سنائی دی تو ڈاگبر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

" آؤ ۔ آؤ ڈاگبر ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا "..... کرنل زید نے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

" خیریت کرنل صاحب ۔ آپ نے ایمرجنسی میں مجھے بلایا ہے "..... ہاتھ ملانے کے بعد ڈاگبر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ڈاگبر ۔ ایک اہم مسئلہ درپیش آ گیا ہے ۔ پہلے تو میں اس مسئلے کے حل کے لئے کسی اور ملک کی مدد لینے جا پہنچا تھا ۔ پھر میں نے سوچا کہ ہم دوسروں کی مدد کیوں لیں ۔ ہم خود کیوں نہ اس مسئلے کو حل کریں ۔ ہم میں کیا کمی ہے ۔ بس یہ سوچ کر میں نے مدد لینے کا ارادہ ترک کیا اور واپس آ گیا "..... کرنل زید نے ڈاگبر سے کہا تو اس کی آنکھوں میں الجھن ابھر آئی۔

" ایسا کیا مسئلہ ہے کرنل صاحب "..... ڈاگبر نے کرنل زید سے پوچھا لیکن کرنل زید چند لمحے خاموش رہا۔

" تمہارے علم میں ہو گا کہ ڈاکٹر آبیلا اغوا ہو گئی ہے "..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل زید نے کہا۔

" جی ہاں ۔ مجھے معلوم ہے ۔ میں نے اپنے طور پر انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے ان کا کوئی سراغ نہیں ملا "..... ڈاگبر نے کہا۔

" انہیں بین الاقوامی مجرموں نے اپنے سائنسی مقاصد کے لئے اغوا کیا ہے ۔ تم جانتے ہو مختلف ممالک کے سائنس دان اغوا ہوتے ہی رہتے ہیں ۔ بعض اوقات کسی ملک کی سرکاری ایجنسیاں سائنس دان کو اغوا کرنے میں ملوث ہوتی ہیں اور بعض اوقات بڑی مجرم تنظیمیں ۔ پھر یہ لوگ اغوا شدہ سائنس دانوں سے اپنی مرضی کا کام لیتے ہیں "..... کرنل زید نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں کرنل صاحب اور میں ہی کیا یہ بات دنیا کا تقریباً

ہر فرد ہی جانتا ہے"..... ڈاگر نے کہا۔

"اغوا کرنے والے ڈاکٹر آبیلا سے بھی کسی پراجیکٹ پر کام کرانا چاہتے ہیں جو انسانیت کے خلاف ہے"..... کرنل زید نے کہا۔

"پھر تو آپ فوری طور پر جائیں اور ڈاکٹر آبیلا کو آزاد کرا لائیں"..... ڈاگر نے کہا۔

"یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ ڈاکٹر آبیلا اردن میں نہیں بلکہ افریقہ کے ایک ملک انگولا کے قریب ایک جزیرہ ہے نانیقہ۔ ڈاکٹر آبیلا کو وہاں رکھا گیا ہے۔ نہ صرف ڈاکٹر آبیلا بلکہ اور بھی کئی ممالک کے سائنس دان اغوا کر کے وہاں لائے گئے ہیں"..... کرنل زید نے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے ڈاکٹر آبیلا کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا"..... ڈاگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ دنیا کے اکثر ممالک کی انڈر ورلڈ شخصیات سے تمہارے تعلقات ہیں۔ تم نانیقہ جزیرے کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ اس کے بعد ہم وہاں چلنے کی تیاری کریں گے"..... کرنل زید نے کہا۔

"میں انگولا میں موجود اپنے دوستوں سے ابھی رابطہ کرتا ہوں"..... ڈاگر نے کہا اور پھر اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ دو تین بار کی کوشش کے بعد نمبر مل گیا۔

"ہیلو۔ مارشل سپیکنگ"..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ ڈاگر نے موبائل فون کا لاؤڈر بھی آن کر دیا تا کہ کرنل زید بھی گفتگو

سن سکے۔

"ڈاگر بول رہا ہوں مارشل۔ اردن سے"..... ڈاگر نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈاگر۔ کیا حال ہیں"..... دوسری طرف سے مارشل کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم اپنا حال سناؤ۔ اپنے کاروبار کا حال سناؤ"..... ڈاگر نے پوچھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں اور کاروبار بھی عروج پر ہے"..... دوسری طرف سے مارشل کی آواز سنائی دی۔

"تم نے انگولا کے جزیروں میں سے معدنیات نکالنے کا بزنس بھی تو شروع کیا تھا۔ اس بزنس کا کیا ہوا"..... ڈاگر نے پوچھا۔

"تم تو جانتے ہو ڈاگر۔ مارشل جس بزنس میں ہاتھ ڈالتا ہے اسے عروج پر پہنچا دیتا ہے"..... مارشل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"نانیقہ جزیرے سے بھی کبھی معدنیات نکالی ہیں یا نہیں"..... ڈاگر نے اس سے پوچھا۔

"نانیقہ جزیرہ۔ ناممکن۔ وہاں تو جانا ہی ممکن نہیں ہے۔ معدنیات نکالنا تو دور کی بات ہے"..... دوسری طرف سے مارشل نے کہا۔

"وہاں جانا ہی ممکن نہیں ہے۔ لیکن کیوں"..... ڈاگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو مارشل نے نانیقہ جزیرے سے متعلق تفصیل بتا

دی۔

"اوہ۔ اتنا خوفناک جزیرہ"۔۔۔۔ ڈابگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یوں سمجھو کہ جو تفصیل میں نے تمہیں بتائی ہے یہ پانچ فیصد ہے۔ اگر اسے موت کا جزیرہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ لیکن تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"میں اس جزیرے کی سیر کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ ڈابگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ بھلا وہ بھی کوئی جگہ ہے سیر کرنے کی"۔۔۔۔ مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تو ارادہ کر لیا ہے۔ اب چاہے کچھ بھی ہو جائے ڈابگر اپنے ارادے سے باز نہیں آسکتا"۔۔۔۔ ڈابگر نے کہا۔

"واقعی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یا پھر تم نے میری بات کو مذاق سمجھا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مارشل نے کہا۔

"دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہے۔ تم جانتے ہو ڈابگر اپنی ضد کا پکا ہے۔ میں ایک بار جو ارادہ کر لیتا ہوں پھر چاہے موت ہی کیوں نہ آجائے میں اس ارادے پر عمل ضرور کرتا ہوں۔ میں بہت جلد تم تک پہنچ رہا ہوں۔ تم اتنا کرنا کہ مجھے کسی طرح جزیرہ نانیقہ کے ساحل تک پہنچا دینا"۔۔۔۔ ڈابگر نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رابطہ منقطع کر دیا۔

"گڈ۔ تم نے سچوئیشن کے مطابق تمام باتیں خود ہی کر لی

ہیں"۔۔۔۔ کرنل زید نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آپ کی دوستی کا اثر ہے کرنل صاحب۔ ورنہ بندہ اس قابل کہاں"۔۔۔۔ ڈابگر نے عاجزانہ لہجے میں کہا تو کرنل زید، ڈابگر کی بات سن کر دھیرے سے مسکرایا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"ایگل ون ٹو تھری اور فور کو میرے پاس بھیج دو"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ایگل گروپ سپیشل ایجنسی کا ٹاپ ایکشن گروپ تھا۔ اس گروپ کو ملک سے باہر جا کر کام کرنے کا موقع پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔ کرنل زید نے اس گروپ کے ٹاپ فور ممبران کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ڈابگر اور اس سمیت کل چھ افراد ہو جانے تھے اور اس کا خیال تھا کہ چھ افراد کافی ہیں۔ ساتویں ڈاکٹر آبیلا پہلے سے وہاں موجود تھی۔ اس کے خیال کے مطابق وہ ان کی مدد کر سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا تو چار نوجوان اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں ہی ورزشی جسم کے مالک تھے۔ ان کے جسم بتا رہے تھے کہ وہ بہت زیادہ پھرتیلے اور طاقتور ہیں۔ اندر آکر وہ مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھو"۔۔۔۔ کرنل زید نے ان سے کہا تو وہ خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈابگر نے بغور انہیں دیکھا۔ اس کی نظروں میں ان کے لئے

ستائش تھی۔

" تمہاری خواہش تھی کہ تم ملک سے باہر جا کر بھی کوئی کارنامہ سرانجام دو"۔۔۔۔ ان چاروں کے کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد کرنل زید نے کہا۔

" یس سر۔ہماری تو یہ شدید خواہش ہے"۔۔۔۔ ان میں سے ایک نوجوان نے کہا جو ایگل ون تھا اور اس گروپ کا انچارج بھی تھا۔

" اب تمہاری یہ خواہش پوری ہونے والی ہے"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا تو ان چاروں کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے۔

" ڈاکٹر آبیلا کو تو آپ جانتے ہیں۔وہ بہت بڑی سائنس دان ہیں بحیثیت سائنس دان وہ ہمارے ملک کا اثاثہ ہیں اور آپ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اغوا ہو چکی ہیں۔انہیں چند بین الاقوامی مجرموں نے اغوا کیا ہے۔ان کا اغوا ہمارے ملک کے لئے بہت بڑا دھچکا ہے اور اب انہیں واپس لانا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ وہ اردن کی ترقی کے لئے کئی اہم پراجیکٹس پر کام کر رہی تھیں۔اگر انہیں واپس نہ لایا گیا تو یہ ملک کا ایک ایسا نقصان ہوگا جس کا ازالہ کبھی نہیں ہو سکے گا"۔۔۔۔ کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ان کا ملک میں واپس آنا بہت ضروری ہے"۔۔۔۔ ایگل ون نے کہا۔

" انہیں افریقہ کے ایک ملک انگولا کے ایک جزیرے پر رکھا گیا ہے لیکن یہ جزیرہ موت کا جزیرہ ہے۔اس میں داخل ہونا گویا خود کو

موت کے حوالے کرنا ہے"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا اور پھر انہیں جزیرہ نانیقہ کے متعلق تفصیلات بھی بتا دیں۔

" سر۔ڈاکٹر آبیلا ہماری زندگیوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔اگر انہیں آزاد کراتے ہوئے ہماری جانیں بھی قربان ہو جائیں تو یہ ہمارے لئے باعث فخر ہوگا۔ہم اس مہم کے لئے تیار ہیں"۔۔۔۔ ایگل ون نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

" جزیرے کی تفصیلات سننے کے بعد آپ تینوں بھی اپنے انچارج کی تائید کرتے ہیں"۔۔۔۔ کرنل زید نے باقی ساتھیوں سے پوچھا۔

" یس سر۔ایگل ون نے ہمارے جذبات کی ترجمانی کی ہے"۔۔۔۔ اس مرتبہ ایگل ٹو نے کہا۔ایگل تھری اور ایگل فور نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" مجھے آپ پر فخر ہے۔آپ تیاری کر لیں۔ہم آج رات ہی روانہ ہو رہے ہیں"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا تو وہ چاروں اٹھے اور انہوں نے کرنل زید کو سیلوٹ کیا اور پھر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

کیپٹن حمید اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر میں سوار تھا اس کے ساتھ انسپکٹر ریکھا، انسپکٹر جگدیش، بلیک فورس کا سیکنڈ چیف ہریش، انور، طارق، روزا اور دو نئے ممبر پرساد اور جگت شامل تھے۔ انگولا پہنچ کر انہیں ایک نابینا مزدور سے چند معلومات ملی تھیں۔ اس مزدور نے انہیں بتایا تھا کہ پانچ سال پہلے تقریباً سو مزدوروں نے نانیقہ کے گھنے جنگلات میں ایک عمارت کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ ان مزدوروں کو بہت ہی پراسرار انداز میں وہاں لے جایا گیا تھا۔ تقریباً تین سال وہاں کام ہوتا رہا۔

اس دوران ان مزدوروں کا رابطہ دنیا سے کٹا رہا۔ ان کے گھر والوں کو ان کی اور انہیں گھر والوں کی کوئی خبر نہیں تھی۔ تین سال بعد وہ اسی پراسرار انداز میں واپس شہروں میں آئے تھے لیکن بہت ہی کم عرصے میں وہ مزدور پراسرار انداز میں موت کا شکار ہو گئے

اس مزدور کا بھی ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں وہ ہلاک تو نہیں ہوا تھا مگر اس کی آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں۔ اس کے مطابق وہاں کام کرنے والا شاید ہی کوئی دوسرا مزدور زندہ بچا ہو گا۔ اس نے بتایا تھا کہ ساحل سے شمال مشرق کی طرف تقریباً ایک سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد تقریباً پچاس میل جنوب مشرق کی طرف یہ عمارت ہو سکتی ہے۔ کیپٹن حمید نے دن کی روشنی میں جزیرہ نانیقہ کا فضائی جائزہ لینے کی کوشش کی تھی لیکن جنگلات اتنے گھنے تھے کہ طاقتور دور بینوں سے بھی وہ اس کا جائزہ نہ لے سکا۔ وہ کچھ اندازہ نہ لگا سکا کہ سنگ ہی اور تھریسیا نے یہ عمارت کس جگہ بنائی ہوئی ہے۔

عمران نے کرنل زید کو معلومات فراہم کی تھیں کہ سنگ ہی اور تھریسیا نے نانیقہ کے ساحل پر خطرناک ریز پھیلائی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے جزیرے میں داخل نہیں ہوا جا سکتا اس لئے کیپٹن حمید نے اب یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات کے اندھیرے میں ہیلی کاپٹر سے پیرا شوٹ کے ذریعے ساحل سے دس بارہ میل دور جنگل کے اندر اتریں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ یہ فیصلہ کر کے انہوں نے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا تھا۔ یہ ایک بڑے سائز کا ہیلی کاپٹر تھا۔ پائلٹ کے علاوہ وہ تمام افراد بھی آسانی سے اس میں بیٹھ سکتے تھے۔

"سر۔ جزیرہ نانیقہ کی حدود شروع ہو چکی ہے"..... پائلٹ نے کیپٹن حمید سے کہا۔

"تم کچھ آگے لے جا کر ہیلی کاپٹر روک دو"..... کیپٹن حمید نے کہا

تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کاپٹر فضا میں معلق کر دیا۔ پیرا شوٹ اور سامان کے بیگ وہ پہلے ہی اپنے کندھوں سے باندھ چکے تھے۔ انہوں نے ڈوریوں کے ذریعے پیرا شوٹ ایک دوسرے سے بھی باندھ دیئے تھے تاکہ وہ ایک دوسرے سے زیادہ دور جا کر نہ اتریں۔ دو سے تین سیکنڈوں میں ہی وہ سب ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگا چکے تھے۔ چھلانگیں لگانے سے پہلے انہوں نے اپنی آنکھوں پر اندھیرے میں دیکھنے والے چشمے بھی لگا لئے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے چھلانگیں لگانے کے کچھ دیر بعد وہ زمین کے قریب پہنچ گئے۔ درختوں سے رگڑیں کھاتے ہوئے وہ زمین پر اتر گئے۔

" ٹارچ روشن کرو"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا تو طارق نے ایک طاقتور ٹارچ روشن کر دی اور پھر انہوں نے پیرا شوٹ اپنے جسموں سے کھولے اور انہیں باندھ کر اپنے اپنے بیگز میں رکھ لیا۔ پھر انہوں نے ارد گرد کا بغور جائزہ لیا۔ ٹارچ کی روشنی میں درخت دیوؤں کی مانند معلوم ہو رہے تھے۔ خواتین کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

پھر اچانک روزا کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی تیز پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ان سے چند قدم کے فاصلے پر ایک درخت سے بہت ہی موٹا اور لمبا سانپ نیچے اتر رہا تھا۔ یہ پھنکار بھی اسی سانپ کی تھی۔ طارق نے ٹارچ کی روشنی اس پر پھینکی تو سانپ رک گیا۔ کیپٹن حمید نے اپنے سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ اس سانپ کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز ابھری اور سانپ کا سر اڑ گیا۔ سانپ کا

دھڑ نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ جنگل نے اپنے مخصوص انداز میں ان کا استقبال کیا تھا۔ مردوں کے چہروں پر بھی خوف نمودار ہو گیا تھا لیکن روزا اور انسپکٹر ریکھا کا تو خوف سے برا حال ہو رہا تھا۔

" آپ سب لوگ اپنے حوصلے بلند رکھیں۔ ایسے خوفناک اور بھیانک لمحات ہزاروں مرتبہ آئیں گے۔ ایسے لمحات کا پیش آنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ جزیرہ نانیقہ کے بارے میں آپ کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا تھا۔ اب ڈرنا، خوفزدہ ہونا بے معنی ہے۔ آپ ایک عظیم مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اور عظیم مقصد کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اگر کرنل فریدی ساتھ ہوتے تو اس کا اپنا بھی وہی حال ہوتا جو انسپکٹر ریکھا اور روزا کا ہو رہا تھا لیکن اس وقت وہ چونکہ ان سب کا لیڈر تھا اس لئے وہ بزدلی نہیں دکھا سکتا تھا۔ اس کی تقریر نے ممبران پر اچھا اثر ڈالا تھا اور وہ نارمل ہو گئے تھے۔

" اب کیا پروگرام ہے۔ رات کا بقیہ حصہ کس طرح گزارا جائے"۔۔۔۔ انسپکٹر ریکھا نے کیپٹن حمید سے پوچھا۔

" دو خیمے لگاتے ہیں۔ ایک خیمے میں ریکھا اور روزا سوئیں گی جبکہ دوسرے میں مرد حضرات۔ مرد حضرات میں سے دو آدمی باری باری پہرہ دیں گے تاکہ کسی بھی ہنگامی حالت میں فوری طور پر نمٹا جا سکے"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا تو انہوں نے ایک بیگ سے فوراً خیمے نکال لئے۔ ایک خیمہ چھوٹا سا تھا جو کہ دو افراد کے لئے بنایا گیا تھا

جبکہ دوسرا خیمہ بڑا تھا۔ اس میں آٹھ دس آدمی سما سکتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں زمین صاف کر کے خیمے لگا دیئے گئے۔ پہلی ڈیوٹی جگت اور ہریش کی لگائی گئی۔ انہوں نے دو گھنٹے پہرہ دینا تھا اور پھر جگدیش اور طارق کو اٹھا دینا تھا۔ صبح ہونے میں وقت بھی اتنا ہی باقی تھا۔

صبح تک کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ صبح ہوئی تو جگدیش اور طارق نے سب کو اٹھا دیا۔ سب کو جگانے کے بعد وہ شکار کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے لگے۔ ایک جگہ جھاڑیوں میں انہیں ہلچل سی محسوس ہوئی تو وہ محتاط انداز میں اس طرف بڑھنے لگے۔ دو تین جنگلی خرگوش جھاڑیوں سے نکل کر بھاگے۔ ان دونوں کے ریوالوروں نے آناً فاناً شعلے اگلے اور جنگلی خرگوش تڑپنے لگے۔ چونکہ ان کے ریوالور پر بھی سائیلنسر لگے ہوئے تھے اس لئے فائر کے دھماکے نہ ہوئے۔ طارق نے جلد سے جیب سے شکاری چاقو نکالا اور آگے بڑھ کر دونوں خرگوشوں کو ذبح کر دیا۔ جب دونوں خرگوش ساکت ہو گئے تو وہ انہیں اٹھا کر اپنے خیموں میں لے آئے۔ ان کے تمام ساتھی خیموں سے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔

"لیجئے جناب۔ ناشتہ جنگل کا پہلا تحفہ"۔۔۔ انہوں نے خرگوش ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید اور طارق ان کا گوشت بنانے لگے جبکہ جگت، ہریش اور انور خشک لکڑیاں چن لائے۔ کچھ ہی دیر میں ریکھا اور روزا نے ناشتہ تیار کر لیا۔

"جنگل میں منگل تیرے ہی دم سے، سب نے یہ شور مچایا ہے

سالگرہ کا دن آیا ہے"۔۔۔ پرساد نے اونچی آواز میں کہا تو ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بھائی جی ہم جنگل میں سالگرہ منانے نہیں آئے"۔۔۔ انسپکٹر ریکھا نے کہا۔

"دیدی۔ میں تو اس وقت انجوائے کر رہا ہوں۔ میرا دل خوش ہے اور جب دل خوش ہو تو گیت خود بخود زبان پر آ جاتے ہیں"۔۔۔ پرساد نے کہا تو انسپکٹر ریکھا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اسی موقع کا ایک اور گیت بھی ہے پرساد"۔۔۔ جگت نے کہا۔

"اگر تمہیں کوئی گیت یاد آ رہا ہے تو تم بھی سنا دو۔ کیوں دیدی تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں"۔۔۔ پرساد نے پہلے جگت اور پھر انسپکٹر ریکھا سے کہا تو انسپکٹر ریکھا نے انکار کی صورت میں گردن ہلا دی۔

"ہم تم اک جنگل سے گزریں اور شیر آ جائے"۔۔۔ جگت نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے یہ مصرعہ ایک بار ہی دہرایا تھا کہ جنگل میں شیر کی دھاڑ سنائی دی۔

"لو جی مسٹر جگت۔ تمہارے بلانے پر جنگل کا شیر آ ہی گیا ہے"۔۔۔ انور نے جلدی سے کہا۔ شیر کی دھاڑ سن کر وہ سب ہوشیار ہو گئے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور نظر آنے لگے اور اس مرتبہ آواز بہت ہی قریب سے آئی تھی۔ وہ بہت محتاط انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگے لیکن شیر انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی لیکن اب آواز دور سے آئی تھی جس کا

مطلب تھا کہ شیر اب ان سے دور چلا گیا ہے۔

" یہ شیر ہمیں خبردار کرنے آیا تھا یا ہمارا استقبال کرنے آیا تھا"..... طارق نے کہا۔

" یہ ہمیں ویلکم کہنے آیا تھا۔ اب اپنی شیر برادری کو خوش خبری سنانے گیا ہے۔ یہ سب کو دعوت دے گا اور تمام شیر ضیافت اڑائیں گے"..... روزا نے کہا۔

" اب فضول باتیں بند کرو اور آگے چلنے کی تیاری کرو"..... کیپٹن حمید نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو انہوں نے سامان سمیٹ کر بیگوں میں ڈالا اور اپنے اپنے بیگ اٹھائے اور ایک طرف بڑھنے لگے۔ انہیں اپنی منزل کے بارے میں صحیح معلومات حاصل نہیں تھیں۔ وہ صرف ایک اندازے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا اور صرف ایک امید پر آگے بڑھنے پر مجبور تھے جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہے تھے جنگل زیادہ گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے جنگلی جانور انہیں نظر آتے تو انہیں دیکھتے ہی بھاگ جاتے۔ ایک لمحے کے لئے ان جانوروں کی آنکھوں میں حیرت جنم لیتی اور پھر وہ جانور بھاگ جاتے۔

وہ سب ہنسی مذاق کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ پرساد باقی افراد سے چند قدم آگے تھا۔ وہ ایک درخت کے قریب سے گزر رہا تھا جس کی شاخیں کافی نیچے تک جھکی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی پرساد اس درخت کی شاخوں کے قریب سے گزرا شاخیں یکدم پھیلیں اور پرساد

کے گرد لپٹ گئیں۔ اس اچانک افتاد پر پرساد کی چیخ بلند ہو گئی اور اس نے ہاتھ پاؤں ہلا کر خود کو ان شاخوں سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ شاخوں میں اس طرح جکڑا گیا تھا کہ چند لمحوں بعد وہ ہلنے کے قابل بھی نہ رہا۔ اس کی چیخیں ان سب کے دل دہلا رہی تھیں۔ ان سب نے ریوالور سے شاخوں پر فائرنگ شروع کر دی لیکن اس درخت پر ان فائرز کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ طارق اور ہریش نے اس کی طرف بڑھنا چاہا لیکن کیپٹن حمید کی آواز نے انہیں روک دیا۔

" خبردار۔ کوئی بھی اس درخت کے قریب نہیں جائے گا"..... کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن۔ ہمارا ایک ساتھی اس وقت مشکل میں ہے"..... جگدیش نے کہا۔

" اگر ہم سب مل کر بھی اس درخت کے قریب پہنچ جائیں تو یہ ہم سب کو اکٹھے ہی جکڑ لے گا۔ لہذا اس درخت سے دور ہی رہو"..... کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں کہا تو انہوں نے کیپٹن حمید کا کہنا مان لیا لیکن وہ سب ہی مضطرب تھے۔ پرساد کی دل ہلا دینے والی چیخیں ان کی روح کو گھائل کر رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ پرساد کے چیخنے کی آواز کم ہونے لگی اور کچھ ہی دیر میں پرساد نیچے زمین پر آ گرا۔ اس کی حالت دیکھ کر سب کی آنکھیں خوف و دہشت کی زیادتی سے پھٹی جا رہی تھیں۔

اس تھوڑی سی دیر میں پرساد کا جسم کسی قبر سے نکلے ہوئے ڈھانچے کی مانند ہو گیا تھا۔ اس ڈھانچے پر گوشت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ انسپکٹر ریکھا اور روزا، پرساد کی اس قدر بھیانک موت پر آبدیدہ ہو گئی تھیں۔ باقی ساتھی بھی انتہائی غمگین تھے۔ ان کے سامنے ان کا ساتھی المناک موت سے ہمکنار ہوا تھا اور وہ اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکے تھے۔

"یہ منظر ہم تاحیات بھول نہیں سکیں گے"۔... طارق نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"اس درخت کو اچھی طرح دیکھ لو۔ آگے اس قسم کا کوئی بھی درخت نظر آئے تو اس سے دور ہی رہنا"۔... کیپٹن حمید نے کہا تو ان سب نے اس گوشت خور درخت کو دور سے بغور دیکھنا شروع کر دیا۔

"آگے بڑھو"۔... کچھ دیر بعد کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہم پرساد کی ارتھی جلائیں گے"۔... جگدیش اور ہریش نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے۔ ہم میں سے جو کوئی بھی اس درخت کے قریب گیا آدم خور درخت اسے پکڑ لے گا"۔... کیپٹن حمید نے کہا۔

"میں جاتا ہوں اور پرساد کی نعش اٹھا لاتا ہوں"۔... طارق نے کہا۔

"آپ"۔... کیپٹن حمید نے کچھ کہنا چاہا لیکن طارق نے ہاتھ کے

اشارے سے اسے منع کر دیا۔ اس نے بیگ میں سے دو تین پیاز نکالے اور انہیں نچوڑ کر ان کا پانی نکالا اور وہ پانی اپنے جسم پر لگا لیا۔ اس کے بعد وہ گوشت خور درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ اب درخت کی شاخیں نیچے نہیں آئی تھیں۔ طارق نے پرساد کا ڈھانچہ اٹھایا اور واپس ان کے قریب آ گیا اور پھر ان لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں اور پرساد کی ارتھی کو آگ لگا دی۔

عمران کی بوٹر بوٹ سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ موٹر بوٹ میں بیٹھے ہوئے تمام افراد ہی خاموش تھے۔ موٹر بوٹ گبز کا ایک آدمی چلا رہا تھا۔ یہ ایک جدید اور تیز رفتار موٹر بوٹ تھی۔ اس میں کل سات افراد سوار تھے۔ عمران سمیت یہ ٹیم چھ افراد پر مشتمل تھی اور ساتواں گبز کا آدمی تھا۔ موٹر بوٹ میں ایک کشتی بھی رکھی ہوئی تھی کیونکہ موٹر بوٹ نے ساحل سے پانچ سو میٹر پہلے رک جانا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کشتی سمندر میں اتارنی تھی اور اس میں سوار ہو کر یہ فاصلہ طے کرنا تھا۔ تقریباً چار گھنٹے مسلسل سفر کرنے کے بعد موٹر بوٹ کی رفتار کم ہو گئی اور پھر موٹر بوٹ رک گئی۔

عمران نے دوربین آنکھوں سے لگا کر سمندر کا جائزہ لیا۔ یہ دوربین رات کے اندھیرے میں بھی کام کرتی تھی۔ تھوڑے ہی

فاصلے پر عمران کو ساحل نظر آ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے مل کر کشتی سمندر میں اتاری اور پھر اپنے بیگ اور دیگر سامان بھی کشتی میں رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ خود بھی موٹر بوٹ سے کشتی میں سوار ہو گئے۔ گبز کے آدمی نے موٹر بوٹ موڑی اور واپس چلا گیا۔

"یہ پرفیوم ہے۔ اسے اپنے تمام جسم پر سپرے کر لو".... عمران نے پرفیوم کی ایک بڑی شیشی نکالی اور اسے صفدر کو دیتے ہوئے کہا
صفدر نے خاموشی سے وہ پرفیوم لیا اور اپنے جسم پر سپرے کرنے لگا۔

"یہاں بھلا پرفیوم کی کیا ضرورت ہے".... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی کچھ ہی دیر میں تمہاری ملاقات جنگلی جانوروں سے ہونے والی ہے۔ وہ تمہارے جسموں کو سونگھیں گے۔ اگر تمہارے جسم بدبو دار ہوئے تو وہ کیا سوچیں گے".... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے جسم تو بدبو دار نہیں ہیں۔ تمہارے بارے میں، میں کچھ کہہ نہیں سکتا".... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اے مسٹر عمگیر۔ باس کے بارے میں ذرا سوچ کر بات کرنا۔ باس کا غلام باس کے ساتھ ہے".... تنویر کی بات سن کر جوزف نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بے عزت کرانے کے لئے تم اسے ساتھ لے کر آئے ہو".... تنویر نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

" اسے ساتھ لانے کا میرا تو قطعاً ارادہ نہیں تھا۔ تمہارے پردہ نشین چیف نے حکم دیا تھا کہ جوزف کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اب تمہیں اعتراض ہے تو اپنے چیف سے بات کر لو۔ سیٹلائٹ موبائل فون تمہارے پاس ہے اور تمہارے چیف نے خصوصی کنکشن حاصل کر کے یہ نمبرز تمہارے حوالے کئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

ایکسٹو کا نام سن کر تنویر کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

" معلوم نہیں چیف کو تم میں کیا نظر آتا ہے جو تمہیں ہمارے سروں پر سوار کر دیتا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران جولیا اور سلیمان بھی اپنے پورے جسم پر سپرے کر چکے تھے۔ اب جوزف اپنے جسم پر سپرے کر رہا تھا۔ جوزف کے بعد عمران نے اس سے شیشی لی اور اپنے جسم پر سپرے کرنے لگا۔

" تو تم سپرے نہیں کرنا چاہتے"۔۔۔۔ عمران نے پرفیوم کی شیشی تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں۔ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میرے جسم سے ویسے ہی خوشبو پھوٹتی رہتی ہے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" تنویر۔ اگر عمران اس وقت پرفیوم سپرے کرنے کا کہہ رہا ہے تو اس میں ضرور مصلحت ہو گی"۔۔۔۔ جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے ایک بار پھر منہ بنا لیا۔

" ہاں۔ اس کے تو ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ ایک ہم ہیں جو فضول باتیں اور فضول کام کرتے ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

" تنویر۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیوں تم ہر وقت جلے کٹے رہتے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا۔ آپ نے دیکھا نہیں اس حبشی نے مجھے مسٹر غمگیر کہا ہے۔ مجھے بے عزت کیا ہے۔ کیا ہم عمران کے ساتھ اس لئے آئے ہیں کہ بے عزت ہوتے رہیں"۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

" مسٹر غمگیر۔ اوہ سوری۔ کیا نام ہے آپ کا"۔۔۔۔ جوزف نے ایک بار پھر تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

" تنویر۔ سمجھے تم۔ تنویر نام ہے میرا"۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جی۔ جی۔ سمجھ گیا۔ مسٹر غم۔ مسٹر تنویر"۔۔۔۔ جوزف نے سعادت مندی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" سمجھ گئے ہو تو اب بولو۔ کیا کہنا چاہ رہے ہو تم"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

" اگر ایک وفادار غلام کے سامنے اس کے آقا کو آنکھیں دکھائی جائیں تو آپ بتائیں غلام کا ردعمل کیا ہونا چاہئے"۔۔۔۔ جوزف نے بات تنویر پر ڈالتے ہوئے کہا اور تنویر اس کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔

" اب آگے بھی بڑھنا ہے یا اسی طرح سمندر میں رکے رہنا ہے"۔۔۔۔

صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جب تک تنویر اپنے جسم پر پرفیوم کا سپرے نہیں کرے گا ہم آگے نہیں بڑھیں گے "..... عمران نے کہا۔

" پہلے مجھے اس کی وجہ بتاؤ۔ پھر میں پرفیوم کا سپرے کروں گا "..... تنویر نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

" ساحل کے قریب قریب سنگ ہی نے ایسی ریز پھیلائی ہوئی ہیں جو متحرک چیز کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہیں ۔ اس پرفیوم کی خوشبو ان ریز کو بے اثر کرتی ہے ۔ اب تمہاری مرضی ہے پرفیوم استعمال کرو یا نہ کرو "..... عمران نے کہا تو اس نے پرفیوم لے کر اپنے تمام جسم پر سپرے کر لیا۔ پھر عمران نے تنویر سے پرفیوم لے کر اپنی کشتی پر اور اس کے چپوؤں پر بھی سپرے کر دیا۔

" یہ بات تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے "..... تنویر نے سپرے کرنے کے بعد کہا مگر عمران نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر چند لمحوں بعد عمران کے اشارے پر انہوں نے چپو چلانے شروع کر دیئے ۔ ایک چپو جوزف نے سنبھالا ہوا تھا جبکہ دوسرا صفدر نے ۔ کشتی نانیقہ کے ساحل کی طرف بڑھنے لگی ۔ ان سب کے دل بری طرح دھڑکنے لگے تھے ۔ انہوں نے نانیقہ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا تھا۔

" عمران صاحب ۔ ہو سکتا ہے نانیقہ کے بارے میں ہم نے جو کچھ سنا ہے وہ سب افسانوی قصے ہوں اور نانیقہ اس قدر خطرناک نہ ہو "..... صفدر نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں صفدر صاحب ۔ نانیقہ کے بارے میں آپ کو جو کچھ بتایا گیا ہے وہ سب سچ ہے ۔ میں ان جنگلوں کا پرنس ہوں اور ان جنگلوں کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔ ان جنگلوں میں ایسے قبائل آباد ہیں جو پورے چاند کی رات کو اپنے دیوتا کے سامنے انسان کی بھینٹ دیتے ہیں ۔ بعض قبائل انسانوں کو کچا کھا جاتے ہیں اور بعض بھون کر کھاتے ہیں اور بعض وحشی ایسے آدم خور ہیں کہ انسان کی کھوپڑی بہت شوق سے کھاتے ہیں ۔ سفید رنگت کے انسان تو ان کی مرغوب غذا ہیں "..... جوزف نے کہا۔

" ڈراؤ تو نہیں یار "..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو جوزف ہنسنے لگا۔

" میں نے اور باس نے تمہیں منع کیا تھا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو تمہیں بہت شوق تھا افریقہ دیکھنے کا ۔ اب جس وقت سرخ مکھیاں تمہارا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی ہوں گی تو پھر میں تم سے پوچھوں گا "..... جوزف نے ہنستے ہوئے کہا تو سلیمان کانپ کر رہ گیا ۔ پھر چند لمحوں بعد ان کی کشتی ساحل سے جا لگی تو انہوں نے کشتی سے اپنے بیگ اور دوسرا سامان اتار لیا۔

" ہمیں کم از کم ایک سو میٹر تک آگے جانا ہے ۔ پھر ہم ان ریز کی رینج سے باہر ہوں گے "..... عمران نے کہا۔ رات کا اندھیرا تھا لیکن ستاروں کی روشنی میں انہیں دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا ۔ کچھ فاصلے پر درختوں کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا اور وہ جانتے تھے کہ درختوں کے

نیچے جاتے ہی گہرا اندھیرا ہو جائے گا اس لئے تنویر نے ایک طاقتور ٹارچ نکال لی اور وہ آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ٹارچ کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے رہے۔

عمران کے خیال کے مطابق جب وہ دو سو میٹر آگے آ گئے تو عمران نے انہیں روک لیا۔ اسی لمحے عمران کے موبائل فون کی بیل بجنے لگی یہ چونکہ سیٹلائٹ موبائل فون تھے اس لئے ان کی سروس دنیا کے ہر کونے میں موجود تھی اور ان کے نمبرز سیکرٹ سروس کے لئے خصوصی طور پر حاصل کئے گئے تھے۔ کمپنی ان نمبرز پر ہونے والی کالز کو نہ تو ٹریس کر سکتی تھی اور نہ ہی کسی قسم کا ریکارڈ تیار کر سکتی تھی عمران نے موبائل فون آن کیا تو اس پر لفظ ایکسٹو فلیش کر رہا تھا۔ عمران نے بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ"۔۔۔۔ کال رسیو کرتے ہی ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ جنگل میں اس وقت گہری خاموشی تھی اس لئے لاؤڈر آن نہ ہونے کے باوجود سب کو ایکسٹو کی آواز صاف سنائی دی۔ ایکسٹو کی آواز سن کر وہ سب ہی یکلخت مستعد ہو گئے۔

"یس سر۔ عمران سپیکنگ"۔۔۔۔ ایکسٹو کی آواز سن کر عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم لوگ کہاں تک پہنچ چکے ہو"۔۔۔۔ ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ ہم نانیقہ جزیرہ کے ساحل سے تقریباً دو سو میٹر اندر جنگل

میں پہنچ چکے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ یہاں خیمے لگا کر رات کا باقی حصہ گزارا جائے"۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنگ ہی کا ہیڈ کوارٹر جہاں ہو سکتا ہے وہاں کا نقشہ تو تم نے بنا لیا ہے"۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس سر۔ آپ کی دی ہوئی معلومات کے مطابق میں نے نقشہ تیار کر لیا ہے۔ سمت بتانے والا آلہ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ امید ہے ہم جلد ہی سنگ ہی کا ہیڈ کوارٹر تلاش کر لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جہاں بھی کوئی مشکل درپیش آئے مجھے کال کر لینا۔ اب تم لوگ آرام کرو"۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"دیکھا۔ ہمارے چیف کو ہمارا کتنا خیال ہے"۔۔۔۔ تنویر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کبھی خود بھی اپنا خیال کر لیا کرو۔ اب خیمے نکالو اور سیٹ کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا ہم اپنا خیال خود نہیں رکھتے"۔۔۔۔ تنویر نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ تم خواہ مخواہ چڑ جاتے ہو۔ عمران کی تو عادت ہے ایسی باتیں کرنے کی۔ تم اپنا خون مت جلایا کرو"۔۔۔۔ جولیا نے تنویر سے کہا اور ساتھ ہی فولڈ خیمہ کھولنے لگی۔ یہ تین کلو وزن کا جدید ترین

خیمہ تھا۔ فولڈ ہو کر یہ چھوٹے سے بیگ میں آجاتا تھا لیکن جب اسے تیار کیا جاتا تھا تو یہ ایک چھوٹے سے کمرے جتنی جگہ گھیر لیتا تھا۔ چھ افراد اس میں آسانی سے سو سکتے تھے۔ وہ اپنے ساتھ تین خیمے لائے تھے۔ عمران نے انہیں دو خیمے لگانے کا کہا تھا۔

" ایک خیمے میں جولیا سوئے گی۔ دوسرے خیمے میں ہم چاروں اور جوزف دونوں خیموں کے باہر پہرہ دے گا"..... عمران نے کہا۔

" صاحب۔ اس دوران اگر مگوشا کی چیلوں نے آکر جوزف کے سر پر اپنے پنجے گاڑ دیئے تو پھر کیا ہو گا"..... سلیمان نے کہا تو جوزف نے کانپنا شروع کر دیا۔ اس کے ماتھے پر پسینہ بھی آگیا تھا۔

" اوہ گاڈ۔ ہولی فادر۔ ہیلپ می"..... جوزف نے بار بار سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

" احمق۔ رات کے اندھیرے میں چیلیں کیسے آ سکتی ہیں"..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو جوزف کی جان میں جان آ گئی۔

" باس۔ اس سے کہو یہ ایسی خوفناک باتیں نہ کیا کرے۔ اگر مگوشا کی چیلیں آگئیں تو یہاں ایسی زبردست تباہی آئے گی کہ سب کچھ فنا ہو جائے گا"..... جوزف نے عمران سے کہا۔

" اب یہ ایسی باتیں نہیں کرے گا۔ تم صفدر اور تنویر کے ساتھ خیمے لگواؤ"..... عمران نے جوزف سے کہا تو وہ ان کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد خیمے لگ گئے۔ ایک خیمے میں جولیا چلی گئی جبکہ دوسرے

میں عمران، صفدر، تنویر اور سلیمان چلے گئے جبکہ جوزف مشین گن ہاتھ میں لئے باہر ہی کھڑا ہو گیا تھا۔

" عمران صاحب۔ بے چارہ جوزف اکیلا پہرہ دے رہا ہے".... صفدر نے خیمے کے اندر آنے کے بعد کہا۔

" ہاں۔ جوزف ان جنگلات کا کیڑا ہے۔ ان جنگلوں کے مزاج کو وہ بہتر جانتا ہے اس لئے وہ اکیلا پہرہ دے سکتا ہے"..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ تنویر اور سلیمان کوئی بات کئے بغیر ہی سونے کے لئے لیٹ گئے۔ صفدر اور عمران بھی سونے کے لئے لیٹے اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ چاروں نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

صبح پرندوں کی چہکار پر ان سب کی آنکھ کھل گئی۔ ایک ایک کر کے وہ خیموں سے باہر نکل آئے۔ جوزف چوکنے انداز میں خیمے کے باہر کھڑا تھا۔ دوسرے خیمے سے جولیا بھی باہر آگئی۔ ان کے پاس پانی کی چند بوتلیں تھیں جس سے انہوں نے ہاتھ منہ دھوئے۔

" میں کوئی جانور شکار کر کے لاتا ہوں"..... تنویر نے کہا اور ایک ریوالور اور چاقو لے کر آگے بڑھ گیا۔

" جوزف۔ یہاں کہیں قریب ہی تمہیں پانی محسوس ہو رہا ہے"..... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

" نو باس۔ ارد گرد پانی نہیں ہے"..... جوزف نے کہا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ جتنا پانی وہ استعمال کر چکے ہیں اتنا پانی اور بھر لیا جائے لیکن جوزف کے انکار کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ دوسری طرف

تنویر غور سے دائیں بائیں دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ آگے جا کر اسے گھنی جھاڑیاں نظر آئیں۔ ان جھاڑیوں میں اسے ایک ہرن نظر آیا ہرن اسے دیکھ کر ایک طرف بھاگا۔ تنویر بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا تنویر اس پر گولی نہیں چلانا چاہتا تھا بلکہ وہ اسے پکڑ کر ذبح کرنا چاہتا تھا۔ ہرن کی رفتار بہت تیز تھی لیکن تنویر کی رفتار اس سے بھی تیز تھی۔

بائیں جانب درختوں کا سلسلہ یکدم ختم ہو گیا تھا اور کچھ حصہ میدان نظر آ رہا تھا۔ ہرن اسی میدان کی طرف دوڑ رہا تھا۔ تنویر ہرن کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر اچانک غڑاپ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہرن کی ایک چیخ بلند ہوئی۔ وہ میدانی حصہ دراصل پختہ زمین کا قطعہ نہیں تھا بلکہ وہ انتہائی خوفناک دلدل تھی اور ہرن اسی دلدل میں جا گرا تھا۔ تنویر نے خود کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ وہ بھی اپنے آپ کو بروقت نہ روک سکا اور دلدل میں جا گرا۔ بے اختیار ہی اس کے منہ سے بھی چیخ بلند ہو گئی۔ ہرن اور تنویر کی چیخ اس کے ساتھیوں نے بھی سنی اور وہ اپنی اپنی جگہ اچھل پڑے۔

" باس۔ تنویر دلدل کا شکار ہو گیا ہے "۔.... جوزف نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے ایک بیگ میں سے رسی کا گچھا نکالا اور جس طرف سے چیخ کی آواز سنائی دی تھی اس طرف بھاگنے لگا۔ اس کی رفتار انتہائی حد تک تیز تھی۔ عمران بھی اس طرف دوڑ پڑا۔

اس کی رفتار جوزف سے بھی زیادہ تیز تھی۔ جولیا اور صفدر بھی ان کے پیچھے بھاگے لیکن سلیمان ان کی طرح برق رفتاری سے نہیں بھاگ سکتا تھا اس لئے وہ وہیں رہ گیا۔

چند لمحوں بعد جوزف اور عمران دلدل کے قریب پہنچ گئے۔ تنویر دلدل میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن دلدل آہستہ آہستہ اسے نگل رہی تھی۔ جوزف نے ایک لمحہ سے بھی کم عرصے میں رسی کا گچھا کھولا اور اس کا ایک سرا تنویر کی طرف پھینکا۔ چونکہ وہ زیادہ دور نہیں تھا اس لئے رسی کا سرا اس کے قریب جا گرا۔ اس نے فوراً ہی رسی کا سرا پکڑ لیا۔

" تنویر صاحب۔ اسے اپنی کمر پر باندھ لیں۔ جلدی کریں "۔.... جوزف نے تنویر سے کہا تو تنویر رسی اپنی کمر سے باندھنے لگا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ رسی کو کمر سے باندھنے میں کامیاب ہو گیا۔ جب تنویر رسی کمر سے باندھ چکا تو جوزف رسی کھینچنے لگا۔ کچھ دیر کی کوشش کے بعد وہ تنویر کو دلدل سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ تنویر کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ دلدل سے باہر آتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ اسی لمحے انہیں سلیمان کی چیخ سنائی دی۔ اس کی چیخ دل ہلا دینے والی تھی۔ ایک کے بعد اس کی دوسری چیخ بھی سنائی دی۔

" صفدر۔ تم تنویر کو اٹھا کر لاؤ میں سلیمان کو دیکھتا ہوں "۔.... عمران نے صفدر سے کہا اور پھر اپنے خیموں کی طرف دوڑ پڑا۔ جوزف

بھی اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔

" جوزف ۔ سلیمان کو کیا ہوا ہے"..... دوڑتے دوڑتے عمران نے جوزف سے پوچھا۔

" معلوم نہیں باس"..... جوزف نے کہا اور پھر وہ جلد ہی اپنے خیموں کے پاس پہنچ گئے ۔ سلیمان پر سرخ مکھیوں نے حملہ کیا ہوا تھا بے شمار مکھیاں اس کے جسم سے چمٹی ہوئی تھیں اور سلیمان چیختا ہوا ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ عمران نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پرفیوم کی ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی ۔ اس نے جلدی سے اس پرفیوم کا سپرے سلیمان پر کر دیا ۔ جیسے ہی سلیمان پر سپرے ہوا سرخ مکھیوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ایک طرف کو اڑ گئیں لیکن سلیمان بہت زخمی ہو چکا تھا ۔ اس کے چہرے اور جسم کے مختلف حصوں سے خون رس رہا تھا اور تکلیف کی شدت سے اس کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔

" باس ۔ میں اس کے لئے مخصوص پتوں کا مرہم بنا کر لاتا ہوں ۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا"..... جوزف نے عمران سے کہا اور پھر ایک طرف چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد جولیا اور صفدر بھی وہاں پہنچ گئے ۔ صفدر نے تنویر کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ۔ قریب پہنچ کر اس نے تنویر کو زمین پر لٹا دیا ۔ سلیمان کی حالت دیکھ کر وہ دونوں بہت پریشان ہو گئے ۔

" سلیمان کو کیا ہو گیا ہے عمران"..... سلیمان کی ناگفتہ بہ حالت

دیکھ کر جولیا نے عمران سے پوچھا۔

" اس پر سرخ مکھیوں نے حملہ کر دیا تھا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سرخ مکھیاں ۔ اب کہاں گئی ہیں وہ سرخ مکھیاں"..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" پیاز کی خوشبو سے یہ گوشت خور مکھیاں دور بھاگ جاتی ہیں ۔ ہمارے بیگز میں چند بوتلیں ایسی ہیں جن میں پیاز کا ایسنس ہے ۔ وہی ایسنس میں نے سلیمان پر سپرے کیا تو وہ سرخ مکھیاں آناً فاناً سلیمان کو چھوڑ کر اڑ گئی ہیں ورنہ یہ انسان کا تمام گوشت کھا کر اور خون پی کر ہی واپس جاتی ہیں"..... عمران نے کہا تو وہ جھرجھری لے کر رہ گئے۔

" اوہ ۔ یہ تو بہت ہی خوفناک مکھیاں ہیں"..... صفدر نے کہا۔

" یہاں کی تو ہر چیز ہی آدم خور ہے ۔ وحشی آدم خور، مکھیاں آدم خور۔ چیونٹیاں آدم خور حتیٰ کہ درخت بھی آدم خور ۔ یہ کیسا جنگل ہے"..... جولیا نے کہا۔

" اب سلیمان کے زخم کیسے ٹھیک ہوں گے"..... صفدر نے پوچھا۔

" جوزف مخصوص پتوں کا مرہم بنانے گیا ہے ۔ بقول اس کے سلیمان کے زخم ٹھیک ہو جائیں گے"..... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد جوزف کسی مخصوص درخت کے سوکھے پتے پیس کر لے آیا

اس نے جیسے ہی پتوں کا سفوف سلیمان کے جسم پر لگایا تو اس کی چیخیں تیز ہو گئیں ۔ کچھ دیر بعد اس کی چیخیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی سلیمان کو سکون محسوس ہونے لگا اور اس کے زخم حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہو گئے ۔ عمران نے شیشی میں موجود ایسنس سب کے کپڑوں پر لگا دیا تاکہ وہ سرخ مکھیوں کے حملے سے محفوظ رہ سکیں ۔

" میرا خیال ہے کوئی جانور شکار کرنے کی بجائے اب بسکٹ سے ناشتہ کر لیا جائے ۔ چائے کے لئے خشک دودھ تو ہمارے پاس ہے ہی ۔ جوزف تم خشک لکڑیاں اکٹھی کر لاؤ "..... عمران نے کہا ۔

" صفدر ۔ تم تنویر کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو "..... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر ، تنویر کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا ۔ ساتھ ساتھ وہ تنویر کو آوازیں بھی دے رہا تھا ۔ کچھ دیر بعد تنویر کو ہوش آ گیا ۔ پہلے تو وہ لاشعوری طور پر انہیں دیکھتا رہا پھر یکدم اسے سب کچھ یاد آ گیا اور وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا ۔

" تنویر ۔ تم پانی کا ایک کین لے لو ۔ پانی کم استعمال کرتے ہوئے نہا لو اور کپڑے بدل لو "..... عمران نے کہا تو تنویر نے چپ چاپ اس کے کہنے پر عمل کیا ۔ وہ کین اٹھا کر اور بیگ سے کپڑے نکال کر ایک طرف چلا گیا ۔ اس دوران جوزف خشک لکڑیاں اکٹھی کر لایا تھا ۔ انہوں نے لکڑیاں جلائیں اور سلیمان چائے بنانے لگا ۔

" تھینک یو جوزف ۔ تم نے مجھے موت کے منہ سے بچا لیا ۔ تنویر نے واپس آ کر جوزف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ۔

" میں نے کچھ نہیں کیا مسٹر غم ۔ سوری مسٹر تنویر ۔ شکریہ ادا کرنا ہے تو گاڈ کا کرو ۔ گاڈ ہی زندگی بچاتا ہے اور گاڈ ہی زندگی دیتا ہے "..... جوزف نے کہا ۔ کچھ دیر بعد ہی سلیمان نے چائے تیار کر لی تو سب نے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا ۔ ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ جوزف یکدم چوکنا ہو گیا ۔ اس نے فضا میں سونگھا تو اس کے چہرے پر جوش کے آثار پیدا ہو گئے ۔

" باس ۔ وہ آ رہے ہیں "..... جوزف نے جوش میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" کون آ رہے ہیں "..... عمران نے اس سے پوچھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے کوئی نظر نہ آیا ۔

" باس ۔ یہ آدم خور وحشی ہیں ۔ یہ ہماری طرف ہی آ رہے ہیں "..... جوزف نے کہا ۔ آدم خور وحشیوں کا سن کر وہ سب ہی پریشان ہو گئے ۔ عمران کے علاوہ باقی سب نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لئے تھے اور محتاط نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے ۔

کرنل زید اور اس کے ساتھی ایک ہیلی کاپٹر میں سوار تھے۔ اس کے ساتھیوں میں ڈاگر کے علاوہ ایگل گروپ کے چاروں نوجوان اور ایک لڑکی مائرہ بھی تھی۔ مائرہ مارشل آرٹ کی بے تاج ملکہ تھی۔ لڑائی بھڑائی میں وہ بہت تیز تھی۔ وہ ڈاگر کی بھتیجی تھی۔ ڈاگر نے اس کی تربیت کی تھی۔ وہ پچھلے ہی دنوں ٹریننگ مکمل کر کے آئی تھی اور آج ہی کرنل زید نے اسے ڈاگر کے کہنے پر سپیشل ایجنسی میں شامل کر لیا تھا اور مائرہ کے بے حد اصرار پر اسے مشن پر لے جایا جا رہا تھا۔ ڈاگر کو افریقہ کی زیر زمین مافیا سے نانیقہ کے بارے میں کچھ اشارے ملے تھے اور انہی اشاروں کی مدد سے انہوں نے نانیقہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔

کرنل زید کو عمران سے اطلاع مل چکی تھی کہ نانیقہ کے ساحل پر خطرناک ریز پھیلی ہوئی ہیں اس لئے اس نے نانیقہ کے جنگلات میں

ہیلی کاپٹر کے ذریعے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ خوش قسمتی سے اسے ایک ایسا پائلٹ مل گیا تھا جس نے اسے بتایا کہ وہ ایک بار پہلے بھی نانیقہ کے ایک چھوٹے سے میدان میں اتر چکا ہے۔ چونکہ نانیقہ کے جنگلات کے بارے میں بہت سی باتیں مشہور تھیں اس لئے اس نے جنگلات میں جانے کی ہمت نہیں کی اور نہ ہی اب اس میں ہمت ہے۔ البتہ وہ اس میدان میں انہیں اتار سکتا ہے۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ اب وہ ہیلی کاپٹر پر سوار جزیرہ نانیقہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"سر۔ میں تو جزیرہ نانیقہ دیکھنے کے لئے بہت جذباتی ہو رہی ہوں"..... مائرہ نے کرنل زید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب جنگلات میں تمہاری ملاقات آدم خوروں سے ہو گی تو پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ اب کیا حال ہے اور اب تمہارے کیا جذبات ہیں"..... ڈاگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انکل۔ آپ کیا سمجھ رہے ہیں۔ کیا میں ڈر جاؤں گی۔ ٹریننگ کے دوران میں نے کٹھن سے کٹھن حالات کا مقابلہ کیا ہے۔ کئی کئی دن بھوک پیاس برداشت کی ہے۔ برف کے بلاکس میں وقت گزارا ہے۔ آگ کی مانند گرم کمروں میں کئی کئی گھنٹے رہی ہوں۔ زخموں سے چور حالت میں کئی کئی کلومیٹر کا فاصلہ اکیلے اور پیدل طے کیا ہے مشکل حالات میں ہوش و حواس کو قابو میں رکھنے کے گر سیکھے ہیں۔ میں عام لڑکی نہیں ہوں کہ آپ ڈرائیں گے تو میں ڈر جاؤں گی"....

[مائ]رہ نے اپنی تربیت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹریننگ میں اور عملی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے"..... ڈاگبر نے کہا۔

" انکل ۔میں ہر قدم پر آپ کو ثابت قدم دکھائی دوں گی"..... مائرہ نے پرعزم لہجے میں کہا جبکہ کرنل زید اور دیگر افراد خاموش بیٹھے ان کی باتیں سن رہ تھے ۔انہوں نے درمیان میں بولنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

" میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اپنے وطن کے لئے بڑے بڑے کام کرو"..... ڈاگبر نے کہا۔

" ڈاگبر ۔میں نے مائرہ میں صلاحیت دیکھی ہے تو اسے ٹیم میں شامل کیا ہے"..... کرنل زید نے کہا۔

" یس سر۔میں جانتا ہوں ۔میں نے یہ باتیں اسے خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں کیں بلکہ آنے والے وقت سے آگاہی کے لئے کی ہیں"..... ڈاگبر نے کہا۔

" سر۔ہم اب نیچے اتر رہے ہیں"..... پائلٹ نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔وہ سب ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے اور انہوں نے اپنا سامان بھی نیچے اتار لیا۔نیچے آکر انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لیا۔یہ زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ تھا۔ باقی چاروں طرف گھنے درخت نظر آرہے تھے۔ان سے چند قدم کے فاصلے پر ایک ندی بہہ رہی تھی۔ندی کے کنارے جنگلی پھول کھلے ہوئے تھے۔

مختلف رنگوں کے یہ پھول انتہائی خوبصورت دکھائی دے رہے تھے۔

" واہ ۔انکل ۔یہ تو خوبصورت پکنک سپاٹ ہے"..... مائرہ نے پھولوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" سر۔میں اب اجازت چاہوں گا"..... ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے کرنل زید سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔پائلٹ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

" یہ ہمیں جزیرہ نانیقہ کے ہی کسی حصے میں چھوڑ گیا ہے یا کسی اور علاقے میں"..... ہیلی کاپٹر کے دور چلے جانے کے بعد ڈاگبر نے کرنل زید سے پوچھا تو کرنل زید نے جواب دینے کی بجائے صرف کندھے اچکا دیئے۔پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نقشہ اور سمت بتانے والا آلہ نکالا اور نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔

" سر۔کیا یہ نقشہ نانیقہ کا ہے"..... مائرہ نے کرنل زید سے نقشے کے بارے میں پوچھا۔

" ہاں ۔نانیقہ کے کچھ حصوں کا مبہم سا نقشہ ہے۔یہ ماہرین کا بنا ہوا بھی نہیں ہے۔اسے میں نے اور ڈاگبر نے بنایا ہے۔ایک ایسے مزدور سے مل کر جس نے ان جنگلات میں عمارت کی تعمیر میں حصہ لیا تھا"..... کرنل زید نے کہا۔

" سر۔جس طرح مزدوروں اور مستریوں کو نانیقہ لے جایا گیا اور پھر جس طرح وہ واپس آئے اور ان کی اکثریت حادثات کا شکار ہو کر ختم ہو گئی تو امید تو نہیں ہے کہ بچ جانے والے ایک دو افراد

درست لوکیشن بتا سکیں"..... مائرہ نے کہا۔

" ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ہم نے اپنی کوشش تو کرنی ہے اور مزدوروں کی اکثریت اسی لئے حادثات کا شکار ہو کر ہلاک ہوئی کہ وہ کسی کو اس عمارت کے متعلق نہ بتا سکیں۔ پھر بھی چند مزدوروں کا قسمت نے ساتھ دیا ہو گا اور وہ زندہ بچ گئے ہوں گے جس طرح ہمیں ایک مزدور مل گیا"..... کرنل زید نے کہا۔

" کرنل صاحب۔ ہمارے یہ ساتھی کیا گونگے ہیں"..... ایگل گروپ کے چاروں نوجوان چونکہ مسلسل خاموش تھے اس لئے ڈابگر نے پوچھا۔

" سر۔ ہم زبان رکھتے ہیں لیکن کرنل صاحب کی موجودگی میں کیسے بولیں"..... ایگل ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر تو آپ کو سر کی موجودگی میں کھانا پینا بھی نہیں چاہئے"..... مائرہ نے ایگل ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مس۔ آپ کی اس بات کا اب میں کیا جواب دوں"..... ایگل ون نے کہا۔

" ہمیں ندی کے اس پار جانا ہے"..... کرنل زید نے ندی کی دوسری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان سب کے پاس درمیانے سائز کا ایک ایک بیگ تھا۔ دو بڑے بیگ تھے۔ اپنے بیگ وہ کمر پر لٹکا لیتے تھے جبکہ بڑے بیگ ایگل گروپ کے چاروں نوجوان اٹھا کر چلتے تھے۔ دو تھیلے مزید بھی تھے۔ ایک تھیلا کرنل زید اٹھاتا تھا جبکہ

دوسرا ڈابگر۔ مائرہ کے لئے صرف اس کا بیگ تھا۔

کرنل زید کی بات سن کر انہوں نے سامان اٹھایا اور ندی کے کنارے پہنچ گئے۔ ندی کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں تھا اور پانی کی رفتار بھی بہت آہستہ تھی۔ سب سے پہلے کرنل زید نے ندی میں پاؤں رکھے پھر ڈابگر نے۔ ڈابگر کے بعد مائرہ نے ندی میں پاؤں رکھے اور اس کے بعد ایگل گروپ کے نوجوان بھی ندی میں داخل ہو گئے۔ ابھی وہ دوسرے کنارے تک نہیں پہنچے تھے کہ انہیں ایک چیخ سنائی دی۔ یہ چیخ ایگل فور کی تھی۔ آگے جانے والوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایگل فور ندی میں غوطے کھا رہا تھا۔ ندی کے شفاف پانی میں ایک مگرمچھ دکھائی دے رہا تھا۔ ایگل فور کی ایک ٹانگ مگرمچھ کے منہ میں تھی۔ مگرمچھ کافی جسیم اور خوفناک دکھائی دے رہا تھا۔ پھر ایک لمحے سے بھی کم وقت میں مائرہ نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور یکے بعد دیگرے مگرمچھ پر فائر کرنے لگی۔

ڈابگر اور کرنل زید نے بھی اپنے اپنے ریوالور نکال کر مگرمچھ پر فائرنگ شروع کر دی۔ ندی کا پانی مگرمچھ کے خون سے سرخ ہونے لگا۔ مگرمچھ نے ایگل فور کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کے منہ سے اذیت ناک چیخیں نکل رہی تھیں۔ ڈابگر نے فوراً ایگل فور کو اٹھایا اور ندی کے دوسرے کنارے پر لٹا دیا۔ کرنل زید اور مائرہ نے مگرمچھ پر مزید فائر کئے۔ ان دونوں کے ریوالور میں گولیاں ختم ہوئیں تو وہ بھی دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ ایگل ون، ٹو اور تھری بھی کنارے تک

پہنچ گئے تھے ۔ ندی کے پانی میں کافی ہلچل تھی ۔ مگرمچھ تڑپ رہا تھا اور ندی کا پانی سرخ ہو رہا تھا۔

کرنل زید نے ایگل فور کی ٹانگ کا معائنہ کیا ۔ اس کی ٹانگ کافی زخمی ہو چکی تھی اور اس میں سے خون بہہ رہا تھا ۔ کرنل زید نے بڑے بیگ میں سے میڈیکل باکس نکالا اور ایگل فور کی بینڈیج کرنے لگا ۔ زخم صاف کر کے اس پر دوائی لگائی گئی اور پھر ڈریسنگ کر کے اس نے تین انجکشن بھی ایگل فور کو لگا دیئے۔

" ہم کچھ دیر یہاں آرام کریں گے اور پھر آگے چلیں گے "…. کرنل زید نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو "…. تقریباً آدھے گھنٹے بعد کرنل زید نے ایگل فور سے پوچھا۔

" سر ۔ اب میں بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ اب میں چل سکتا ہوں "…. ایگل فور نے کہا تو کرنل زید نے اسے مزید دو انجکشن اور لگا دیئے اور پھر انہیں چلنے کے لئے کہا ۔ وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ندی کا پانی بھی شفاف ہو گیا تھا ۔ مگرمچھ مردہ حالت میں ندی میں پڑا ہوا تھا ۔ وہ آگے بڑھنے لگے ۔ چند میٹر چلنے کے بعد درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر درخت گھنے ہونے لگے ۔ ایگل فور کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کیونکہ ایگل فور کو چلنے میں کچھ دقت ہو رہی تھی۔

" تمام افراد اپنے ریوالور ہر وقت لوڈ رکھیں "…. کرنل زید نے

انہیں ہدایت کرتے ہوئے کہا ۔ مائرہ کا ریوالور خالی ہو گیا تھا اس لئے اس نے اسے دوبارہ لوڈ کر لیا جبکہ کرنل زید کا اپنا ریوالور بھی خالی ہو گیا تھا ۔ اس نے خود بھی اپنا ریوالور لوڈ کر لیا ۔ بڑا بیگ اب ڈابگر نے اٹھایا ہوا تھا۔

درختوں کے نیچے گھنی جھاڑیاں تھیں ۔ وہ جھاڑیوں میں راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے ۔ ایگل فور پھر ایک دو قدم ان سے پیچھے ہو گیا تھا ۔ ان سب سے آگے کرنل زید تھا ۔ اس کے ساتھ مائرہ تھی ۔ پھر ایگل ون اور ٹو اپنے اپنے بیگ کے علاوہ بڑا بیگ بھی اٹھائے ہوئے تھے ۔ پھر ڈابگر اور ایگل تھری تھے اور ان سے ایک دو قدم پیچھے ایگل فور تھا ۔ کرنل زید نے اپنے بیگ کے ساتھ ایگل فور کا بیگ بھی اٹھا لیا تھا ۔ مائرہ چلتے ہوئے ہر دو تین منٹ کے بعد گردن گھما کر ایگل فور کو دیکھ لیتی تھی ۔ ابھی وہ کچھ دیر ہی چلے تھے کہ ایک بار پھر ایگل فور کی دردناک چیخ بلند ہوئی ۔ ان سب نے پلٹ کر بیک وقت اس کی طرف دیکھا ۔ وہ سب ہی دہشت سے اچھل پڑے تھے ۔ ان کی آنکھوں میں خوف نظر آنے لگا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے درختوں پر پوزیشنیں سنبھال لی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں وحشی ان کے قریب پہنچ گئے۔ وہ کل چھ افراد تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ ان درختوں کے قریب آکر رک گئے جن پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وحشیوں نے تیر کمان اٹھائے ہوئے تھے اور انہوں نے جانوروں کی کھالوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپا ہوا تھا۔

"باس۔ میں ان سے بات کرتا ہوں"..... جوزف نے عمران سے کہا اور پھر وہ چھلانگ لگا کر درخت سے کودا اور اس نے چیخ کر وحشیوں سے کچھ کہا۔ وحشیوں نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر ایک وحشی نے اس سے کوئی بات کی۔ جوزف نے اس کی بات کا جواب دیا۔ عمران کو اس وحشی اور جوزف کی بات سمجھ میں آ گئی تھی۔ جوزف افریقہ کی کئی زبانیں جانتا تھا۔ وہ وحشی انہی زبانوں میں سے ایک بول رہے تھے۔

"ہم پر وار نہ کرنا۔ میں تم لوگوں میں سے ہی ہوں"..... جوزف

نے کہا تو وحشی نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"ہاں۔ تم ہم میں سے ہو۔ لیکن یہ لباس اور یہ انداز۔ یہ تو ہمارا نہیں ہے"..... ایک وحشی نے کہا۔ عمران بھی چھلانگ لگا کر درخت سے نیچے آ گیا تھا۔

"آہا۔ گورا آدمی"..... جوزف سے بات کرنے والے وحشی نے عمران کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا احترام کرو۔ یہ زیورخ دیوتا کا اوتار ہے"..... جوزف نے اس وحشی کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"زیورخ دیوتا کا اوتار"..... اس وحشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اگر تم نے کوئی گستاخی کی تو دیوتا کا قہر تم پر نازل ہو جائے گا"..... جوزف نے کہا۔

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ گورا زیورخ دیوتا کا اوتار ہے"..... وحشی نے جوزف سے پوچھا۔

"اس کا ثبوت میں ہوں۔ میں طاقت کا دیوتا جوزف۔ افریقہ کے تمام جنگلوں کا شہزادہ جوزف۔ اس کا غلام"..... جوزف نے اس وحشی سے کہا تو اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نمودار ہو گئے۔

"تم اس کے غلام ہو"..... اس وحشی نے حیرت بھرے لہجے میں جوزف سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میں اس کا غلام ہوں۔ افریقہ

کے جنگلوں کا شہزادہ جس کا غلام ہو وہ دیوتا کا اوتار ہی ہو سکتا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو تم سب بیک وقت میرا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں یعنی جوزف طاقت کا دیوتا ہوں اور میں اس کا غلام ہوں تو یہ یقیناً بڑے دیوتا کا اوتار ہے"..... جوزف نے وحشی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا۔

" تم ہم سب کا اکیلے مقابلہ کرو گے"..... اس وحشی نے جوزف سے پوچھا۔ اس کا لہجہ مزید حیرت زدہ ہو گیا تھا۔

" تمہارا سارا قبیلہ بھی آجائے تو جوزف دی گریٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتا"..... جوزف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ہم سب ایک ساتھ تمہارا مقابلہ کریں گے۔ اگر تم نے ہمیں شکست دے دی تو ہم مان لیں گے کہ یہ گورا دیوتا کا اوتار ہے ورنہ ہم اس کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیں گے اور انہیں بھی جو اس وقت درختوں پر چھپے بیٹھے ہیں"..... وحشی نے کہا۔

" سب نیچے آجاؤ"..... وحشی کی بات سن کر عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ نیچے آگئے۔ وحشیوں نے ان سب کو غور سے دیکھا۔ جولیا کو دیکھ کر تو ان کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں۔

" کیا ہونے لگا ہے عمران صاحب"..... صفدر نے عمران سے پوچھا جوزف اور وحشی کے درمیان ہونے والی گفتگو انہیں سمجھ نہیں آئی تھی۔ اکیلے جوزف کا ان سب کے ساتھ مقابلے کا سن کر وہ سب

پریشان ہو گئے۔

" اس بکھیڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ ریوالور کی صرف چھ گولیاں ان کے لئے کافی ہیں"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جوزف کو اپنے جوہر دکھانے دو۔ ضرورت پڑی تو ریوالور بھی استعمال کر لیں گے"..... عمران نے کہا۔

" مجھ سے مقابلہ تم ہتھیاروں سے کرو گے یا خالی ہاتھ"..... جوزف نے ان وحشیوں سے پوچھا۔ تمام وحشی اب گھوڑوں سے نیچے اتر آئے تھے۔ ہر گھوڑے کے پیٹ کے ساتھ ڈھال بندھی ہوئی تھی اور اس ڈھال کے ساتھ تلواریں بھی نظر آرہی تھیں۔

" ہم بزدل اور کمزور نہیں ہیں کہ نہتے آدمی کے ساتھ ہتھیار کے ساتھ لڑیں۔ ہاں تمہارے ساتھیوں کے پاس آتشیں اسلحہ ہے۔ وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں"..... پہلے وحشی نے کہا۔

" جب تک ہمارے مقابلے کا فیصلہ نہیں ہو جائے گا یہ مداخلت نہیں کریں گے"..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس۔ میری درخواست ہے کہ مقابلے کے دوران کوئی بھی مداخلت نہ کرے چاہے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں"..... جوزف نے عمران سے التجا کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم سب نے جوزف کی بات سن لی ہے۔ اس مقابلے میں کوئی بھی مداخلت نہیں کرے گا"..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو ۔ ایک منٹ میں ان کا صفایا ہو سکتا ہے"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا مگر جوزف اس دوران اپنے ساتھیوں سے چند قدم دور ہو گیا ۔ ان وحشیوں نے اپنی کمانیں اور تیر بھی ایک طرف رکھ دیئے ۔ پھر وہ جوزف کی طرف بڑھنے لگے ۔ جوزف غور سے انہیں دیکھ رہا تھا ۔ چند قدم چل کر وحشی رک گئے اور پھر انہوں نے جوزف کے گرد گھیرا ڈال لیا اور یکدم چیختے ہوئے جوزف کی طرف دوڑے ۔

جیسے ہی وحشی جوزف کے قریب پہنچے تو وہ یکدم زمین پر گر گیا ۔ چھ کے چھ وحشی آپس میں ٹکرا گئے ۔ اسی لمحے جوزف کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آئیں اور پلک جھپکتے ہی چھ کے چھ وحشیوں کے منہ پر پڑیں اور وہ الٹ گئے ۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا ۔ وحشی ابھی اٹھ ہی رہے تھے کہ جوزف کا ایک ایک مکا ان کی گردنوں پر پڑتا گیا اور وہ ایک مرتبہ پھر زمین بوس ہو گئے ۔ اس کے بعد چھ کے چھ وحشیوں نے مختلف سمتوں میں کروٹیں بدلیں اور وہ جوزف سے دور ہوتے چلے گئے ۔

جوزف اپنی جگہ جم کر کھڑا ہو گیا تھا جبکہ وحشی جوزف سے دور جا کر کھڑے ہو گئے تھے اور کینہ توز نظروں سے اسے دیکھنے لگے ۔ چند لمحوں تک جوزف کو گھورنے کے بعد وہ قدم بقدم اس کی طرف بڑھنے لگے ۔ اب وہ بہت احتیاط کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ وحشی جوزف کے قریب پہنچ کر رک گئے ۔ وہ تین اطراف سے جوزف

کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ پھر یکدم جوزف اچھلا اور اس نے اچھل کر دو وحشیوں کے سینوں پر ٹانگیں مارنا چاہیں لیکن وہ دونوں ہی زمین پر بیٹھ گئے ۔ جوزف ابھی فضا میں ہی تھا کہ دائیں طرف کھڑے دو وحشیوں نے اس پر چھلانگیں لگائی اور اسے ساتھ لئے زمین پر آ گرے ۔

زمین پر بیٹھنے والے دونوں وحشی اتنی دیر میں سنبھل چکے تھے ۔ جوزف ابھی مکمل طور پر زمین پر گرا بھی نہیں تھا کہ ان وحشیوں نے جوزف پر ٹانگیں چلا دیں ۔ ایک کی ٹانگیں جوزف کے سینے پر اور دوسرے کی اس کے منہ پر لگیں اور جوزف کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا ۔ عمران کے سامنے لڑائی میں کوئی اس پر سبقت لے جائے یہ اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا ۔ پھر اپنے خون کے ذائقے نے تو اسے وحشی بنا دیا تھا اور اس کی آنکھیں یکدم سرخ ہو گئی تھیں ۔

وحشی ایک مرتبہ پھر اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو چکے تھے ۔ اس نے ایک الٹی قلابازی کھائی اور اسی قلابازی کے دوران ہی اس نے ایک وحشی کی ٹانگ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی ۔ پھر وہ برق رفتاری سے سیدھا ہوا اور اس وحشی کو رسی کی طرح گھما دیا ۔ تین وحشی اس کی لپیٹ میں آئے اور اس سے ٹکرا کر دور جا گرے ۔ جوزف نے جس وحشی کو اٹھایا ہوا تھا اسے تیزی سے گھمایا اور پوری قوت کے ساتھ ایک درخت کی طرف اچھال دیا ۔ اڑتے ہوئے اس

وحشی کی چیخ بلند ہوئی اور درخت سے ٹکرانے کے بعد تو اسے چیخنے کا موقع بھی نہ ملا۔ اس کا سر بری طرح سے درخت سے ٹکرایا تھا اور اس کا بھیجا نکل آیا تھا۔

ایک لمحے کے لئے وحشی اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہی لمحہ اس کے لئے قیامت خیز ثابت ہوا۔ ایک وحشی کی گردن پر جوزف کا مکا لگا تو اس وحشی کی گردن ہی ٹوٹ گئی۔ اس کی چیخ بھی بہت کربناک تھی۔ چھ میں سے دو وحشی ہلاک ہو چکے تھے اور اب جوزف چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ایک اور وحشی کی گردن پر جوزف کی لات لگی اور یہ جوزف کا ایک ایسا وار تھا جس سے کوئی نہیں بچ سکتا تھا۔ وہ وحشی بھی اس وار سے نہ بچ سکا اور اس کی گردن کی ہڈی کڑک کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی اور وحشی زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ پھر کچھ ہی دیر میں ایک اور وحشی بھی جوزف کے ہاتھوں مارا گیا۔ جیسے ہی وہ وحشی مارا گیا بچنے والے دونوں وحشیوں نے جوزف کے سامنے ہاتھ باندھ دیئے۔ وہ اپنی شکست تسلیم کر چکے تھے اب اخلاقاً جوزف انہیں مار نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے بھی ہاتھ روک لئے۔

"کیا تم اپنی شکست تسلیم کرتے ہو"..... عمران نے ان دونوں وحشیوں سے پوچھا۔

"ہاں۔ تم دیوتا کے اوتار ہو۔ ہمارے لئے مقدس ہو"..... دونوں وحشیوں نے عمران سے کہا اور انہوں نے عمران کے سامنے سر

جھکا دیئے۔

"تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو"..... جوزف نے ان دونوں وحشیوں سے پوچھا۔

"ہمارے قبیلے کا نام زاگا ہے جو یہاں سے بہت دور ہے"..... ایک وحشی نے جوزف کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"..... عمران نے اس وحشی سے پوچھا۔

"میرا نام پاماگا ہے اور اس کا نام سالگا ہے"..... اس وحشی نے پہلے اپنا اور پھر اپنے ساتھی کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"پاماگا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اس جنگل میں کہیں پکی عمارت دیکھی ہے"..... عمران نے پاماگا سے پوچھا۔

"پکی عمارت۔ یہ کیا ہوتی ہے"..... پاماگا نے عمران سے پوچھا کیونکہ عمارت کا نام ہی اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار سنا تھا۔

"تم لوگ گھاس پھونس اور لکڑی کی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بناتے ہو جس میں تم اور تمہارے بیوی بچے رہتے ہیں۔ یہ تمہارا گھر ہوتا ہے۔ اسی طرح جدید دنیا میں شہری لوگ گھر بناتے ہیں۔ وہ بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ پتھروں سے بنے ہوئے انہیں عمارت کہتے ہیں۔ کیا تم نے ایسا کوئی گھر دیکھا ہے"..... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات اسے سمجھ میں آ گئی تھی۔ خاص طور پر گھر کا حوالہ وہ سمجھ گیا تھا۔

"نہیں دیوتا۔ ایسی کوئی عمارت ارد گرد کہیں نہیں ہے"....

پاماگا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کہیں قریب تم نے جدید دنیا کے لوگ آتے جاتے دیکھے ہیں"..... عمران نے اس سے دوسرا سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

" جدید دنیا سے کبھی کبھی کوئی آ ہی جاتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی قبیلے کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ قبیلے والے اسے دیوتا کے سامنے بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ دیوتا بھی خوش ہوتا ہے اور قبائلی بھی اس کا گوشت کھا کر خوش ہوتے ہیں"..... پاماگا نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس سے مزید سوال کرنا بے کار تھا کیونکہ وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ اب تم واپس اپنے قبیلے میں جا سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے ہمارے خلاف کوئی حرکت کی تو تمہارا سارا قبیلہ ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں تمہارے قبیلے پر چاچاڑ روحیں چھوڑ دوں گا جو تم سب کا خون پی جائیں گی"..... عمران نے پاماگا سے کہا تو وہ یکدم کانپنے لگا۔ چاچاڑ روحوں کا سن کر ساگا بھی کپکپانے لگا تھا۔

" اوہ دیوتا۔ تمہارے پاس چاچاڑ روحیں ہیں۔ ہمیں معاف کر دو ہم نے تمہارا راستہ روک کر بہت بڑا جرم کیا ہے"..... پاماگا نے کپکپاتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سامنے جھک گیا۔ ساگا نے بھی اس کی تقلید کی۔

" اٹھو۔ جلدی سے اٹھو"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران کو غصے کی حالت میں دیکھ کر ان پر لرزہ

طاری ہو گیا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی زمین پر گر کر بے ہوش ہو جائیں گے۔

" آئندہ کسی کے سامنے جھکنا نہیں۔ ذہن میں یہ خیال رکھو کہ اس کائنات کو بنانے والا ایک ہے۔ بس اس کا تصور کر کے جھکا کرو"..... عمران نے ان سے کہا۔ انہیں عمران کی بات سمجھ تو نہ آئی لیکن انہوں نے اقرار میں سر ہلا دیا۔

" اب تم بھاگ جاؤ۔ تمہارے گھوڑے ہمارے کام آئیں گے"..... عمران نے ان سے کہا تو وہ واقعی بھاگ گئے۔

" چلو بھئی۔ اپنا سامان ان گھوڑوں پر رکھ لو۔ اب ہم ان گھوڑوں پر سفر کریں گے"..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

" صاحب۔ یہاں مگوشا کی روح بھی تو بھٹکتی پھر رہی ہے کہیں وہ جوزف کے سر پر سوار نہ ہو جائے"..... سلیمان نے بظاہر عمران کے کان میں سرگوشی کی لیکن اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ جوزف نے سن لیا تھا۔

" اوہ مائی گاڈ۔ ہولی فادر ہیلپ می"..... سلیمان کی بات سن کر جوزف نے کانپنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے سینے پر کراس کا نشان بنایا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا جبکہ سلیمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

" ابے او شب دیجور کے بچے۔ اپنی اس کپکپاہٹ پر قابو پا۔ جب تک میں مگوشا کی روح کو اجازت نہ دوں وہ تیرے سر پر نہیں بیٹھ

سکتی"..... عمران نے کہا تو اس کی کپکپی یکدم کافور ہو گئی۔

"اوہ باس۔ تم گریٹ ہو۔ اسی لئے تو جوزف افریقہ کے جنگلوں کا شہزادہ اور طاقت کا دیوتا تمہارا غلام ہے"..... جوزف نے نہایت ہی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران۔ تم ان جنگلیوں کی زبان کیسے جانتے ہو۔ تم تو ان سے ایسے باتیں کر رہے تھے جیسے یہ تمہاری مادری زبان ہو"..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس اسی لئے تو گریٹ ہے کہ باس کے پاس ہر مسئلے کا حل پہلے سے موجود ہوتا ہے"..... جوزف نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا کو سمجھا رہا ہو۔ اس دوران ان کا سامان گھوڑوں پر رکھا جا چکا تھا۔ وہ خود بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ عمران کا گھوڑا آگے تھا۔ اس کے ساتھ جولیا کا گھوڑا تھا۔ باقی افراد بھی ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے گھوڑے قدم بقدم آگے بڑھ رہے تھے۔ عمران نے گھوڑوں کو دوڑانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"عمران۔ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"..... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"جوزف افریقہ کے جنگلی قبائل کی بہت سی زبانیں جانتا ہے اور جو، جو زبانیں وہ جانتا ہے وہ میں نے اس سے سیکھ لی تھیں"..... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ویسے بھی وہ جانتی تھی کہ عمران سے اسی بات کی توقع کی جا سکتی ہے۔ عمران کی صلاحیتوں

کے وہ سب ہی معترف تھے۔ ایکسٹو بھی بلاوجہ عمران کو ان کا لیڈر نہیں بناتا تھا حالانکہ عمران سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر نہیں تھا۔ اس کے باوجود ہر مہم پر ایکسٹو اسے ان کا لیڈر بنا کر بھیجتا تھا تو یہ اس کی صلاحیتوں کا اعتراف تھا۔ جولیا نے عمران کے بارے میں سوچا اور اس کے دل کے کسی گوشے میں ایک ہوک سی اٹھی۔ اس نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا۔

"عمران۔ تم کتنے سنگدل ہو"..... جولیا نے دل ہی دل میں کہا۔ تنویر جولیا کے قریب تھا اور جولیا کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔ جس لمحے جولیا نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا تھا تو وہ جولیا کی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔

"جولیا۔ تم ایک پتھر سے اپنا سر ٹکرا رہی ہو۔ کاش تم عمران سے ہٹ کر بھی سوچو"..... تنویر نے بھی اپنے دل میں کہا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایک قدم پیچھے کر لیا۔ اس لمحے وہ بہت اداس ہو گیا تھا۔ ان کا سفر نہایت ہی خاموشی سے جاری تھا۔ سب سے آگے عمران اور جولیا تھے جبکہ سب سے آخر میں صفدر کا گھوڑا تھا۔ عمران بھی اپنی عادت کے برعکس اس وقت خاموش تھا۔ انہوں نے نجانے کتنا سفر کیا تھا کہ اچانک صفدر کی چیخ بلند ہوئی۔ ان سب نے بے اختیار گھوڑے کی لگامیں کھینچیں۔ گھوڑے پہلے ہی قدم بقدم چل رہے تھے لگامیں کھینچنے پر وہ رک گئے۔ ان سب نے صفدر کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں دہشت سے پھیلنے لگیں۔

روسیاہ کی خفیہ ایجنسی کے ٹائیگرز گروپ کے چار افراد جن میں تین مرد اور ایک عورت شامل تھی ایک گائیڈ کے ہمراہ اس وقت نانیقہ کے جنگل میں تھے ۔ ٹائیگرز گروپ کے ممبران کو ٹائیگر کہا جاتا تھا ۔ البتہ ہر ممبر کا کوڈ نام کلر پر رکھا گیا تھا ۔ ان تین مردوں کے نام ریڈ ٹائیگر، بلیک ٹائیگر اور براؤن ٹائیگر تھے جبکہ عورت کا کوڈ نام وائٹ ٹائیگر تھا ۔ یہ لوگ اپنے سائنس دان ڈاکٹر منجوف کی تلاش میں آئے تھے ۔ انہیں بھی اطلاعات مل چکی تھیں کہ ان کے سائنس دان کو بین الاقوامی مجرموں سنگ ہی اور تھریسیا نے اغوا کیا ہے اور جزیرہ نانیقہ میں وہ ان سے سائنسی کام کروانا چاہتے ہیں ۔

انگولا میں انہیں بڑی کوشش کے بعد ایک گائیڈ مل گیا تھا جس نے انہیں بتایا تھا کہ اس نے نانیقہ کے بہت سے حصے دیکھے ہوئے ہیں ۔ بھاری معاوضہ دے کر انہوں نے اس گائیڈ کو ہائر کیا تھا ۔

ساحل پر خطرناک ریز کی انہیں بھی اطلاع تھی لہذا انہوں نے بھی ہیلی کاپٹر کے ذریعے نانیقہ جزیرہ پر اترنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ انہیں جزیرہ نانیقہ کے ایک بڑے سے میدان میں اتار کر واپس چلا گیا تھا ۔ ان کے گائیڈ نے اپنی جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے دیکھنے لگا ۔

" ہم نے ان جنگلات میں ایک بہت بڑی بلڈنگ تلاش کرنی ہے کیا تم اس بلڈنگ کے بارے میں جانتے ہو"…. ریڈ ٹائیگر نے اپنے گائیڈ سے پوچھا ۔ ریڈ ٹائیگر اس گروپ کا انچارج بھی تھا ۔

" نو سر ۔ میں نے خود یہ بلڈنگ نہیں دیکھی لیکن اس بلڈنگ کا نقشہ میرے پاس موجود ہے ۔ یہ دیکھیں"…. گائیڈ نے کہا اور پھر اس نے ایک نقشہ انہیں دکھایا ۔ نقشہ جنگلات سے پر تھا اور ایک جگہ ایک عمارت کا نشان دیا گیا تھا ۔ وہ چاروں ہی نقشہ غور سے دیکھنے لگے ۔

" اس نقشے کی مدد سے تو تم ہمیں اس عمارت تک پہنچا سکتے ہو"…. وائٹ ٹائیگر نے کہا ۔

" جی ہاں ۔ میں آپ کو اس عمارت تک باآسانی پہنچا دوں گا"…. گائیڈ نے کہا ۔

" یہ بات تم نے ہمیں شہر میں کیوں نہیں بتائی"…. بلیک ٹائیگر نے پوچھا ۔

" اگر میں آپ کو یہ بتا دیتا کہ یہ میرے لئے بہت آسان کام ہے تو

کیا آپ مجھے اتنا معاوضہ دیتے "۔۔۔۔ گائیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ انہیں گائیڈ کی چالاکی پر غصہ تو بہت آیا لیکن وہ اس غصے کا اظہار نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگر گائیڈ ناراض ہو جاتا وہ اس نقشے کے باوجود بھی عمارت تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ ریڈ ٹائیگر نے دل میں ارادہ کر لیا کہ جیسے ہی وہ عمارت کے قریب پہنچیں گے اس گائیڈ کو اس کی چالاکی کی سزا دیں گے اور اس کے نزدیک کم از کم سزا موت تھی۔

" معاوضہ تو ہم نے تمہیں منہ مانگا ہی دینا تھا۔ ہم بہت سخی ہیں "۔۔۔۔ ریڈ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر انہوں نے اپنا اپنا سامان اٹھایا اور چلنے لگے۔ جلد ہی وہ میدان عبور کر کے جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل شروع میں کم گھنا تھا اور پھر آہستہ آہستہ زیادہ گھنا ہوتا گیا۔

" آپ لوگ اپنا اسلحہ ہاتھوں مین پکڑ لیں اور ہر وقت چوکنے رہیں کسی بھی وقت کوئی خطرناک جنگلی جانور سامنے آسکتا ہے "۔۔۔۔ گائیڈ نے ان سے کہا تو انہوں نے ریوالور نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے۔

" سر۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ان جنگلوں میں گوشت خور سرخ مکھیوں کی بھی کثرت ہے۔ جو دوائی میں نے آپ کو بتائی تھی وہ آپ اپنے کپڑوں پر لگا لیں تاکہ ان مکھیوں کا خطرہ نہ رہے "۔۔۔۔ گائیڈ نے ریڈ ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ریڈ ٹائیگر نے ایک سپرے کی بوتل نکال کر خود پر اور اپنے ساتھیوں پر سپرے کر دیا۔

" سر۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ ان سرخ مکھیوں سے میری رشتے داری ہے "۔۔۔۔ گائیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ ٹائیگر اس کی بات سمجھ گیا اور اس نے گائیڈ کے کپڑوں پر بھی سپرے کر دیا اور پھر بوتل واپس جیب میں رکھ لی۔

" سر۔ کیا خیال ہے۔ اگر کوئی شیر ہمارے سامنے آجائے تو "۔۔۔۔ گائیڈ نے چلتے چلتے ریڈ ٹائیگر سے کہا۔

" شیر کا گوشت بھی بہت لذیذ ہوتا ہے "۔۔۔۔ ریڈ ٹائیگر کی بجائے براؤن ٹائیگر نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ بھی ایک دوسرے کو ٹائیگر کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے آپ کا گوشت بھی بہت لذیذ ہوگا "۔۔۔۔ گائیڈ نے کہا۔

" ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم نے بہت اچھی بات کی ہے۔ ویسے ہم نے سنا ہے کہ انسان کا گوشت واقعی لذیذ ہوتا ہے "۔۔۔۔ اس مرتبہ بلیک ٹائیگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" سر۔ ان جنگلات میں آدم خور جنگلیوں سے ملاقات کے اک سو دس فیصد چانس ہیں۔ جب ان سے ملاقات ہو گی تو پھر ان سے پوچھیں گے کہ انسانی گوشت کتنا لذیذ ہوتا ہے۔ ویسے کیا آپ نے کبھی انسانی گوشت نہیں کھایا "۔۔۔۔ گائیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا ہم تمہیں آدم خور دکھائی دیتے ہیں "۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک انسان جب دوسرے انسان کو قتل کرتا ہے تو گویا وہ

قتل کرنے والے کو کھا گیا۔ یہ بھی ایک قسم کی آدم خوری ہوئی نا"..... گائیڈ نے ان پر اپنی عقل مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا مگر کسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی اور وہ چپ چاپ آگے بڑھتے رہے مگر اس خاموشی کو گائیڈ ہی نے توڑا۔

" سر۔ شیر تو سامنے آکر حملہ کرتا ہے لیکن چیتا انتہائی چالاک درندہ ہے۔ وہ اپنے شکار کو دیکھ لے تو فوراً حملہ نہیں کرتا بلکہ وہ چھپ کر اپنے شکار کے ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے اور پھر جیسے ہی اسے موقع ملتا ہے وہ اپنے شکار پر حملہ کر دیتا ہے"..... گائیڈ نے انہیں شیر اور چیتے کی فطرت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

" مسٹر گائیڈ۔ تم بولتے بہت ہو جبکہ ہم لوگ زیادہ تر خاموش رہنا پسند کرتے ہیں"..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

" سوری مس۔ میں کوشش کروں گا کہ کم بولوں۔ ویسے میرا نام مسٹر گائیڈ نہیں نیتو ہے"..... گائیڈ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور ایک مرتبہ پھر وہ سب خاموشی سے چلنے لگے۔ کافی دیر تک چلنے کے بعد انہیں اچانک رکنا پڑا کیونکہ ان کے راستے میں ایک اژدھا آگیا تھا اژدھا کئی فٹ لمبا اور انتہائی موٹا تھا۔ ان چاروں کے ریوالور نے یکدم شعلے اگلے اور زور دار دھماکوں کی آوازیں سن کر درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے شور مچاتے ہوئے اڑ گئے۔ کئی گولیاں اژدھا کے سر میں لگی تھیں اور وہ تڑپنے لگا۔ کچھ دیر تک تڑپنے کے بعد اژدھا ساکت ہو گیا۔

" اف۔ کتنا بڑا اژدھا ہے۔ میں نے اتنا بڑا اژدھا اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے"..... وائٹ ٹائیگر نے کہا۔

" مس۔ ان جنگلات کے یہ معمولی تحفے ہیں۔ اب ایک اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے"..... گائیڈ نیتو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" وہ کیا"..... ریڈ ٹائیگر نے اس سے پوچھا جبکہ باقی افراد اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک آدم خور قبیلہ ہے۔ میں ان سے بچ کر گزرنا چاہتا تھا لیکن اب فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ ادھر ضرور آئیں گے۔ اگر انہوں نے ہمیں پکڑ لیا تو وہ ہمیں اپنے دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیں گے"..... نیتو نے کہا۔

" اس قبیلے کی آبادی کتنی ہو گی"..... ریڈ ٹائیگر نے نیتو سے پوچھا۔

" پانچ سو یا ہزار تو ہو گی۔ میری معلومات کے مطابق اس سے کم آبادی کا یہاں کوئی قبیلہ نہیں ہے"..... گائیڈ نیتو نے کہا۔

" اگر پچاس ہزار لوگ بھی ہوں تو ہم انہیں منٹوں میں اڑا دیں گے۔ ہمارے پاس ایسے خطرناک ہتھیار موجود ہیں۔ تم فکر نہ کرو اور آگے بڑھو"..... ریڈ ٹائیگر نے سفاکانہ لہجے میں کہا تو نیتو آگے بڑھنے لگا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ کافی دیر تک چلنے کے بعد وائٹ ٹائیگر رک گئی۔ ریڈ ٹائیگر نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

" مجھے تو بھوک لگی ہے۔ کچھ کھا پی لیں پھر آگے چلیں گے".....

وائٹ ٹائیگر نے ریڈ ٹائیگر سے کہا۔

" ہاں باس ۔ بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے"..... براؤن ٹائیگر نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" سچی بات تو یہ ہے کہ بھوک سے میرا بھی برا حال ہے لیکن میں بولا اس لئے نہیں کہ میرے بولنے پر مس ناراض ہوتی ہیں"..... گائیڈ نیتو نے بھی اپنے بھوکے ہونے کا اعلان کیا تو وائٹ ٹائیگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

" کام کی بات ہو تو بولنا چاہیئے ۔ فضول بولنا ہم سب کو پسند نہیں"..... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

" اگر سب کو بھوک محسوس ہو رہی ہے تو ادھر بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ کھا پی لیتے ہیں"..... ریڈ ٹائیگر نے کہا۔

" صاحب ۔ میں خشک لکڑیاں اکٹھی کرتا ہوں ۔ آگ جلا کر چائے بھی بناتے ہیں"..... گائیڈ نیتو نے ریڈ ٹائیگر سے کہا۔

" بلیک ۔ اس مرتبہ تو اس نے کام کی بات کی ہے"..... براؤن ٹائیگر نے بلیک ٹائیگر سے کہا۔

" ہاں بھئی ۔ تم لکڑیاں اکٹھی کر لو"..... ریڈ ٹائیگر نے کہا تو اس نے چند ہی لمحوں میں خشک لکڑیاں اکٹھی کر لیں۔

" پہلے کچھ کھا پی لیں پھر چائے بناتے ہیں"..... ریڈ ٹائیگر نے کہا۔

اس دوران وہ ایک کپڑا بچھا کر زمین پر بیٹھ چکے تھے۔

" صاحب ۔ آپ چائے کی فکر نہ کریں ۔ چائے میں بنا لوں گا".....

گائیڈ نیتو نے کہا اور پھر انہوں نے کھانے کا خشک سامان نکالا اور کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے ۔ کھانے سے فارغ ہو کر گائیڈ نیتو نے آگ جلائی ۔ ابھی اس نے پانی کا برتن آگ پر رکھا ہی تھا کہ انہیں شیر کی دھاڑ سنائی دی اور وہ سب یکدم ہوشیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ریوالور ہاتھوں میں پکڑ لئے ۔

" صاحب ۔ آپ درختوں پر چڑھ کر دیکھیں ۔ شیر کہیں اچانک حملہ نہ کر دے"..... گائیڈ نیتو نے کہا تو وہ سب مختلف درختوں پر چڑھ گئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے ۔ جیسے ہی ان کی توجہ گائیڈ نیتو سے ہٹی اس نے غیر محسوس انداز میں اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک گولی نکال کر چائے کے پانی میں ڈال دی ۔ اس کی یہ حرکت کوئی بھی نہ دیکھ سکا تھا ۔ شیر کی دھاڑ کی آواز ایک مرتبہ پھر سنائی دی ۔

" وہ رہا ۔ وہ دیکھو"..... اچانک وائٹ ٹائیگر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ اس طرف واقعی ایک ببر شیر دکھائی دے رہا تھا اور وہ فضا میں کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ شیر کو دیکھتے ہی ریڈ ٹائیگر اور بلیک ٹائیگر نے اپنے ریوالوروں کے رخ اس کی طرف کئے اور ٹریگر دبا دیئے ۔ دو زور دار دھماکے ہوئے ۔ شیر ریوالور کی رینج سے دور تھا اس لئے گولیاں تو اسے نہ لگیں البتہ دھماکوں کی آواز سن کر وہ بھاگ گیا ۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور وہ سب درختوں سے نیچے اتر آئے ۔

" یہ تو کوئی بزدل شیر تھا ۔ دھماکوں کی آواز سنتے ہی بھاگ

گیا"۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مس ۔ ہمیں اب اس شیر سے بہت محتاط رہنا ہو گا ۔ یہ کسی بھی وقت ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ گائیڈ نیتو نے کہا۔

" تم تو ہمیں ایسے ہی ڈراتے رہتے ہو ۔ کچھ دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ دھماکوں کی آوازیں سن کر آدم خور جنگلی آجائیں گے ۔ کہاں ہیں وہ جنگلی ۔ اب تک آئے کیوں نہیں"۔۔۔۔ وائٹ ٹائیگر نے کہا تو گائیڈ نیتو کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

" مس ۔ جنگلی بھی آجائیں گے ۔ بہت جلد ہماری ان سے ملاقات ہو گی"۔۔۔۔ گائیڈ نیتو نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ کوئی بھی اس مسکراہٹ کا مفہوم نہ سمجھ سکا تھا ۔ اتنے میں چائے تیار ہو گئی ۔ گائیڈ نیتو نے پانچ کپ بنائے اور ایک ایک کپ ان کے آگے کر دیا۔

" اگر کسی کے سر میں درد ہو تو وہ مجھ سے ٹیبلٹ لے سکتا ہے"۔۔۔۔ گائیڈ نیتو نے جیب سے ایک ٹیبلٹ نکالتے ہوئے کہا ۔ یہ ٹیبلٹ ریپر کے بغیر تھی ۔ ان چاروں میں سے کسی کے سر میں درد نہیں تھا ۔ ویسے بھی ان کے بیگ میں میڈیکل باکس موجود تھا جس میں اعلیٰ قسم کی میڈیسن موجود تھیں ۔ کسی نے بھی نیتو سے ٹیبلٹ لینا گوارہ نہ کیا اور وہ چپ چاپ چائے پینے لگے ۔

گائیڈ نیتو نے بہت لذید چائے بنائی تھی ۔ ٹیبلٹ کھانے کے بعد گائیڈ نیتو بھی چائے سپ کرنے لگا ۔ چند منٹوں میں انہوں نے چائے پی لی ۔ گائیڈ نیتو نے کپ اور برتن دھو کر بیگ میں رکھ لئے ۔ باقی

چاروں افراد سستانے کے لئے زمین پر لیٹے ہی تھے کہ ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں ۔ چند لمحوں کے بعد وہ بے ہوش ہو چکے تھے ۔ گائیڈ نیتو کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ نمودار ہو گئی ۔ وہ ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کے حلق سے تیز چیخ کی آواز نکلی ۔ تین بار یہ آواز نکالنے کے بعد وہ درخت سے نیچے اتر آیا ۔ ابھی اسے درخت سے نیچے اترے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ آٹھ دس جنگلی وہاں پہنچ گئے ۔ بے ہوش آدمیوں کو دیکھ کر ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے ۔

" کیا شکار پسند آئے مکومو"۔۔۔۔ گائیڈ نیتو نے ان کی زبان میں ایک وحشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ۔ یہ بہت موٹے تازے اور گورے چٹے ہیں ۔ دیوتا ان کی بھینٹ سے بہت زیادہ خوش ہوں گے اور اس گوری عورت کو سردار اپنی بیوی بنا کر بہت خوش ہو گا"۔۔۔۔ مکومو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چلو ۔ انہیں اور ان کا سامان اٹھا لو"۔۔۔۔ مکومو نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو جنگلیوں نے ریڈ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا لیا ۔ ان کے بیگ بھی انہوں نے اٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈال لئے ۔ پھر وہ ایک طرف بڑھنے لگے ۔ گائیڈ نیتو ان کے ہمراہ تھا ۔ کافی دیر تک چلنے کے بعد وہ ایک بستی میں پہنچ گئے ۔

اس بستی میں گھاس پھونس اور درختوں کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تقریباً تین چار سو جھونپڑیاں تھیں جو ایک بڑے گول دائرے کی

صورت میں تھیں ۔ درمیان میں کافی وسیع میدان تھا ۔ میدان کے وسط میں ایک بہت بڑا چبوترا بنا ہوا تھا اور اس چبوترے کے ایک کونے میں ایک بڑا سا بت رکھا ہوا تھا ۔ یہ ان کے دیوتا کا مجسمہ تھا جس کی یہ جنگلی پوجا کرتے تھے اور کوئی غیر قبیلے کا فرد ان کے ہاتھ لگ جاتا تو اس بت کے سامنے اس کی بھینٹ دے دیتے اور پھر اس کا گوشت سب کو بانٹ دیتے تھے ۔

جیسے ہی یہ لوگ بستی میں داخل ہوئے جھونپڑیوں سے مرد، عورتیں اور بچے نکل آئے ۔ وہ سب بہت خوش دکھائی دے رہے تھے کچھ دیر بعد ایک بڑی سی جھونپڑی سے ایک لمبے قد کا جنگلی باہر آیا ۔ اس کے سر پر مور کے پروں کا بنا ہوا ایک تاج تھا ۔ اس کے گرد آٹھ دس ہٹے کٹے جنگلی موجود تھے ۔ یہ اس قبیلے کا سردار ناگو تھا ۔ سارے جنگلی اپنے سردار کے حق میں نعرے لگانے لگے ۔ وہ کچھ دیر تک نعرے لگاتے رہے پھر سردار نے ہاتھ کا اشارہ کر کے انہیں روک دیا ۔

" نیتو ۔ ہم تم سے بہت خوش ہیں ۔ اس مرتبہ تم بہت اچھا شکار لائے ہو "..... سردار نے گائیڈ نیتو سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" شکریہ سردار ۔ میرا مقصد تو آپ کی خدمت کرنا ہے "..... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" ان لوگوں کو بھینٹ گاہ پر باندھ دو اور انہیں ہوش میں لاؤ "..... سردار نے اپنے جنگلیوں سے کہا تو جنگلیوں نے ان چاروں کو اٹھایا اور چبوترے کے ساتھ والے دو درختوں سے باندھ دیا ۔ جب

انہیں ہوش آیا تو وہ خود کو ان وحشیوں کے درمیان پا کر بہت پریشان ہوئے جبکہ گائیڈ نیتو آزاد حالت میں جنگلیوں کے درمیان کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

" نیتو تم ۔ تم نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے "..... ریڈ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں نیتو سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" میں نے تمہارے ساتھ غداری نہیں کی بلکہ اس قبیلے کے ساتھ وفاداری کی ہے اور میں وفاداری کرتا رہتا ہوں ۔ میں تمہیں ساری بات بتاتا ہوں تاکہ تم کوئی الجھن لئے ہوئے نہ مرو ۔ آج سے چند سال پہلے میں اسی قبیلے میں رہتا تھا ۔ ایک دن نانیقہ کے ساحل پر میری ملاقات جدید دنیا کے دو انسانوں سے ہوئی ۔ ان میں سے ایک مرد تھا اور ایک نوجوان لڑکی ۔ مرد کا نام سنگ ہی اور لڑکی کا نام تھریسیا تھا ۔

وہ بہت عظیم انسان تھے ۔ تھے نہیں بلکہ ہیں ۔ میں چونکہ جدید دنیا میں کبھی کبھی جاتا رہتا تھا اس لئے جدید دنیا کی زبان بھی جانتا تھا ۔ میری ان سے بہت سی باتیں ہوئیں اور میں ان کا گرویدہ ہو گیا انہوں نے ان جنگلات میں تین عمارتیں بنائی ہوئی ہیں ۔ وہ ان عمارتوں میں کام کرتے ہیں لیکن مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں ۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں ان کا ساتھی ہوں اور ان کے لئے کام کرتا ہوں جس کا وہ مجھے بھاری معاوضہ ادا کرتے ہیں ۔

دوسری طرف میں اس قبیلے کا فرد بھی ہوں ۔ جو لوگ ان جنگلوں

میں آنے کی خواہش کرتے ہیں میں ان کا گائیڈ بن کر انہیں یہاں لے آتا ہوں ۔ میں بھی خوش، میرا قبیلہ بھی خوش اور میرا دیوتا بھی خوش اب بھی سنگ ہی اور تھریسیا نے میرے ذمے یہ کام لگایا ہوا ہے کہ اگر کوئی ان لوگوں کو تلاش کرتا ہوا یہاں آجائے تو میں انہیں اپنے قبیلے کے حوالے کر دوں ۔ میرے لئے تو یہ معمولی بات ہے ۔ اب میں نے تمہیں اپنے قبیلے کے حوالے کر دیا ہے ۔ میرے قبیلے والے تم تینوں کی بھینٹ دیں گے اور مجھ سمیت سارا قبیلہ تمہارا گوشت کھائے گا اور پھر میں تمہاری رپورٹ سنگ ہی اور تھریسیا کو دوں گا اور سنگ ہی مجھے بھاری معاوضہ دے گا۔

یعنی میرے اس کام سے سنگ ہی اور تھریسیا بھی خوش ہو جائیں گے ۔ میرا قبیلہ اور دیوتا بھی خوش ہو جائے گا اور مجھے معاوضہ بھی مل جائے گا".... گائیڈ نیتو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات پھیل گئے ۔ وہ چاروں سیکرٹ ایجنٹ تھے اور کسی سے بھی اتنی آسانی سے مار کھانے والے نہیں تھے لیکن یہاں ان سے غلطی ہو گئی تھی ۔ انہوں نے ایک اجنبی انسان پر بھروسہ کر لیا تھا ۔ نہ صرف بھروسہ کیا تھا بلکہ اس کی طرف سے غافل بھی ہو گئے تھے حالانکہ انہیں یہی تربیت دی گئی تھی کہ وہ اپنے سائے پر بھی بھروسہ نہ کریں لیکن وہ اپنے اس سبق کو بھلا بیٹھے تھے ۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مہذب دنیا میں ملنے والا ایک گائیڈ در حقیقت آدم خور جنگلی بھی ہو سکتا ہے۔

آج سے پہلے انہوں نے کہیں بھی کوتاہی نہیں کی تھی اس لئے وہ اکثر مشنز میں کامیاب رہے تھے ۔ یہاں معمولی سی کوتاہی سے ان کی جان خطرے میں پڑ گئی تھی ۔ وہ غفلت کے اس لمحے پر افسوس کرنے لگے جب نیتو نے چائے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی ۔ اگر وہ غفلت نہ کرتے اور نیتو پر نظر رکھتے تو یہ سب نہ ہوتا۔

" نیتو ۔ تم نے ہم تینوں کی بھینٹ کا ذکر کیا ہے ۔ کیا ہماری ساتھی لڑکی کی بھینٹ نہیں دی جائے گی".... ریڈ ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ابھی مس کی بھینٹ نہیں دی جائے گی ۔ ہمارے قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق پہلے اس کی شادی سردار سے ہو گی ۔ شادی کے تین ماہ بعد اس کی بھینٹ دی جائے گی".... نیتو نے ریڈ ٹائیگر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ میں یہ شادی نہیں کروں گی".... وائٹ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

" مس ۔ اس شادی کے سلسلے میں آپ سے کوئی مشورہ نہیں لیا جائے گا".... نیتو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" نیتو ۔ اب باتیں بند کرو ۔ بھینٹ میں دیر ہو رہی ہے".... سردار نے نیتو سے کہا تو نیتو پیچھے ہٹ گیا۔

" بھینٹ دی جائے".... سردار نے بلند آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سردار کے قریب کھڑا ایک جنگلی ان کی طرف بڑھنے لگا ۔ اس جنگلی کے ہاتھ میں چمکتی ہوئی تلوار تھی اور چہرے پر سفاکانہ

مسکراہٹ ۔ وہ چاروں اس دوران پوری کوشش کر چکے تھے کہ کسی طرح ان کی رسیاں کھل جائیں مگر ابھی تک انہیں ناکامی ہی ہوئی تھی ۔ موت کا فرشتہ اس جنگلی کی صورت میں ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔

" ڈاکٹر منجوف ۔ تمہارے لئے ایک خوش خبری ہے"…. سنگ ہی نے کہا تو ڈاکٹر منجوف امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا ۔ تمام سائنس دان اس ہال نما کمرے میں موجود تھے اور سنگ ہی کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

" تمہارے ملک کے چار سیکرٹ ایجنٹ اس زیرو زون یعنی نانیقہ میں آئے اور"…. سنگ ہی نے جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا ۔ سنگ ہی کی بات سن کر ڈاکٹر منجوف خوش ہو گیا تھا ۔ اسے خوش ہوتے دیکھ کر سنگ ہی کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

" کہاں ہیں ۔ کہاں ہیں وہ"…. ڈاکٹر منجوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے ۔ ہم انہیں آسانی سے یہاں آنے دیتے ۔ یہاں آنا ممکن نہیں ڈاکٹر منجوف ۔ تمہارے وہ سیکرٹ ایجنٹ آدم

خور جنگلیوں کے پیٹ میں پہنچ چکے ہیں"۔۔۔۔ سنگ ہی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم بہت ظالم اور سنگدل ہو"۔۔۔۔ ڈاکٹر منجوف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو سنگ ہی نے قہقہہ لگایا۔ اس کا یہ قہقہہ کافی طویل تھا۔

" ڈاکٹر۔ تمہارے ایجنٹوں کو میں نے نہیں آدم خور جنگلیوں نے کھایا ہے اور ظالم تم مجھے کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ سنگ ہی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا مگر ڈاکٹر منجوف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ مرنے والے ایجنٹوں کے بارے میں سوچنے لگا۔

" ڈاکٹرز۔ اب آپ کو اپنے اپنے ملک کی سیکرٹ ایجنسیوں سے مایوس ہو جانا چاہیئے۔ اگر وہ لوگ یہاں تک پہنچ سکتے تو اب تک پہنچ چکے ہوتے۔ لہذا اب آپ ان کی امید چھوڑ دیں اور ہم آپ کے ذمے جو کام لگا رہے ہیں وہ آپ کریں۔ بصورت دیگر آپ کا انجام ڈاکٹر رچرڈ سے مختلف نہ ہوگا اور یہ کام آپ نے آج ہی شروع کرنا ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے اس مرتبہ نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہاں موجود اکثر سائنس دان پہلے ہی مایوس ہو کر سنگ ہی کی بات ماننے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ انہیں اپنی زندگیاں عزیز تھیں۔ البتہ ڈاکٹر آبیلا ابھی تک مایوس نہیں ہوئی تھی لیکن وہ بھی ان کا کام شروع کرنے پر تیار تھی۔ فی الوقت وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جیسے ہی اسے موقع ملا وہ ایسی کارروائی کرے گی کہ جس سے تمام

سائنس دانوں کے یہاں سے فرار ہونے کی کوئی صورت بن سکے اور اس کام کے لئے وہ سنگ ہی اور تھریسیا کا اعتماد حاصل کرنا چاہتی تھی۔

" میں تمہارے لئے کام کرنے کو تیار ہوں مسٹر سنگ ہی"۔۔۔۔ ڈاکٹر منجوف نے کہا۔

" مبارک ہو۔ یہ تمہارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ تم زیرو لینڈ کے لئے کام کرو گے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے اسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد دیگر سائنس دانوں نے بھی ہامی بھر لی جبکہ ڈاکٹر آبیلا تو پہلے ہی اپنی رضامندی کا اظہار کر چکی تھی۔ البتہ پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر احمد خان تذبذب کا شکار تھے۔

" انکل۔ آپ بھی ہاں کر دیں۔ اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہم ڈاکٹر رچرڈ کی طرح سرخ چیونٹیوں کی خوراک نہیں بننا چاہتے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے احمد خان سے کہا۔ ڈاکٹر رچرڈ کی موت کا سوچ کر کے ڈاکٹر احمد خان کے جسم میں جھرجھری سی پیدا ہو گئی۔ ڈاکٹر رچرڈ کی موت ان کے لئے عبرت کا نشان تھی۔

" جب آپ سب لوگ تیار ہیں تو مجھے بھی انکار نہیں کرنا چاہیئے"۔۔۔۔ پروفیسر احمد خان نے دھیمے لہجے میں کہا۔

" گڈ۔ احمد خان۔ دیگر سائنس دانوں کی طرح آپ نے بھی عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" اب آپ نے ہمارے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو تھریسیا

کچھ دیر میں آئے گی اور آپ کو زیر زمین لیبارٹری میں پہنچا دے گی جہاں مختلف کمروں میں آپ نے کام کرنا ہو گا"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

پھر کچھ دیر بعد تھریسیا چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

"ہیلو۔ آپ لوگوں نے کام کرنے کی حامی بھر کر بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اس فیصلے سے بہت خوش ہیں اور جب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے تو اب دیر کیسی۔ میں آپ کو ابھی لیبارٹری میں پہنچا دیتی ہوں اور کام کے متعلق بریف بھی کر دیتی ہوں۔ آپ آج ہی سے کام شروع کر دیں"۔۔۔۔ تھریسیا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کنٹرول روم میں بیٹھیں میں معزز سائنس دانوں کو لیبارٹری میں پہنچا کر آتی ہوں"۔۔۔۔ تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا تو اس نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھریسیا سائنس دانوں اور محافظوں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔ سنگ ہی کنٹرول روم میں آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمپیوٹر آپریٹر نے اسے اٹھ کر سلام کیا۔ وہ کمپیوٹر کی سکرین پر تھریسیا اور سائنس دانوں کو دیکھنے لگا۔ ان کی لیبارٹری میں پہلے بھی دو سائنس دان موجود تھے۔ تھریسیا نے سائنس دانوں کو لیبارٹری میں پہنچایا اور کام کے بارے میں بریف کیا۔ لیبارٹری کے بارے میں انہیں اچھی طرح بتایا گیا اور پہلے سے موجود سائنس دانوں سے ان کا تعارف بھی کرایا گیا۔ اس تمام کام میں اسے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ کنٹرول روم

میں آ گئی جہاں سنگ ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کے لئے ایک خبر ہے"۔۔۔۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد تھریسیا نے سنگ ہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا خبر ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی کی ٹیم زیرو زون کے لئے روانہ ہو چکی ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا تو سنگ ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اس تک بھی اطلاع پہنچ گئی ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اسے یہ اطلاع عمران نے دی ہے"۔۔۔۔ تھریسیا نے سنگ ہی کو مزید حیران کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران بھی اپنی ٹیم کے ساتھ زیرو زون کے لئے روانہ ہو چکا ہو گا"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی روانہ ہو چکا ہے۔ ایک خبر اور بھی ہے آپ کے لئے"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

"ساری خبریں تم نے آج ہی سنانی ہیں"۔۔۔۔ سنگ ہی نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو تھریسیا بھی مسکرانے لگی۔

"یہ ساری خبریں مجھ تک پہنچی ہی آج ہیں"۔۔۔۔ جواب میں تھریسیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بتاؤ وہ دوسری خبر کیا ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

"اس مرتبہ کرنل فریدی خود ٹیم کے ساتھ نہیں ہے"..... تھریسیا نے کہا۔

"کیا مطلب ۔اس کے بغیر ٹیم کسی مشن پر کیسے جا سکتی ہے"..... سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی ان دنوں کسی اہم کام میں پھنسا ہوا ہے اس لئے اس نے کیپٹن حمید کی نگرانی میں زیرو زون کے لئے ٹیم بھیجی ہے"..... تھریسیا نے کہا۔اس کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"کیپٹن حمید کی نگرانی میں ۔ تم مذاق تو نہیں کر رہی ہو مجھ سے"..... سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بالکل مذاق نہیں ہے ۔ کیپٹن حمید تو اپنی ٹیم کے ہمراہ انگولا پہنچ بھی چکا ہے"..... تھریسیا نے کہا۔

"ویری سیڈ ۔کرنل فریدی نے تو بے چارے کیپٹن حمید کو مروا دیا"..... سنگ ہی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی بات پر تو مجھے ہنسی آ رہی ہے ۔بے چارہ حمید تو مفت میں مارا جائے گا"..... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور وہ عمران ۔اس کی ٹیم کہاں تک پہنچی ہے"..... سنگ ہی نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے انگولا پہنچنے کی اطلاع تو نہیں ملی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بھی انگولا پہنچ چکا ہو گا"..... تھریسیا نے کہا۔

"بس ۔ ہمیں اصل خطرہ بھی عمران سے ہے ۔ اگر پروفیسر احمد خان کے بغیر ہمارا کام چل سکتا تو ہم اسے اغوا ہی نہ کرتے ۔ اس کا یہاں ہونا ہماری مجبوری ہے"..... سنگ ہی نے کہا لیکن تھریسیا اس بات پر خاموش رہی۔

"آپ کا کیا خیال ہے ۔ عمران ہم تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد تھریسیا نے پوچھا۔

"عمران سے کچھ بعید نہیں ہے ۔ وہ ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیتا ہے"..... سنگ ہی نے کہا۔

"کاش یہ عمران اور کرنل فریدی ہمارے ساتھ آن ملیں"..... تھریسیا نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے ایک نہ ایک دن یہ ہمارے ساتھ ضرور آن ملیں گے ۔ اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا تو یہ دونوں اب تک دوسری دنیا میں پہنچ چکے ہوتے ۔ اس عمران نے تو مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے"..... سنگ ہی نے کہا۔

"ہمیں اپنی چیکنگ کا دائرہ بڑھا دینا چاہئے ۔ وہ شیطان کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا ہے"..... تھریسیا نے کہا تو سنگ ہی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی ۔ وہ عمران سے متعلق تھریسیا کے جذبات سے آگاہ تھا۔

"ہاں ۔ میں اس کے انتظامات کرتا ہوں ۔ اگر عمران یہاں پہنچ گیا تو زیرو لینڈ کا اربوں ڈالرز کا نقصان ہو جائے گا"..... سنگ ہی نے

کہا۔

"مجھے امید ہے کہ وہ اپنی ٹیم سمیت یہاں تک نہیں پہنچ پائے گا۔ اگر وہ کسی طرح نانیقہ میں داخل ہو بھی چکا ہو گا تو کسی نہ کسی حادثے کا شکار ہو جائے گا۔ یہاں تک آنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے"..... تھریسیا نے کہا۔ انہیں یقین تھا کہ انہوں نے جو انتظامات کئے ہوئے ہیں ان کے ہوتے ہوئے واقعی کوئی انسان ان کی مرضی کے بغیر اس جزیرے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

نانیقہ کے جنگلات میں کیپٹن حمید کی ٹیم کا آج تیسرا دن تھا۔ وہ تین دنوں سے گویا اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔ ان تین دنوں میں انہوں نے پانچ سانپ، دو شیر، دو ریچھ، دو اژدھے اور ایک ہاتھی کو ہلاک کیا تھا۔ اس کارکردگی کے علاوہ دو ہرن، چھ جنگلی خرگوش بھی وہ ذبح کر کے کھا چکے تھے لیکن اصل مشن کی طرف ان کی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔ کیپٹن حمید کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے جو نقشہ بنایا ہے وہ سراسر غلط ہے۔

"کرنل صاحب کو ہمارے ساتھ آنا چاہئے تھا"..... روزا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو حالات ہمیں پیش آ رہے ہیں ان حالات میں کرنل صاحب بھی کیا کرتے"..... کیپٹن حمید نے کہا۔

"طارق۔ تم تو بہت بڑے سیاح ہو اور بہت بڑے شکاری ہو۔ کچھ تم ہی ہماری رہنمائی کرو"..... انسپکٹر ریکھا نے طارق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جزیرہ نانیقہ آنے کا یہ میرا پہلا موقع ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ اس جیسا جنگل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس لئے میں کسی قسم کی رہنمائی کرنے سے قاصر ہوں"…. طارق نے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ان کی مایوسی بڑھتی جا رہی تھی اور پھر وہ دن بھی گزر گیا۔ رات ہوتے ہی انہوں نے دو خیمے لگائے اور معمول کی طرح سونے کے لئے لیٹ گئے۔ پہرے پر پہلی باری طارق کی تھی اور دوسری باری جگت کی۔ نصب شب گزرنے کے بعد طارق نے جگت کو جگا دیا۔ جگت ریوالور سنبھالے خیمے سے باہر آ گیا اور طارق سونے کے لئے لیٹ گیا۔ رات کا آخری پہر ہو گا کہ جنگل کسی انسان کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ سب ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ ریوالور سنبھال کر وہ سب خیمے سے باہر آ گئے۔ انسپکٹر ریکھا اور روزا بھی اپنے خیمے سے باہر آ گئی تھیں۔ اندھیرے میں انہیں جگت زمین پر تڑپتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے فوراً ہی ٹارچ روشن کی اور اس کی روشنی میں انہوں نے جگت کو دیکھا تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جگت کے جسم کا کوئی حصہ انہیں نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔

"یہ ۔ یہ چیونٹیاں ہیں ۔ آدم خور چیونٹیاں"…. انسپکٹر ریکھا کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لاکھوں چیونٹیوں نے جگت کا تڑپتا ہوا اور اچھلتا ہوا جسم ڈھانپ رکھا تھا۔

"جلدی سے کچھ کرو ورنہ یہ جگت کو کھا جائیں گی"…. انسپکٹر ریکھا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ جگت کی چیخیں اب بھی جنگل کے سناٹے کا سینہ چیر رہی تھیں۔ طارق، انور اور کیپٹن حمید خیمے کے اندر گئے اور انہوں نے پانی کی بوتلیں اٹھائیں اور دوڑتے ہوئے واپس آ کر انہوں نے پانی جگت پر ڈالنا شروع کر دیا لیکن ان چیونٹیوں پر اس پانی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ چند ایک چیونٹیاں گری بھی ہوں گی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"دوائی ۔ اس پر دوائی چھڑکو"…. انسپکٹر ریکھا نے چیخ کر کہا تو کیپٹن حمید پھر خیمے کی طرف دوڑا اور دوائی کی بوتل اٹھا لیا۔ اتنی دیر میں جگت کی چیخیں معدوم ہو گئی تھیں اور اس کا تڑپنا بھی بند ہو گیا تھا۔ کیپٹن حمید نے دوائی کا سپرے جگت کے جسم پر کیا۔ سینکڑوں چیونٹیاں مردہ ہو کر نیچے گر پڑیں لیکن ابھی بھی لاکھوں چیونٹیاں اس کے جسم پر موجود تھیں۔ سپرے سے بہت سی چیونٹیاں زندہ حالت میں بھی زمین پر گر پڑی تھیں۔ ان میں سے ایک دو چیونٹیاں کیپٹن حمید کے پاؤں پر چڑھ گئیں۔ چیونٹیوں نے جب کیپٹن حمید کو کاٹا تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اسے ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے پاؤں میں زہر بھری سوئیاں چبھو دی ہوں۔

کیپٹن حمید جلدی سے پیچھے ہٹا اور اس نے اپنے پاؤں پر ہاتھ مار کر ان چیونٹیوں کو مار دیا۔ بوتل میں دوائی کم رہ گئی تھی اس لئے کہ جگت کے جسم پر خاصا سپرے ہوا تھا۔ کیپٹن حمید ایک بار پھر خیمے

میں گیا اور بوتل دوائی سے بھر لایا۔ اس نے تمام بوتل کا سپرے جگت کے جسم پر کر دیا۔ اب ہزاروں چیونٹیاں مر گئی تھیں اور باقی جگت کا جسم چھوڑ کر کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھاگیں۔ کیپٹن حمید کے ساتھیوں کی بھی چیخیں بلند ہو گئیں اور وہ بوکھلا کر خیموں کے اندر بھاگے کیونکہ خیموں کے چاروں طرف وہ سپرے کر کے سوئے تھے اس لئے چیونٹیاں اندر داخل نہیں ہوئی تھیں۔ کیپٹن حمید نے ایک بوتل اور تیار کی اور ان چیونٹیوں پر سپرے کرنے لگا۔ کچھ دیر میں تقریباً تمام چیونٹیاں ہلاک ہو گئیں۔ باقی بچ جانے والی چیونٹیاں وہاں سے بھاگ گئی تھیں۔ اب انہوں نے جگت کو دیکھا تو ان کی چیخیں بلند ہو گئیں۔ جگت کے جسم کا آدھے سے زیادہ گوشت چیونٹیوں نے نوچ کھایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے کیونکہ چیونٹیوں نے اس کی آنکھیں بھی کاٹ کھائی تھیں۔ جگت کی لاش دیکھ کر ان سب پر دہشت طاری ہو گئی تھی۔ انسپکٹر ریکھا اور روزا کی تو بہت بری حالت تھی۔ رو رو کر انہوں نے آنکھیں سرخ کر لی تھیں۔ مرد حضرات بھی غم کی حالت میں تھے جگدیش اور ہریش نے اسی وقت خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور انہوں نے جگت کی لاش کو جلا دیا۔ جگت کی لاش کو جلاتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ انہوں نے اس مہم میں اپنا دوسرا ساتھی کھو دیا تھا۔

اب صبح کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ وہ خیموں کے باہر ہی

غمزدہ حالت میں بیٹھ گئے۔ صبح ہو گئی تھی۔ ان کے ناشتے کا وقت گزرنے لگا لیکن کسی کو بھی ناشتے کی طلب نہیں تھی۔

"ساتھیو۔ زندگی انہی خوشیوں اور دکھوں کا نام ہے۔ اس مشن پر روانگی سے پہلے ہی آپ لوگوں کو یہاں پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کر دیا گیا تھا اور ہم یہ سوچ کر آئے تھے کہ شاید یہ مشن ہماری زندگی کا آخری مشن ہو اور شاید ہمیں اپنے گھروں میں واپس جانا نصیب نہ ہو۔ سو حالات ہماری اس توقع کے عین مطابق ہیں اور حالات ہمیں آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتے"۔... کیپٹن حمید کے ان الفاظ نے ان میں نئی روح پھونک دی تھی۔ وہ اٹھے اور انہوں نے منہ ہاتھ دھوئے۔ طارق نے بسکٹ کے چند پیکٹ نکال کر انہیں دیئے۔ سب نے بادل نخواستہ بسکٹ کھائے اور پھر وہ اپنا سامان اٹھا کر آگے بڑھنے لگے۔

وہ چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ اب ان سب کو سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں تو انسپکٹر ریکھا نے چاول پکا لئے۔ اس طرح کی خوراک وہ ساتھ لے کر چلے تھے۔ ابھی وہ کھانے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اچانک اٹھارہ بیس جنگلی ان کے سامنے آ گئے۔ وہ بے ہنگم سا شور مچا رہے تھے۔ انہوں نے کیپٹن حمید اور اس کی ٹیم کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ان کے پاس تیر کمانیں اور تلواریں تھیں۔ کیپٹن حمید، طارق اور انسپکٹر ریکھا نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو

اشارہ کیا اور پھر برق رفتاری سے انہوں نے اپنا اسلحہ نکال لیا۔ طارق اور کیپٹن حمید نے مشین پسٹل نکال لئے تھے جبکہ دیگر افراد نے ریوالور۔ پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں انہوں نے فائر کر دیئے۔ طارق اور کیپٹن حمید کے مشین پسٹل نے تو مسلسل فائر کئے تھے جبکہ دیگر افراد کے ریوالور نے بھی یکے بعد دیگرے فائر کئے۔ یوں چند لمحوں میں ہی وہ تمام کے تمام جنگلی زمین بوس ہو گئے۔

"یہاں سے جلدی بھاگنے کی کرو۔ ابھی ان کے بے شمار ساتھی یہاں پہنچ جائیں گے"..... طارق نے کہا تو انہوں نے افراتفری کی حالت میں اپنا سامان سمیٹا اور بھاگنے والے انداز میں چلنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس جگہ سے کافی دور آ گئے۔ ان جنگلیوں کا کوئی ساتھی سامنے نہیں آیا تھا۔

"وہ۔ وہ دیکھو"..... اچانک انسپکٹر ریکھا نے جوشیلے انداز میں ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان سب نے اس طرف دیکھا اور ان میں بھی جوش پیدا ہو گیا۔ درختوں کے ایک بہت بڑے جھنڈ کے پیچھے ایک عمارت کے آثار نظر آ رہے تھے۔

"ہرے۔ سنگ ہی کا ہیڈ کوارٹر"..... جگدیش نے زور سے نعرہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ قدم آگے بڑھاتے درختوں پر سے چند جال ان پر آ گرے اور وہ سب ان جالوں میں جکڑے گئے۔

صفدر کے گھوڑے کے قریب سے ایک نہایت ہی باریک سانپ گزر رہا تھا۔ اس سانپ نے گھوڑے کو ڈس لیا تھا جس کی وجہ سے گھوڑا اچھلا تھا اور اس کے اچھلنے کی وجہ سے صفدر کا سر ایک درخت کی شاخ سے ٹکرایا تھا اور اسی وجہ سے بے اختیار صفدر کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ سانپ کو دیکھ کر عمران نے اس پر فائر کر دیا۔ عمران کے ریوالور پر سائیلنسر نصب تھا اس لئے صرف ٹھک کی آواز ابھری اور سانپ کا سر اڑ گیا۔ سانپ کا سر اور باقی دھڑ الگ الگ ہو کر تڑپنے لگے۔ صفدر کا گھوڑا بھی زمین پر گر کر مر چکا تھا۔ صفدر کے ماتھے پر چوٹ لگی تھی اور اس کے ماتھے سے خون رسنے لگا تھا۔ تنویر نے فوراً ہی اس کی بینڈیج کر دی۔

وہ سب گھوڑے کو دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں کیونکہ گھوڑے کا جسم گلنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر

گھوڑے کا جسم پانی بن کر بہنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑے کا تمام جسم پانی بن کر بہہ گیا۔ اب وہاں گھوڑے کی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔

" اتنا باریک سانپ تھا اور اس قدر زہریلا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے زہر نے گھوڑے کے تمام جسم کو پانی بنا ڈالا۔ اگر یہ ہم میں سے کسی کو ڈس لیتا تو کیا ہوتا"۔۔۔۔ جولیا نے خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ جوزف دی گریٹ کے ساتھ ہیں۔ جوزف دی گریٹ ان جنگلوں کا شہزادہ ہے"۔۔۔۔ جوزف نے جولیا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ جولیا بے شک سیکرٹ ایجنٹ تھی لیکن وہ ایک عورت تھی۔ وقتی طور پر حالات کا اس پر اثر ہو جاتا تھا۔

" جولیا، جوزف پر وچ ڈاکٹروں کا سایہ بھی ہے اس لئے یہ جنگل اسے اور اس کے ساتھیوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا"۔۔۔۔ اس مرتبہ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر جولیا کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔

" اگر جوزف کے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تو پھر تنویر دلدل میں کیوں گرا۔ سلیمان پر سرخ مکھیوں نے حملہ کیوں کیا تھا"۔۔۔۔ جولیا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔

" جوزف۔ تم اس سوال کا جواب دو"۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے

کہا۔

" باس۔ وچ ڈاکٹر کا ذکر تم نے کیا ہے۔ تم ہی جواب دو"۔۔۔۔ جوزف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" اگر کوئی جادو وغیرہ کا سلسلہ ہو تو وچ ڈاکٹروں کا سایہ کام آتا ہے۔ اب سادہ سے جانوروں کے سلسلے میں تو وچ ڈاکٹروں کی روحیں کچھ نہیں کر سکتیں نا"۔۔۔۔ اس مرتبہ جوزف نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" دیکھا۔ ایک جنگلی بھی تم سے زیادہ عقل کی باتیں کر لیتا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے عمران پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

" یہاں آ کر اس کی عقل تیز ہو جاتی ہے جبکہ باقیوں کی عقلوں کو زنگ لگ جاتا ہے۔ سچ سچ بتاؤ تمہاری عقل پر پردہ نہیں پڑ گیا"۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے کہا تو اس مرتبہ اس نے صرف منہ بنانے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔

" میرے خیال میں آگے بڑھنا چاہئے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا کیونکہ انہیں وہاں رکے کافی دیر ہو گئی تھی۔

" باس۔ صفدر صاحب کیا پیدل چلیں گے"۔۔۔۔ جوزف نے عمران سے پوچھا۔

" ابے شب دیجور کی اولاد۔ تجھے شرم نہیں آئے گی۔ ان جنگلوں میں تم میزبان ہو اور ہم مہمان"۔۔۔۔ عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ شرم آرہی تھی اس لئے تو میں نے پوچھا ہے ۔ صفدر صاحب ۔آپ میرا گھوڑا لے لیں"..... جوزف نے صفدر کو اپنا گھوڑا دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں جوزف ۔ تم اپنا گھوڑا اپنے پاس رکھو"..... صفدر نے بے تکلفی سے کہا۔

" لے لو صفدر ۔ جوزف گھوڑے پر سوار ہونے کی نسبت پیدل ہمارے لئے زیادہ کارآمد ہے"..... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے جوزف سے گھوڑا لے لیا اور اس کے بعد وہ آگے بڑھنے لگے ۔ جوزف پیدل ہی ان سے آگے آگے تھا ۔ ابھی وہ مزید کچھ آگے بڑھے تھے کہ انہیں ایک مرتبہ پھر رکنا پڑا ۔ ایک نہایت ہی جسیم ریچھ ان کے راستے میں آگیا تھا ۔ اس دیو قامت ریچھ کا رنگ کالا تھا ۔ عام آدمی کا اسے دیکھ کر خوفزدہ ہونا لازمی تھا لیکن یہ سب تربیت یافتہ تھے ۔ البتہ سلیمان اسے دیکھ کر جولیا کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ خوف سے اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا ۔ صفدر اور تنویر نے اپنے ریوالور نکال کر سیدھے کر لئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے عمران نے انہیں فائر کرنے سے منع کر دیا اور وہ سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے ۔

" جوزف کو دیکھو ۔ جوزف اس سے لڑنا چاہتا ہے"..... عمران نے کہا۔

" عمران ۔ جوزف کو کچھ ہو گیا تو پھر"..... جولیا نے اپنے خدشے کا

اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا ۔ جوزف کی توہین مت کرو"..... جوزف نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا ۔ جولیا نے اس کے انداز اور لہجے پر حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا ۔ جوزف کا چہرہ مزید سیاہ پڑ گیا تھا اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور نظریں کالے ریچھ پر جمی ہوئی تھیں ۔ ریچھ بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

" اگر جوزف ریچھ کے ہاتھوں زخمی ہو گیا یا ریچھ سے شکست کھا گیا تو میں اسے اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا"..... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اس کے لہجے پر اس کے ساتھیوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

" تمہیں اس تکلیف کی ضرورت نہیں پڑے گی باس ۔ جوزف اپنے ہاتھوں سے خود کو گولی مار لے گا"..... جوزف نے عمران کی طرف دیکھے بغیر کہا کیونکہ اس کی نظریں مسلسل ریچھ پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جوزف قدم بقدم ریچھ کی طرف بڑھنے لگا ۔ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ریچھ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر مارے ۔ معلوم نہیں یہ خوشی کا اظہار تھا یا غصے کا ۔ جوزف کو اپنے قریب دیکھ کر وہ بھی کسی ذہین لڑاکے کی طرح ہوشیار ہو گیا تھا۔

" حملے میں پہل کر ریچھ کی اولاد"..... جوزف نے ریچھ کو گھورتے ہوئے کہا لیکن اس جانور کو بھلا جوزف کی بات کہاں سمجھ آنی تھی ۔ اس کے باوجود ریچھ نے منہ سے غراتی ہوئی خوفناک آواز نکالی اور

یکدم اپنا ہاتھ گھمایا۔ جوزف اس کے بہت قریب تھا۔ اس نے ریچھ کا ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایک مکا اس کے سینے پر رسید کر دیا۔ جوزف کے مکے میں کافی طاقت تھی۔ دیو قامت ریچھ ہل کر رہ گیا۔ اس نے منہ سے ایک بار پھر خوفناک آواز نکالی اور اس نے ایک جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دوسرے ہاتھ کو گرز کی طرح گھمایا اور یہ ہاتھ جوزف کی کنپٹی پر لگا اور جوزف کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔

ایک لمحے کے لئے جوزف کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسی لمحے ریچھ نے اسے اپنے دونوں بازوؤں میں دبوچ لیا اور اسے دبانے لگا۔ ریچھ کے جسم میں بے پناہ طاقت تھی۔ جوزف کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیاں ٹوٹنے والی ہیں۔ جوزف نے اپنے ہاتھ اپنی کمر کی طرف کئے اور ریچھ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر الگ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ریچھ بہت طاقتور تھا لیکن جوزف بھی اس سے کم نہیں تھا۔ دونوں ہی اپنا اپنا زور لگانے لگے۔ کافی جدوجہد کے بعد جوزف اس کے بازوؤں کا دائرہ توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ ریچھ کے بازوؤں سے نکلتے ہی جوزف نے انتہائی پھرتی اور پوری طاقت سے ریچھ کو دھکا دیا اور ریچھ چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔

جوزف نے فضا میں چھلانگ لگائی اور اس کی دونوں ٹانگیں ریچھ کے سینے پر پڑیں۔ ریچھ مزید چند قدم پیچھے لڑکھڑا گیا اور اس کے منہ سے غراہٹ نما آواز نکلی۔ اس نے جوزف کی طرف دوڑ لگائی۔ اس

کے قریب پہنچنے پر جوزف یکدم اوپر اچھلا اور اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے آ گیا۔ جوزف نے پوری طاقت کے ساتھ پیچھے سے اسے لات ماری اور ریچھ لڑکھڑاتا ہوا ایک درخت سے جا ٹکرایا۔ اس کے ٹکرانے سے درخت ہل کر رہ گیا۔ ریچھ کے منہ سے ایک بار پھر خوفناک غراہٹ نکلی۔ درخت سے ٹکرانے کے بعد ابھی وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ جوزف اس کے سر پر پہنچ گیا۔ جوزف نے ایک فلائنگ کک ریچھ کی گردن پر رسید کی۔ ریچھ پھر لڑکھڑا گیا۔ جوزف فوراً ہی حرکت میں آیا اور اس کی ایک زبردست ٹھوکر ریچھ کی ناک پر لگی اور ریچھ کی ناک سے خون بہنے لگا۔

"باس۔ اب اجازت ہے۔ کیا میں خنجر استعمال کر سکتا ہوں"…. جوزف نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کا عمران کی طرف دیکھنا اس کے لئے مصیبت بن گیا۔ ریچھ نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور اسے دبانے لگا۔ جوزف کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ جوزف نے ایک بار پھر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر مخالف سمت میں کھینچنے شروع کر دیئے۔ ریچھ بھی قوت لگا رہا تھا۔ کچھ دیر کی کوشش کے بعد جوزف ایک بار پھر کامیاب ہو گیا اس نے اپنی گردن چھڑائی اور ریچھ کی گردن پر پوری طاقت سے مکا مار دیا۔ اگر کسی انسان کو یہ مکا لگا ہوتا تو اسے تڑپنے کا موقع بھی نہیں ملتا تھا۔ ریچھ کو معمولی سا اثر ہوا اور وہ ایک قدم لڑکھڑایا اور پھر سنبھل گیا۔

"جوزف ۔ تم خنجر استعمال کر سکتے ہو"..... عمران نے اسے اجازت دی تو جوزف نے جیب سے خنجر نکال لیا۔ خنجر کا پھل تقریباً نو انچ کا تھا اور اس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ جوزف نے خنجر کو مضبوطی سے ایک ہاتھ میں پکڑ لیا۔ ریچھ دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹتے ہوئے ایک بار پھر جوزف کی طرف دوڑا۔ اس مرتبہ بھی اس کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں۔ وہ جوزف کی طرف بڑھ رہا تھا اور جوزف اس کی طرف۔ جیسے ہی ریچھ جوزف کے قریب پہنچا جوزف نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی اور خنجر والا ہاتھ اس کی آنکھ پر مارا۔ خنجر ریچھ کی آنکھ میں گھستا چلا گیا اور ریچھ کی نہایت ہی دردناک چیخیں بلند ہونے لگیں۔

جوزف نے ریچھ کی زخمی آنکھ سے خنجر نکالا اور دوسرے ہی لمحے اس کی دوسری آنکھ میں خنجر مار دیا۔ ریچھ کی دونوں آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں۔ ریچھ خوفناک اور دردناک آوازیں نکالتا ہوا زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ جوزف نے اب اس کی گردن پر وار کیا۔ ریچھ کی کھال بہت سخت تھی لیکن تیز دھار خنجر ریچھ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ آنکھوں کے بعد اب اس کی گردن سے بھی خون بہہ نکلا۔ جوزف نے مزید دو تین وار اس کی گردن پر کیے۔ کچھ دیر میں وہ زمین پر گر پڑا تھا جوزف اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس نے مزید دو تین وار اس کی گردن پر کیے تو ریچھ تڑپنے لگا۔ جوزف فاتحانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام ساتھیوں کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین تھی۔

"ویل ڈن جوزف ۔ آج تم نے ثابت کر دیا کہ تم افریقہ کے جنگلوں کے شہزادے ہو"..... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ عمران کی زبان سے تعریف سن کر جوزف کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ عمران کی تعریف اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

"جوزف ویل ڈن ۔ تم واقعی افریقی جنگلوں کے شہزادے ہو ۔ طاقت کے دیوتا ہو"... جولیا نے بھی کھلے دل سے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مس جولیا ۔ آپ کی تعریف سے میرا خون بڑھ گیا ہے"..... جوزف نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کتنا خون بڑھا ہے تمہارا"..... عمران نے جوزف سے پوچھا تو اس نے کھی کھی کرتے ہوئے اپنے دانتوں کی نمائش کر دی۔

"سیروں خون بڑھ گیا ہے باس"..... جوزف نے کہا۔

"جتنا خون بڑھ گیا ہے وہ بوتلوں میں نکال کر جولیا کے حوالے کر دینا"..... عمران نے جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ب ۔ باس ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"..... جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے ۔ ہسپتالوں میں روزانہ سینکڑوں افراد خون دیتے ہیں اور سینکڑوں کو خون کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اب یہ کوئی مشکل بات نہیں رہی"..... عمران نے کہا۔ اس دوران ریچھ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ پھر انہوں نے اپنا سفر شروع کیا۔ وہ

نہایت ہی سست روی سے چل رہے تھے ۔ پھر اچانک درختوں سے ان پر افتاد ٹوٹ پڑی ۔ کئی جال ان پر آ گرے اور وہ سب ان جالوں میں پھنس کر رہ گئے ۔ وہ گھوڑوں سے بھی نیچے گر گئے تھے ۔ جیسے جیسے وہ ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کرتے جال میں اسی قدر زیادہ پھنستے جا رہے تھے ۔

سنگ ہی کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے ساتھ تھریسیا بھی بیٹھی ہوئی تھی ۔ کنٹرول روم میں چار کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے ۔ چاروں کمپیوٹروں کے مانیٹرز پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے ۔ یہ نانیقہ کے جنگلات کے مختلف منظر تھے ۔ ان کی اس بلڈنگ کے چاروں طرف ایک کلومیٹر کے فاصلے پر انتہائی خفیہ کیمرے لگے ہوئے تھے ۔ وہ اس کنٹرول روم میں بیٹھ کر وہ سارا علاقہ اچھی طرح دیکھ سکتے تھے ان کی غیر موجودگی میں ان کے آدمی ان مانیٹرز پر ان جنگلات کو دیکھتے رہتے تھے ۔ یہیں بیٹھ کر وہ لیبارٹری میں موجود سائنس دانوں کی حرکات و سکنات بھی چیک کرتے رہتے تھے ۔ اس جنگل میں ان کے درجنوں آدمی موجود تھے جو ہر وقت ان کے حکم کے منتظر رہتے تھے ۔

" آپ بلیک سپاٹ میں رہیں ۔ میرا ریڈ سپاٹ میں رہنا زیادہ مناسب ہے "…. تھریسیا نے کہا ۔ اس وقت وہ جس بلڈنگ میں موجود تھے اس کا نام بلیک سپاٹ تھا ۔ دوسری عمارت ریڈ سپاٹ تھی

اور تیسری پاور اسٹیشن ۔ پاور اسٹیشن زیر زمین تھا جس کے راستے کا علم سنگ ہی اور تھریسیا کے علاوہ کسی کو نہیں تھا ۔ سائنسی لیبارٹری انہوں نے بلیک سپاٹ کے نیچے بنائی ہوئی تھی۔

"ہاں ۔ تم ریڈ سپاٹ میں چلی جاؤ ۔ ہو سکتا ہے دشمن وہاں پہنچ جائیں"..... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا تو تھریسیا اٹھ کر چلی گئی ۔ ریڈ سپاٹ بلیک سپاٹ سے تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اور وہ لوگ وہاں آنے جانے کے لئے گھوڑے استعمال کرتے تھے ۔ ریڈ سپاٹ میں ہی ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا جہاں دو بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے ۔ جزیرے سے باہر جانے کے لئے وہ یہی ہیلی کاپٹر استعمال کرتے تھے۔

تھریسیا بلیک سپاٹ سے نکل کر ریڈ سپاٹ کی طرف روانہ ہو گئی اس کا گھوڑا چونکہ راستوں سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ تیزی سے اس طرف بڑھ رہا تھا ۔ ایک کلو میٹر تک سنگ ہی اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا ۔ پھر وہ کیمروں کی رینج سے باہر چلی گئی ۔ ریڈ سپاٹ میں بھی مانیٹرنگ کا یہی سیٹ اپ تھا ۔ تھریسیا کے آؤٹ آف رینج ہو جانے کے بعد سنگ ہی نے لیبارٹری کا جائزہ لیا ۔ مختلف کمروں میں سائنس دان اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے ۔ ان سے مطمئن ہو کر وہ دوبارہ جنگلات کے مناظر دیکھنے لگا ۔ وہ تمام دن یونہی گزر گیا ۔ شام کو اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہونے لگا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ۔ سنگ ہی سپیکنگ ۔ اوور"..... سنگ ہی نے واچ ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

"تھریسیا سپیکنگ ۔ اوور"..... دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

"تمہاری طرف کے حالات کیسے ہیں ۔ اوور"..... سنگ ہی نے تھریسیا سے ریڈ سپاٹ کے حالات پوچھتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا ۔ تمہاری طرف کے حالات کیسے ہیں ۔ اوور"..... تھریسیا نے کہا۔

"یہاں بھی امن ہے ۔ کسی بھی انسان کا یہاں پہنچنا ناممکن ہے ۔ اوور"..... سنگ ہی نے کہا۔

"تم ہوشیار رہنا ۔ تم تو جانتے ہو عمران وہ انسان ہے جو ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے ۔ اوور"..... تھریسیا نے کہا۔

"اور تم بھی جانتی ہو کہ سنگ ہی کسی سے کم نہیں ہے ۔ اوور"..... سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں ۔ میں جانتی ہوں لیکن جہاں عمران اور کرنل فریدی کا نام آتا ہے وہاں مجھے وہم سا ہونے لگتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عمران ہمیں کئی بار شکست دے چکا ہے لیکن ہم اسے ایک بار بھی مات نہیں دے سکے ۔ اوور"..... تھریسیا نے کہا۔

"اس بار اسے بڑی بری شکست ہو گی اور پھر اسے یا تو زیرو لینڈ کا شہری بننا پڑے گا یا پھر موت کو گلے لگانا پڑے گا ۔ اوور"..... سنگ ہی

نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں تک تھریسیا خاموش رہی۔

" کرنل فریدی اور علی عمران کی موت کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ۔ ہمارا فائدہ اس میں ہے کہ وہ زیرو لینڈ کے لئے اپنی خدمات وقف کر دیں اور زیرو لینڈ کے وفادار شہری بن جائیں ۔ اوور"..... تھریسیا نے کہا۔

" اسے ایک بار یہاں آنے تو دو پھر دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے ۔ اول تو اس کا یہاں تک پہنچنا ہی ناممکن ہے ۔ اوور"..... اس مرتبہ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی چاہتا تو یہی تھا کہ عمران اور کرنل فریدی زیرو لینڈ میں شامل ہو جائیں۔

" اوکے ۔ وش یو گڈ لک ۔ اوور اینڈ آل "..... تھریسیا نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ وہ رات ایسے ہی گزر گئی ۔ اگلے دن بھی سنگ ہی کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے عمران کا انتظار تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران اب لازماً یہاں پہنچے گا۔ کیپٹن حمید کی ٹیم کی طرف سے اسے کوئی فکر نہیں تھی ۔ اگر کرنل فریدی ہوتا تو پھر اسے اس کی بھی فکر ہوتی لیکن کیپٹن حمید میں اتنا دم خم نہیں تھا کہ وہ نانیقہ جیسے پر خطر جنگلات میں ان کے خلاف کوئی کام کر سکتا۔ اب اسے صرف عمران سے ہی خطرہ تھا اور عمران ہی کی وجہ سے وہ تمام کام چھوڑ کر کنٹرول روم میں بیٹھ گیا تھا۔ گزشتہ روز کی طرح وہ آج بھی جنگلات کے مختلف مناظر دیکھ رہا تھا کہ اچانک واچ ٹرانسمیٹر پر اسے سگنل موصول ہونے لگا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ تھریسیا کالنگ ۔ اوور"..... دوسری طرف سے تھریسیا کی آواز سنائی دی ۔ اس کے لہجے میں دبا دبا جوش سنگ ہی نے محسوس کر لیا تھا۔

" یس ۔ سنگ ہی اٹنڈنگ یو ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے ۔ اوور"..... سنگ ہی نے پوچھا۔

" ہاں ۔ کیپٹن حمید کی تمام ٹیم کو میں نے پکڑ لیا ہے ۔ اوور"..... تھریسیا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

" ویری گڈ ۔ تفصیل بتاؤ ۔ اوور"..... سنگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" میں ریڈ سپاٹ کے کنٹرول روم سے ارد گرد کے علاقے کو مانیٹر کر رہی تھی کہ میں نے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔ ہمارے آدمیوں نے جال پھینک کر انہیں بے بس کیا اور ساتھ ہی ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی ۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوئے ہمارے آدمی انہیں اٹھا لائے ۔ اب میں نے انہیں مخصوص کرسیوں پر باندھ دیا ہے اور وہ ابھی تک بے ہوش ہیں ۔ اوور"..... تھریسیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تھریسیا ۔ یہ ہماری توقع کے برعکس یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے پراجیکٹس کے لئے خطرہ ہیں ۔ ان کا زندہ رہنا ٹھیک نہیں ہے ۔ میں ابھی آ رہا ہوں ۔ ہمارا

سب سے پہلا کام ان کا خاتمہ کرنا ہے ۔ اوور“.... سنگ ہی نے کہا اور پھر جواب سنے بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”بون“.... سنگ ہی نے کنٹرول روم میں بیٹھے ہوئے اپنے آدمی سے کہا۔ ان کی غیر موجودگی میں یہی بون کمپیوٹر آپریٹ کرتا تھا۔

”یس سر“.... بون نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں ریڈ سپاٹ تک جا رہا ہوں ۔ اگر بلیک سپاٹ ایریئے میں کوئی انسان آ جائے تو اپنے آدمیوں کو لوکیشن بتا کر اسے خصوصی جال کے ذریعے پکڑ لینا ۔ ہاں اس پر بے ہوشی کی گیس بھی فائر کرنی ہے ۔ اگر ایک سے زیادہ انسان ہوں تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرنا ہے اور پھر انہیں بلیک روم میں الیکٹرک چیئرز پر باندھ دینا اور جب تک میں نہ آ جاؤں ان کے سروں پر مشین گنیں لئے کھڑے رہنا اگر وہ معمولی سی حرکت کرتے نظر آئیں تو ان پر فائر کھول دینا“.... سنگ ہی نے بون کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر“.... بون نے کہا تو سنگ ہی کنٹرول روم سے باہر نکل گیا جبکہ بون سنگ ہی کی کرسی پر آ بیٹھا۔ سنگ ہی کو ابھی وہاں سے گئے بمشکل دس منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ بون چونک اٹھا ۔ ایک مانیٹر پر اسے پانچ افراد دکھائی دیئے جن میں چار مرد اور ایک عورت تھی اور وہ گھوڑوں پر سوار تھے جبکہ ایک حبشی ان کے گھوڑوں کے آگے پیدل چل رہا تھا ۔ لیکن یہ حبشی ان جنگلات کے حبشیوں سے اس لئے مختلف نظر آ رہا تھا کہ اس نے جدید

دنیا کا لباس پہنا ہوا تھا ۔ گھوڑوں پر سوار پانچوں افراد جدید دنیا سے تعلق رکھتے تھے ۔ بون نے اپنے قریب رکھا ہوا ایک چھوٹے سائز کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور فریکونسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ۔ ہیلو ۔ جیگور ۔ بون کالنگ ۔ اوور“.... بون نے بار بار کال کرتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد اس کی کال رسیو کر لی گئی تو اس نے جیگور کو ان چھ افراد کے متعلق بتایا اور پھر جو ہدایات سنگ ہی نے اسے دی تھیں وہ اس نے جیگور کو دے دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر کے کمپیوٹر کی سکرین پر ان چھ افراد کو دیکھنے لگا ۔ کچھ ہی دیر بعد اس نے دیکھا کہ درختوں سے ان چھ افراد پر جال آ گرے اور وہ سب جال میں پھنس گئے ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ایک آدمی کو دیکھا جو ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر رہا تھا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ تمام افراد بے ہوش ہو گئے ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ٹرانسمیٹر سے میوزک کی آواز ابھرنے لگی تو اس نے اپنا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ۔ بون میں جیگور بول رہا ہوں ۔ ہم نے ان چھ افراد کو بے ہوش کر دیا ہے ۔ اوور“.... جیگور کی آواز سنائی دی۔

”میں نے دیکھ لیا ہے ۔ تم ان افراد کو بلیک سپاٹ پر لے آؤ ۔ اوور“.... بون نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ وہ ایک بار پھر اپنے ایریئے کا جائزہ لینے لگا ۔ وہ تسلی کر لینا چاہتا تھا کہ کہیں ان کے کچھ ساتھی پیچھے نہ رہ گئے ہوں۔

ایگل فور زمین پر گر کر تڑپنے لگا تھا جبکہ ایک انتہائی باریک اور چھوٹا سا سانپ تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کرنل زید اور مائرہ کے ریوالورں سے بیک وقت فائر ہوئے اور جھاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے سانپ کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔ کرنل زید تیزی سے میڈیکل باکس کی طرف بڑھا جبکہ ڈاگر نے اس دوران ایگل فور کے پاؤں پر اپنا رومال باندھ کر خنجر سے کٹ بھی لگا دیا تھا۔ کٹ لگنے والی جگہ سے خون نکل رہا تھا لیکن خون کی سرخی نیلاہٹ لئے ہوئے تھی۔

کرنل زید نے ایک انجکشن تیار کر کے ایگل فور کو لگایا لیکن بے سود۔ ایگل فور نے ایک طویل ہچکی لی جو اس کی آخری ہچکی ثابت ہوئی۔ اس ہچکی کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ ڈاگر نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ ان سب

اندر اداسی کی ایک لہر اترتی چلی گئی۔ وہ سانپ اس قدر زہریلا تھا کہ محض چند سیکنڈ میں ہی ایگل فور موت کا شکار ہو گیا تھا۔ پھر ڈاگر چونک اٹھا۔ ایگل فور کا تمام جسم نیلا ہو رہا تھا۔

"اوہ۔ ایگل فور کا جسم تو نیلا پڑتا جا رہا ہے"..... ڈاگر نے کہا تو ان سب نے غور سے ایگل فور کی لاش کی طرف دیکھا۔

"ہمیں جلد از جلد اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے اور جلد از جلد اس کی تدفین کر دینی چاہئے"..... کرنل زید نے کہا۔

"تم دونوں جلدی سے قبر تیار کر لو"..... ڈاگر نے ایگل ون اور ٹو سے کہا تو وہ دونوں بڑے بیگ کی طرف بڑھے۔ بیگ میں زمین کھودنے کا سامان موجود تھا۔ کرنل زید یہ سامان اس لئے لے کر چلا تھا کہ اگر کہیں کسی وجہ سے زمین کھودنی پڑ جائے تو انہیں کوئی دقت نہ ہو۔

"اب رہنے دو۔ زمین کھودنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"..... کرنل زید نے بوجھل سے لہجے میں کہا۔ انہوں نے ایگل فور کی نعش کی طرف دیکھا۔ نعش پانی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ ان سب کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹنے لگیں۔ اس قدر زہریلا سانپ تو انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر کچھ ہی دیر میں ایگل فور کی نعش مکمل طور پر پانی بن گئی۔ اس کی ہڈیاں تک گل گئی تھیں۔

"ہم نے آگے بڑھنا ہے"..... کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو

ان سب نے سامان اٹھا لیا۔ ان کے دل نہایت رنجیدہ تھے لیکن انہوں نے آگے بڑھنا تھا۔ مشن کی کامیابی ان کا مقصد تھا اور اس مقصد کے لئے جان کی قربانی دینا ان کا فرض تھا۔ ایگل فور بھی مشن پر قربان ہوا تھا۔ اس کی موت سے ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا جذبہ بڑھا تھا۔ اب وہ ایک نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔

وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ انہیں رکنا پڑا۔ ان کے رکنے کی وجہ ایک حبشی تھا۔ یہ حبشی جدید دنیا کے مہذب لباس میں تھا اس لئے اسے دیکھ کر وہ حیران ہوئے تھے۔ مائرہ نے فوراً ریوالور کا رخ اس کی طرف کیا۔

"گولی مت چلانا"۔۔۔۔ اچانک اس حبشی نے چیخ کر کہا۔

"قریب آؤ"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا تو وہ ان کے قریب آ گیا لیکن وہ خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"کون ہو تم اور اس جنگل میں کیا کر رہے ہو"۔۔۔۔ کرنل زید نے اس حبشی سے پوچھا۔

"میرا نام نیتو ہے۔ میں ایک گائیڈ ہوں۔ میں کچھ لوگوں کے ساتھ اس جنگل میں آیا تھا۔ وہ ایک عمارت کی تلاش میں تھے۔ میں انہیں اس عمارت سے کچھ فاصلے پر چھوڑ کر اب واپس جا رہا ہوں"۔۔۔۔ نیتو نے کہا تو وہ سب ایک دوسرے کو معنی خیز انداز میں دیکھنے لگے اگر یہ حبشی ٹھیک کہہ رہا تھا تو یہ ان کے لئے بہت بڑی کامیابی تھی۔

وہ انہیں بھی اس عمارت تک پہنچا سکتا تھا۔

"پہلے تو تم اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا نام نیتو ہے اور تم ایک گائیڈ ہو"۔۔۔۔ ڈابگر نے کہا۔

"میرے پاس انگولا کے محکمہ سیاحت کا کارڈ ہے"۔۔۔۔ نیتو نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر کرنل زید کو دکھایا۔ کرنل زید نے کارڈ دیکھا۔ کارڈ کے مطابق اس نے ٹھیک کہا تھا۔

"یہ ایک خطرناک جنگل ہے۔ تم اس جنگل میں نہتے اور اکیلے کیسے گھوم رہے ہو"۔۔۔۔ ڈابگر نے پوچھا۔

"جناب۔ میں نہتا نہیں ہوں۔ میرے پاس مشین پسٹل ہے اور اکیلا میں اس جنگل میں اس لئے پھر سکتا ہوں کہ یہ جنگل میرا گھر ہے میں اسی جنگل کے ایک قبیلے میں پیدا ہوا تھا۔ آج سے پانچ سال پہلے میں شہر گیا۔ جدید تہذیب سے روشناس ہوا اور پھر گائیڈ کے پیشے کو اپنا لیا۔ میں بھاری معاوضہ لے کر افریقہ کے جنگلات میں سیاحوں کو لے کر آتا ہوں"۔۔۔۔ نیتو نے کہا اور پھر مشین پسٹل نکال کر انہیں دکھانے لگا۔

"تم نے جس عمارت کا ذکر کیا ہے وہ کہاں ہے اور تم نے کیسے دیکھی"۔۔۔۔ کرنل زید نے پوچھا۔

"جناب۔ اگر ہم پیدل چلیں تو کل شام تک اس عمارت کے قریب پہنچ جائیں گے لیکن میں اس عمارت کے بالکل قریب نہیں جا سکتا بلکہ میں ہی کیا کوئی بھی نہیں جا سکتا کیونکہ جو بھی اس عمارت

کے قریب جاتا ہے جل جاتا ہے۔ ہمارے قبیلے کے کئی جنگلی اس کے قریب جا کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب کوئی بھی جنگلی اس طرف نہیں جاتا۔ میں جن افراد کو لے کر آیا تھا انہیں بھی کافی فاصلے پر وہ عمارت دکھا کر اور اس عمارت کے بارے میں بتا کر واپس آ گیا ہوں۔ میرے واپس آنے تک وہ لوگ ابھی وہیں کھڑے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے".... نیتو نے کہا۔

"اب تم ہمیں بھی وہاں تک پہنچاؤ گے".... کرنل زید نے اس کے خاموش ہونے کے بعد اس سے پوچھا۔

"جناب۔ میرا مشورہ تو یہی ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں۔ وہاں یا تو وچ ڈاکٹر رہتے ہیں یا پھر روحیں اس لئے تو اس عمارت کے قریب جاتے ہی لوگ جل جاتے ہیں".... نیتو نے انہیں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے وہاں لازماً جانا ہے۔ ان وچ ڈاکٹروں اور بدروحوں سے ہم خود ہی نمٹ لیں گے".... کرنل زید نے کہا۔

"جناب۔ میرا کام تھا آپ کو مشورہ دینا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ اگر آپ بضد ہیں تو میں آپ کو اس طرف لئے چلتا ہوں لیکن آپ کو معاوضہ دینا ہو گا".... نیتو نے کرنل زید سے کہا۔

"ہم تمہیں مناسب معاوضہ دینے کو تیار ہیں".... کرنل زید نے جلدی سے کہا۔

"جناب۔ میرا معاوضہ صرف ایک ہزار ڈالر ہے".... نیتو نے

کہا۔

"ہم تمہیں ایک ہزار ڈالر ادا کر دیں گے۔ تم چلو ہمارے ساتھ".... کرنل زید نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں".... نیتو نے کہا اور پھر ان کا قافلہ ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ چلتے چلتے جب وہ کچھ تھکان محسوس کرنے لگے اور بھوک نے بھی انہیں ستانا شروع کیا تو وہ ایک جگہ رک گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ کھانا کھا لیں اور کچھ دیر آرام کر لیں اور پھر آگے بڑھیں گے۔ وہ زمین پر دری بچھا کر بیٹھ گئے۔ خشک خوراک ان کے پاس وافر مقدار میں موجود تھی۔ انہوں نے کھانا کھایا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اس دوران نیتو نے رفع حاجت کے لئے کرنل زید سے اجازت لی اور پھر اٹھ کر کافی فاصلے پر موجود جھاڑیوں کی طرف چلا گیا۔ جب وہ جھاڑیوں میں غائب ہوا تو مائرہ کسی بلی کی مانند اچھلی اور بلی ہی کی طرح چلتے ہوئے ان جھاڑیوں کی طرف بڑھی جس طرف نیتو گیا تھا۔

"کرنل صاحب۔ ایکریمیا میں مائرہ کو ٹریننگ دینے والا ایک افریقی تھا اور اس افریقی کا جنگلوں میں آنا جانا بھی رہتا تھا۔ اسے جنگلیوں کی زبان آتی تھی۔ مائرہ نے جنگلی زبان میں کچھ سدھ بدھ لی ہوئی ہے اگر یہ نیتو رفع حاجت کے لئے گیا ہے تو ٹھیک اور اگر کسی اور مقصد کے لئے گیا ہے تو ابھی پتہ چل جائے گا".... ڈاگر نے کرنل زید سے کہا تو کرنل زید کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی اور اس

نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر کچھ دیر بعد انہوں نے مائرہ کو واپس آتے دیکھا۔ وہ واپس بھی اسی طرح بلی کی مانند آئی تھی۔ حیرت انگیز طور پر اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ ابھی وہ اپنی جگہ اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ نیتو جھاڑیوں میں سے نمودار ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

"نیتو صاحب۔ آپ کا مشین پسٹل اصلی ہے یا نقلی"۔۔۔۔ مائرہ نے نیتو سے پوچھا۔

"بالکل اصلی ہے۔ یہ دیکھیں"۔۔۔۔ نیتو نے مائرہ سے کہا اور مشین پسٹل اسے دکھایا۔ وہ مشین پسٹل کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ مائرہ چند لمحوں تک اس کا جائزہ لیتی رہی پھر وہ نیتو کی طرف متوجہ ہوئی۔

اور تمہاری جیب میں کیا ہے۔ کیا کیلکولیٹر ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے اس سے پوچھا۔

"جی۔ جی ہاں کیلکولیٹر ہے"۔۔۔۔ نیتو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"دکھاؤ مجھے۔ میں ذرا حساب لگاؤں کہ ایک ہزار ڈالر ہماری کرنسی میں کتنی رقم بنتی ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا تو نیتو نے جیب سے کیلکولیٹر نکال تو لیا لیکن مائرہ کی طرف نہیں بڑھایا۔

"یہ خراب ہو گیا ہے۔ کام نہیں کر رہا"۔۔۔۔ نیتو نے کہا۔ مائرہ نے اٹھ کر اس سے کیلکولیٹر چھین لیا اور پھر واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔ نیتو کا چہرہ بجھ سا گیا تھا۔

"میں کیلولیٹر کی کاریگر ہوں۔ میں اسے کھول کر ٹھیک کر لیتی

ہوں"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا۔

"یہ اب ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہ بالکل ناکارہ ہو چکا ہے"۔۔۔۔ نیتو نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی ان جنگلی قبائل سے تعلق رکھتے ہو۔ اب اپنے بارے میں تفصیل تم خود بتاؤ گے"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا۔

"میں بتا تو چکا ہوں مس۔ میں سیدھا سادا گائیڈ ہوں"۔۔۔۔ نیتو نے کہا۔ پھر اچانک ایک دھماکہ ہوا اور نیتو کے بوٹ سے خون بہنے لگا۔ مائرہ نے اس کے پاؤں پر فائر کیا تھا۔ اس فائر سے اس کے پاؤں کا انگوٹھا اڑ گیا تھا۔ دھماکے کے ساتھ ہی نیتو کی چیخ بھی بلند ہوئی تھی۔

"اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو مسٹر نیتو"۔۔۔۔ مائرہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مس۔ سر۔ آپ اسے سمجھائیں"۔۔۔۔ نیتو نے پہلے مائرہ اور پھر کرنل زید سے مخاطب ہو کر کہا مگر کرنل زید نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اسی لمحے دوسرا دھماکہ ہوا اور اس مرتبہ نیتو کا کان اڑ گیا۔ وہ بوکھلا کر چیخ مارتے ہوئے زمین پر گر گیا۔

"اٹھو نیتو ورنہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا تو وہ اٹھ بیٹھا اور خوفزدہ نظروں سے مائرہ کو دیکھنے لگا۔ اس کے کان سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

"بولو نیتو۔ بولو۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا۔

"میں سچ کہہ "..... ابھی اس کا جملہ ادھورا ہی تھا کہ مائرہ نے ایک اور فائر کر دیا۔ اس مرتبہ اس کا دوسرا کان اڑ گیا تھا۔

"تت۔ تم۔ بب۔ بہت ظالم ہو"..... نیتو نے تکلیف کے سبب بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم سے کم ظالم ہوں نیتو۔ تم تو انسانوں کو بھون کر کھا جاتے ہو"..... مائرہ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ مائرہ کی بات سن کر ان سب نے چونک کر نیتو کی طرف دیکھا جبکہ نیتو کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب اگر تم نہ بولے تو اگلی گولی تمہارے ماتھے میں سوراخ بنا دے گی"..... مائرہ نے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ تم تو واقعی بہت ظالم ہو۔ میرا نام نیتو ہی ہے۔ میں واقعی آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ میں پانچ سال پہلے جدید دنیا میں پہنچ گیا تھا۔ وہاں کی تہذیب اپنا کر میں گائیڈ بن گیا۔ میں کئی لوگوں کو اپنے ساتھ اپنے قبیلے تک لایا اور پھر انہیں دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا۔ یہ ٹرانسمیٹر بھی میں نے انگولا کے ایک شہر سے لیا۔ دوسرا ٹرانسمیٹر میں نے اپنے قبیلے کے سردار کو لا کر دیا۔ میں جب کسی شکار کو لاتا ہوں تو سردار کو اس کی خبر کرتا ہوں موقع ملتے ہی قبیلے کے لوگ شکار کو قابو کر لیتے ہیں۔ شکار جب سو رہا ہو یا پھر میں کھانے پینے کی کسی چیز میں بے ہوشی کی دوا ملا دیتا ہوں اور پھر ہم شکار کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے جاتے ہیں۔ بے ہوش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ریوالور وغیرہ نہ چلا سکے۔ ہم اپنے کسی ایک آدمی کا نقصان بھی نہیں کرنا چاہتے"..... نیتو نے اپنے بارے میں بتایا تو ان سب کو ہی اس پر سخت غصہ آ گیا۔

"تم کچھ افراد کا ذکر کر رہے تھے جو کسی عمارت کی تلاش میں یہاں آئے تھے"..... کرنل زید نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ آئے تھے۔ میں نے ان کی چائے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی اور پھر ہم نے انہیں دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیا"..... نیتو نے کرنل زید سے کہا تو وہ اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگا۔ اس کے ذہن میں فوراً علی عمران اور کرنل فریدی کا نام ابھر آیا تھا۔

"ان کے حلیئے بتاؤ۔ جلدی کرو"..... کرنل زید نے بے چینی سے پوچھا۔ نیتو نے حلیئے بتا دیئے۔ حلیئے سن کر اسے اطمینان ہوا کیونکہ عمران یا کرنل فریدی کا حلیہ ان سے مختلف تھا۔

"اس عمارت کے بارے میں تم کتنا جانتا ہو"..... عمران اور کرنل فریدی کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد کرنل زید نے اس سے پوچھا۔

"اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا"..... نیتو نے جواب دیا تو کرنل زید اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ کرنل زید نے اس کے زخمی کان پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ نیتو کے منہ سے بے اختیار ایک چیخ بلند ہوئی۔

"تم اس عمارت کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو"..... کرنل

زید نے غراتے ہوئے کہا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا"..... نیتو نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔ کرنل زید نے اس کے زخمی کان پر ایک اور تھپڑ رسید کر دیا تو نیتو کی چیخوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

" کان تو تمہارے پہلے ہی کٹ چکے ہیں۔ اب ان آنکھوں کو بھی فارغ ہونا چاہیئے"..... کرنل زید نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں میں خنجر نظر آنے لگا۔ کرنل زید کی بات سن کر اور اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر نیتو خوفزدہ ہو گیا اور اس نے سہمی ہوئی نظروں سے کرنل زید کو دیکھا۔

" وہ۔ وہ۔ وہ عمارت تو سنگ ہی اور تھریسیا کی ہے"..... نیتو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ تو تم سنگ ہی اور تھریسیا کو بھی جانتے ہو۔ پھر تو تم عام سے جنگلی نہیں ہو"..... کرنل زید نے کہا۔

" مجھے شہری زندگی سے انہوں نے ہی متعارف کرایا تھا"..... نیتو نے کہا۔

" اس جگہ سے عمارت کا فاصلہ، راستہ اور دیگر معلومات ہمیں بتاؤ"..... کرنل زید نے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ کو عمارت تک پہنچا دوں گا"..... نیتو نے کرنل زید سے کہا۔

" نہیں۔ اب تم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ تم ہمیں نقشہ بنا دو۔

ہم خود عمارت ڈھونڈ لیں گے"..... کرنل زید نے کہا تو اس نے نقشہ بنا دیا اور پھر کرنل زید کو نقشہ سمجھانے لگا۔

" ڈابگر۔ اسے آف کر دو"..... کرنل زید نے ڈابگر سے کہا تو اس نے نیتو کی گردن پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ تڑپنے لگا۔ اس کے ہلاک ہونے کے بعد کرنل زید نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اب اسے یقین تھا کہ وہ سنگ ہی اور تھریسیا کو ڈھونڈ نکالے گا۔ نقشے کے مطابق وہ کافی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ایک جگہ ان پر اچانک درختوں پر سے جال آن گرے اور وہ ان جالوں میں پھنس گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کسی گیس کی بو محسوس ہوئی اور ان کے ذہنوں پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

سنگ ہی ابھی راستے میں ہی تھا کہ اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا اور اس نے گھوڑا روک دیا۔

" ہیلو ۔ بون سپیکنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی اسے بون کی آواز سنائی دی۔

" باس ۔ ہم نے چند اجنبیوں کو بلیک سپاٹ ایریئے سے پکڑ لیا ہے ۔ اوور"۔۔۔۔ بون نے کہا۔

" اوہ ۔ ان اجنبیوں کے حلیئے بتاؤ ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا تو بون نے حلیئے بتا دیئے ۔ یہ سو فیصد عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیئے تھے ۔ بون نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا تھا۔

" بون ۔ تم نے ان لوگوں کا خیال رکھنا ہے اور جیسے میں نے کہا تھا انہیں ہلنے کا موقع بھی نہیں ملنا چاہیئے ۔ میں اب ریڈ سپاٹ جانے کی بجائے واپس آ رہا ہوں ۔ یہ بہت ہی خطرناک لوگ ہیں ۔ اوور

آل"۔۔۔۔ سنگ ہی نے اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تھریسیا کی فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

" ہیلو تھریسیا ۔ سنگ ہی کالنگ یو ۔ اوور"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا۔

" یس ۔ تھریسیا اٹنڈنگ یو ۔ تم ابھی تک پہنچے نہیں ۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا نے کہا۔

" راستے میں ہوں تھریسیا ۔ لیکن اب میں واپس جا رہا ہوں کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک سپاٹ کے بلیک روم میں پہنچ چکے ہیں اور میں بلیک سپاٹ سے دور رہنے کا رسک نہیں لے سکتا ۔ اب تم ایسا کرو کہ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کو خود ہی ختم کر دو میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے نمٹتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور پھر اس کی بات سنے بغیر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اس نے اپنے گھوڑے کا رخ واپس موڑا اور بہت جلد واپس بلیک سپاٹ پہنچ گیا ۔ بلیک سپاٹ پر پہنچ کر وہ سیدھا بلیک روم میں گیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی الیکٹرک چیئرز سے بندھے ہوئے تھے ۔ وہ سب بے ہوشی کی حالت میں تھے ۔ ان کے چار آدمی مشین گنیں لیئے ان کے سروں پر کھڑے تھے۔

" بون کہاں ہے"۔۔۔۔ سنگ ہی نے اپنے آدمیوں سے پوچھا کیونکہ بون وہاں نہیں تھا جبکہ اس نے حکم دیا تھا کہ بون بلیک روم میں رہے ۔ پھر اس سے پہلے کہ ان مسلح افراد میں سے کوئی ایک جواب دیتا بلیک روم کا دروازہ کھلا اور بون اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ

بلیک روم میں داخل ہوا ۔ ان آدمیوں نے چھ بے ہوش افراد کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا ۔ وہ ایک عورت اور پانچ مرد تھے ۔ اس کے آدمیوں نے ان افراد کو بھی الیکٹرک چیئرز پر بٹھا دیا اور پھر الیکٹرک چیئرز کے گرد راڈز فکس کر دیئے اور وہ افراد ان راڈز میں جکڑے گئے ۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اسی انداز میں جکڑے ہوئے تھے ۔ نئے آنے والے افراد کو دیکھ کر سنگ ہی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی ۔ اس نے انہیں پہچان لیا تھا ۔ وہ کرنل زید اور اس کے ساتھی تھے ۔

" بہت خوش نظر آ رہے ہو چچا سنگ ہی "۔۔۔۔ اچانک اسے عمران کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا ۔

" تمہیں ہوش آ گیا بھتیجے "۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا ۔

" میں بے ہوش ہی کب ہوا تھا "۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

" تو تم جان بوجھ کر پکڑے گئے ہو "۔۔۔۔ سنگ ہی نے اس کے طنزیہ لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا ۔

" میں نے سوچا کہ تمہارا ٹھکانہ تلاش کرنے کے لئے کیوں خوار ہوتا پھروں ۔ تم خود ہی مجھے بلوا لو گے ۔ آخر چچا ہو میرے "۔۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" ہماری آفر اب تک قائم ہے عمران ۔ تم بھتیجے بن کر دکھاؤ "۔۔۔۔ سنگ ہی نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" کیا اب تم میرے ساتھ چل رہے ہو "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا ۔

" کہاں "۔۔۔۔ سنگ ہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ عمران کی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی ۔

" تم نے میرے ملک کا سائنس دان اغوا کیا ہے اور یہ ایک بہت بڑا جرم ہے اس لئے پاکیشیا کی جیلیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں "۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سنگ ہی نے ایک زور دار قہقہہ لگایا ۔

" اب اپنے ملک کو بھول جاؤ ۔ تم ہمارے وفادار بن جاؤ گے یا پھر مارے جاؤ گے ۔ تیسری کوئی صورت نہیں ہے "۔۔۔۔ سنگ ہی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی ۔

" یہ حسرت لئے تم قبر میں اتر جاؤ گے "۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

" قبر میں کون اترے گا اس کی ہلکی سی جھلک میں تمہیں ابھی دکھا دیتا ہوں ۔ تمہارے ان ساتھیوں کی زیرو لینڈ کو ضرورت نہیں ہے لہذا یہ ہمارے لئے بیکار ہیں اور بیکار چیزوں کو ہم فوراً ضائع کر دیتے ہیں "۔۔۔۔ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بون کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا تو بون نے اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن دے دی ۔ اس نے مشین گن سیدھی کی اور اس کا رخ عمران کے ساتھیوں کی طرف کر دیا ۔

" تمہیں اپنے ساتھیوں سے بہت پیار ہے ۔ اب تم ان کی موت

کا نظارہ کرو گے یا ہماری بات مانو گے"..... سنگ ہی نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان سے زیادہ پیارا اپنا وطن ہے"..... عمران نے کہا۔ اس کی نظر سنگ ہی کی انگلی پر تھی۔ کرسی کے ایک پائے میں بٹن لگا ہوا تھا اور عمران کے پاؤں کا انگوٹھا ایک خاص انداز میں مڑ کر اس بٹن کو چھو رہا تھا اور اس بٹن کے دبتے ہی راڈز کھل جاتے۔

"یہ بتاؤ۔ تم نے ان سائنس دانوں کو کیوں اغوا کیا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"ہم ان سے زیرو لینڈ کی فلاح و بہبود کا کام لے رہے ہیں۔ وہ مختلف پراجیکٹس پر کام کر رہے ہیں"..... سنگ ہی نے کہا۔ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کے ساتھی ہوش میں آ چکے ہیں لیکن وہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

"کوئی خاص پراجیکٹ ہو تو اس کے بارے میں بتاؤ"..... عمران نے کہا۔

"اگر تم زیرو لینڈ کا شہری بننے کا وعدہ کر لو تو میں تمہیں ایک خاص پراجیکٹ کے متعلق بتا دوں گا۔ تم ان پراجیکٹس کو سمجھ بھی جاؤ گے کیونکہ تم نے خود سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے"..... سنگ نے کہا۔

"یہ تو کسی طور ممکن نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی موت تو ممکن ہے۔ جو اس وقت ہوش میں تو ہیں لیکن بظاہر بے ہوش نظر آ رہے ہیں"..... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ عمران کے ساتھی ہوش میں آ چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر مشین گن کا رخ عمران کے ساتھیوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن اس کے ٹریگر دبانے سے پہلے ہی عمران حرکت میں آ گیا تھا۔ کلک کی ہلکی سی آواز ابھری اور عمران کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند اڑتا ہوا سنگ ہی سے جا ٹکرایا۔ اس کی ٹکر سے سنگ ہی فرش پر الٹ گیا۔ اس کی مشین گن کا ٹریگر دبا اور تڑتڑاہٹ کی آواز ابھری لیکن گولیاں بلیک روم کی چھت سے جا ٹکرائیں۔ فرش پر گرنے کی وجہ سے سنگ ہی کا سر بھی فرش سے ٹکرایا اور اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے۔

عمران نے ان لمحات سے فائدہ اٹھایا اور مشین گن چھین کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سنگ ہی کے آدمی حیران کھڑے تھے کیونکہ یہ سب کچھ ایک دو لمحوں میں ہی ہو گیا تھا۔ عمران کے اٹھتے ہی انہوں نے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں انہوں نے مشین گنیں بھی سیدھی کرنے کی کوشش کی لیکن اب انہیں بہت دیر ہو چکی تھی۔ عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے شعلے اگلے اور وہ تمام افراد گولیوں کی زد میں آ کر زمین بوس

ہونے لگے ۔ پھر عمران کو بھی ایک جھٹکا لگا۔ سنگ ہی نے اٹھ کر اس کی پشت پر ٹھوکر ماری تھی۔

عمران سنگ ہی کی طرف مڑا ہی تھا کہ سنگ ہی کی لک اس کے منہ پر پڑی اور وہ الٹ گیا۔ سنگ ہی نے اچھل کر اسے فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی لیکن عمران بھی برق رفتاری سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن اس کے سر پر مار دی ۔ یہ وار بہت کاری ثابت ہوتا اگر سنگ کے سر پر لگتا۔ سنگ ہی نے سر بروقت پیچھے ہٹا لیا تھا۔ مشین گن اس کے کندھے پر لگی ۔ سنگ ہی کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ بلند ہوتی لیکن سنگ ہی کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی اور وہ الٹی قلابازی لگا کر عمران کے پیچھے آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں خنجر چمکا اور پھر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ خنجر پیچھے دیوار میں جا لگا۔ سنگ ہی نے وہ خنجر عمران پر اچھالا تھا۔

سنگ ہی کے اس وار سے آج تک کوئی بچ نہیں پایا تھا لیکن اس کے مدمقابل بھی عمران تھا۔ عمران نے بھی اس کے ہاتھ میں خنجر کی جھلک دیکھتے ہی ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں کمرے کے دوسرے حصے کی طرف چھلانگ لگا کر خود کو اس وار سے بچایا اور پھر فرش پر قدم رکھنے سے قبل ہی اس نے مشین گن کا رخ سنگ ہی کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ سنگ ہی نے بھی بجلی کی سی تیزی سے فرش پر گر کر خود کو فائرنگ سے بچایا۔ پھر اس نے فرش پر لیٹے لیٹے

ہی چھلانگ لگائی اور تنویر کی کرسی کے پیچھے جا گرا۔ تنویر کی کرسی کی اوٹ لیتے ہی اس کے ہاتھ میں ایک اور خنجر نظر آنے لگا۔

" عمران ۔ مشین گن پھینک دو ورنہ یہ خنجر تنویر کی گردن میں پیوست ہو جائے گا"۔۔۔۔ سنگ ہی نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

" یہ تو فاؤل ہے ۔ تمہارا مقابلہ مجھ سے ہو رہا ہے ۔ تنویر کو درمیان میں مت لاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کہتے ہیں کہ جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے ۔ اب تم اچھے بچوں کی طرح میرا کہنا مانو اور مشین گن پھینک دو"۔۔۔۔ سنگ ہی نے کہا اور عمران جانتا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل کرنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچائے گا لہذا اس نے مشین گن پھینک دی ۔ مشین گن پھینکتے ہوئے ایک لمحے کے لئے اس کی نظر چوکی اور اسی ایک لمحے میں سنگ ہی نے اس پر خنجر پھینکا لیکن یہ اس کی غلط فہمی تھی ۔ اس ایک لمحے میں بھی عمران اس سے غافل نہیں ہوا تھا۔ عمران سنگ ہی کو اچھی طرح جانتا تھا ۔ اگر وہ اس ایک لمحے میں غفلت کر جاتا تو خنجر اس کی گردن میں پیوست ہو جاتا ۔ اس مرتبہ عمران برق رفتاری سے زمین پر گرا اور اس سے کہیں زیادہ تیزی سے اچھلا ۔ اچھلتے ہی اس کا رخ سنگ ہی کی طرف ہو گیا۔ سنگ ہی اپنے وار کا نتیجہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عمران کی لات اس کے سر سے ٹکرائی اور وہ زمین بوس ہو گیا۔ عمران اس پر سوار ہو گیا لیکن فوراً ہی اس نے عمران کو اچھال دیا۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں تاریکی چھا گئی۔

" اوہ مائی گاڈ ۔ یہ کیا ہو گیا"..... سنگ ہی کی تشویش میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر بلیک روم کا دروازہ کھلا ۔ اس سے پہلے کہ عمران اسے پکڑتا سنگ ہی دروازے سے باہر جا چکا تھا ۔

" اوہ ۔ یہ لائٹ کو کیا ہوا ہے ۔ بلیک روم میں موجود افراد کو بھون ڈالو"..... باہر سے سنگ ہی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے تنویر کی کرسی کے پائے میں لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے کرسی سے آزاد کر دیا اور خود سنگ ہی کے مرے ہوئے مسلح افراد کی گری ہوئی مشین گنوں میں سے ایک گن اٹھا لی ۔ کمرے میں اندھیرا تو تھا لیکن انہیں دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا ۔ تنویر نے بھی پھرتی سے صفدر کو کرسی سے آزاد کرایا اور خود ایک مشین گن کی طرف بڑھا ۔ اسی لمحے بلیک روم کا دروازہ کھلا اور چند مسلح افراد دکھائی دیئے ۔ دروازہ کھلنے کی وجہ سے کمرے میں روشنی ہو گئی تھی ۔ جیسے ہی وہ افراد دکھائی دیئے عمران اور تنویر کی مشین گنوں سے شعلے نکلے ۔ ان افراد کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ دروازے میں ہی گرنے لگے ۔

صفدر نے اپنے دیگر ساتھیوں کو کرسیوں سے آزاد کرایا ۔ کرنل زید اور اس کے ساتھی بھی ہوش میں آ چکے تھے ۔ صفدر نے انہیں بھی کرسیوں سے آزاد کرا دیا ۔ کمرے میں آنے کی کوشش کرنے والے افراد دروازے میں ہی گر کر دم توڑ چکے تھے ۔ عمران دروازے کی طرف بڑھا اور باہر کی آوازیں سننے لگا ۔ اس نے اچھل کر ان

لاشوں کو پھلانگا اور باہر برآمدے میں آ گیا ۔ برآمدے میں کچھ فاصلے پر پانچ چھ افراد نہایت خاموشی سے کھڑے تھے ۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کا رخ بلیک روم کی طرف تھا ۔ عمران نے برآمدے میں آتے ہی ان پر فائر جھونک دیا ۔ فائر کرنے کی ان افراد کی حسرت ان کے دل میں ہی رہی اور وہ عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن کی گولیوں کا شکار ہو گئے ۔ ان کے گرنے کے بعد عمران نے اس عمارت کا جائزہ لیا اور اس نے محسوس کیا کہ اب سنگ ہی اس عمارت سے نکل چکا ہے ۔

" باہر آ جاؤ"..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی اور کرنل زید اور اس کے ساتھی کمرے سے باہر آ گئے ۔ اسی لمحے انہیں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔ وہ برآمدے میں موجود ستونوں کی اوٹ میں ہو گئے ۔ انہوں نے دس بارہ مسلح افراد کو دوڑ کر برآمدے کی طرف آتے ہوئے دیکھا ۔ یہ لوگ شاید عمارت سے باہر جنگل میں رہنے والے افراد تھے اور فائرنگ کی آوازیں سن کر آئے تھے ۔ ان تمام کو بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی فائرنگ نے لمحے بھر میں موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ اس کے بعد وہ کچھ دیر تک مزید افراد کا انتظار کرتے رہے لیکن مزید افراد نہ آئے ۔

" صفدر اور تنویر تم دونوں اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف جاؤ اور مین گیٹ کا خیال رکھو ۔ ہم اس بلڈنگ کی تلاشی لیتے ہیں"..... عمران نے صفدر اور تنویر سے کہا تو وہ دونوں اندازے سے ایک

طرف بڑھ گئے۔

" سب لوگ نہایت باریک بینی سے اس بلڈنگ کی تلاشی لو ۔ ہو سکتا ہے اس کے نیچے تہہ خانہ ہو اور ہمارے سائنس دان وہاں موجود ہوں "..... عمران نے وہاں پر موجود اپنے اور کرنل زید کے ساتھیوں سے کہا ۔ اس کے اپنے ساتھیوں میں صرف جولیا ہی تھی جو تہہ خانہ تلاش کرنے میں اس کی مدد کر سکتی تھی۔

" سوری سر ۔ آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا "..... مائرہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔ وہ عمران سے بہت مرعوب نظر آ رہی تھی ۔ اس نے سنگ ہی اور عمران کی فائٹ دیکھ لی تھی ۔ اس فائٹ نے اسے بہت متاثر کیا تھا۔

" مائرہ ۔ ان کا نام علی عمران ہے اور یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں ۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقاعدہ رکن نہیں ہیں ۔ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیوں میں ان کے نام کی دھوم ہے "..... کرنل زید نے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ علی عمران صاحب ۔ ان کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے ۔ بڑے بڑے بین الاقوامی مجرم ان کے نام سے کانپتے ہیں "..... ڈاگر نے عمران کا نام سنا تو وہ بھی متاثر ہوتے ہوئے بولا ۔ اس نے بھی عمران کی بہت تعریف سن رکھی تھی۔

" میرا خیال ہے پہلے کام کر لیا جائے ۔ اس کے بعد جو لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے وہ تعارف حاصل کر لیں "..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ نجانے یہاں کی لائٹ کیوں چلی گئی ہے "..... کرنل زید نے کہا۔

" یہ بھی معلوم ہو جائے گا ۔ پہلے اپنے سائنس دانوں کا سراغ لگانے کی کوشش کی جائے "..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اکٹھے ہی اس عمارت کی تلاشی لینی چاہیئے "..... کرنل زید نے کہا۔

" چلیئے ۔ ایسا کر لیتے ہیں ۔ جوزف ۔ ہمارا سامان بلیک روم میں موجود ہے ۔ تم اپنے سامان سے ٹارچ نکال لاؤ "..... عمران نے پہلے کرنل زید اور پھر جوزف سے کہا تو جوزف بلیک روم میں چلا گیا ۔ سنگ ہی کے آدمی انہیں سامان سمیت بلیک روم میں لے آئے تھے ان کا سامان انہوں نے ایک کونے میں رکھ دیا تھا جبکہ انہیں کرسیوں سے جکڑ دیا تھا ۔ عمران نے وہ سامان کونے میں پڑا دیکھا تھا چند لمحوں بعد جوزف ایک ٹارچ لے آیا ۔ کمرے کے باہر تو دن کی روشنی موجود تھی لیکن کمروں کے اندر اندھیرا تھا ۔ جوزف ٹارچ لے آیا تو وہ ایک کمرے میں داخل ہو گئے ۔ دروازہ انہوں نے کھلا رہنے دیا تھا اس لئے یہاں ٹارچ جلانے کی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

" سر ۔ آپ کا ملک بہت عظیم ہے "..... ایک کمرے کی چیکنگ کے دوران مائرہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس میں کوئی شک نہیں ۔ لیکن آپ کو یہ احساس کیونکر

ہوا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" سر۔ جس ملک کے فرزند آپ جیسے ہوں اس ملک نے تو عظیم ہونا ہی ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا۔ وہ عمران سے بہت ہی متاثر لگ رہی تھی۔ اس کی اس بات پر جولیا نے اسے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

" مائرہ۔ آپ ایک سیکرٹ ایجنٹ ہو کر عمران سے اتنا متاثر ہو رہی ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے مائرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سیکرٹ ایجنٹ بنے مجھے ابھی چند روز ہی ہوئے ہیں اور عمران صاحب جیسی شخصیت برسوں سے میری آئیڈیل ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے کہا تو جولیا اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگی۔

" سوری مس۔ آپ شاید مسز عمران ہیں"۔۔۔۔ مائرہ نے اس کی غصیلی نظروں سے گھبرا کر کہا تو کرنل زید اور سلیمان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جوزف کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ جولیا جھینپ سی گئی تھی۔

" نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔۔۔۔ جولیا نے شرمسار سے لہجے میں کہا۔

" مائرہ۔ یہ جولیا ہیں۔ میری باس ہیں کیونکہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہیں"۔۔۔۔ عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ آئی ایم سوری۔ ویسے ایک بات پر مجھے شدید حیرت ہو رہی ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کس بات پر حیرت ہو رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" مس جولیا یورپین لگ رہی ہیں۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں غیر ملکی شامل کر لئے جاتے ہیں"۔۔۔۔ مائرہ نے پوچھا۔

" مس جولیانا کسی زمانے میں سوئٹزر لینڈ کی شہری تھیں۔ اب یہ پاکیشیا کی شہری ہیں اور پاکیشیا کو ان پر فخر ہے اس لئے یہ اتنے اہم عہدے پر فائز ہیں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو پاکیشیا کے صدر مملکت سے زیادہ بااختیار اور طاقتور ہیں اور جو اختیارات چیف ایکسٹو کو حاصل ہیں ہماری ڈپٹی چیف بھی وہ اختیارات استعمال کر سکتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مائرہ سے کہا تو اس کے چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا لیکن وہ زبان سے کچھ نہیں بولی۔

" مس مائرہ۔ پاکیشیا کو مجھ پر نہیں بلکہ مجھے یہ فخر ہے کہ میں پاکیشیائی ہوں۔ پاکیشیا واقعی بہت عظیم ملک ہے اور اس کا شہری ہونا اعزاز کی بات ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مائرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان باتوں کے دوران انہوں نے کئی کمرے چیک کر لئے تھے۔ آخر میں عمران کو تہہ خانے کے آثار مل گئے۔ عمران ایک کمرے میں جا کر اس کا جائزہ لینے لگا۔

" مجھے یقین ہے کہ تہہ خانے کا راستہ اسی کمرے سے جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر کمرے کی چیکنگ کرنے لگا۔ چیکنگ کرتے ہوئے وہ کمرے کے اٹیچ باتھ میں گیا تو اس کے چہرے پر

مسکراہٹ پھیل گئی۔ تہہ خانے کا سسٹم شاور کے ساتھ منسلک تھا اس قسم کے سسٹم کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ اس نے شاور کے ہینڈل کو تین بار مخصوص انداز میں گھمایا تو باتھ روم سے ملحقہ ڈریسنگ روم میں موجود الماری اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ چند لمحوں میں وہاں خلاء نظر آنے لگا اور کرنل زید اب ڈریسنگ روم میں کھڑے اندر جانے کا سوچ ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر آبیلا اس خلاء سے باہر آئی۔ کرنل زید ڈاکٹر آبیلا کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ ڈاکٹر آبیلا کے بعد دیگر سائنس دان بھی اس خلاء سے باہر آگئے۔ پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر احمد خان بھی ان میں شامل تھے۔

" میں نے ان کے تمام نظام کو بے کار کر دیا ہے کرنل زید"..... ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

" وہ کیسے "..... کرنل زید نے اس سے پوچھا۔ سب کے چہروں پر تجسس تھا۔

" میں نے ان کے الیکٹرک سسٹم نظام کو تباہ کر دیا ہے اور اب جب تک یہ اس نظام کو ٹھیک نہ کر لیں لیبارٹری میں کوئی کام نہیں ہو سکتا اور بجلی کے نظام کو ٹھیک ہونے میں کئی ہفتے لگ جائیں گے۔ یہ انجنیئرز لے کر آئیں گے اور وہ انجنیئرز کئی ہفتوں تک کام کرتے رہیں تو وہ دوبارہ اس نظام کو چلانے میں کامیاب ہو سکیں گے "..... ڈاکٹر آبیلا نے کرنل زید سے کہا اور پھر مزید تفصیل بھی بتائی۔

" مجھے یقین تھا کرنل زید کہ تم یہاں ضرور آؤ گے "..... ڈاکٹر آبیلا نے کرنل زید سے کہا۔

" یہ سب عمران صاحب کی مہربانی ہے۔ جزیرہ نانیقہ کے متعلق انہوں نے ہی ہمیں معلومات فراہم کیں۔ اگر یہ ہمیں معلومات فراہم نہ کرتے تو ہم کبھی بھی یہاں نہ پہنچ سکتے تھے "..... کرنل زید نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" اس مشن میں نجانے کیا ہو گیا ہے۔ سب ہی میری تعریفیں کئے جا رہے ہیں "..... عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ پوری دنیا میں آپ کی دھوم بلاوجہ تو نہیں مچی ہوئی "..... ڈاکٹر آبیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر آبیلا۔ میرا خیال ہے کہ میں بھی ایک نظر لیبارٹری کو دیکھ لوں "..... عمران نے کہا۔

" جی ہاں۔ ضرور "..... ڈاکٹر آبیلا نے کہا اور تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

" کرنل زید اور جولیا ہمارے ساتھ آجائیں۔ باقی لوگ یہاں ہمارا انتظار کریں "..... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف سے ٹارچ لی اور وہ چاروں تہہ خانے میں اتر گئے جہاں زیرو لینڈ والوں نے لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی۔ وہ اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ مین گیٹ پر صفدر اور تنویر موجود تھے۔

"کوئی انہونی تو نہیں ہوئی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔

"نہیں ۔ ابھی تک تو کوئی انہونی نہیں ہوئی عمران صاحب"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اب ہم واپس کیسے جائیں گے"۔۔۔۔ سلیمان نے عمران سے پوچھا۔

"تم کیا سمجھ رہے ہو مشن مکمل ہو گیا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ ہمیں سنگ ہی اور تھریسیا سے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے سائنس دان اغوا کئے تھے ۔ اگر وہ فارمولا ان کے پاس رہا تو وہ دوبارہ ہمارے سائنس دانوں کو اغوا کر لیں گے ۔ نہ صرف ان سے فارمولا حاصل کرنا ہے بلکہ ان کا خاتمہ بھی بہت ضروری ہے ۔ وہ بین الاقوامی مجرم ہیں ۔ ان کی موت کئی ممالک کے مفاد میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سنگ ہی تو فرار ہو گیا ہے ۔ اب اس سے فارمولا کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ مائرہ نے پوچھا۔

"فرار ہو کر وہ کہیں دور نہیں گیا ۔ ادھر کہیں قریب ہی ہو گا ۔ سنگ ہی اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اس کی ساتھی تھریسیا بھی ہے ۔ شاید نانوتا اور فنچ بھی ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ کرنل زید اور مائرہ ہمارے ساتھ رہ جائیں ۔ ڈابگر تم اور تمہارے تینوں ساتھی ان سائنس دانوں کو لے کر انگولا کے دارالحکومت چلے جائیں ۔ ہم بعد

میں تم سے آن ملیں گے"۔۔۔۔ عمران نے پہلے مائرہ اور پھر ڈاکٹر آبیلا سے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر آبیلا ۔ تم ایسا ہی کرو ۔ اس طرح سائنس دان محفوظ ہو جائیں گے"۔۔۔۔ کرنل زید نے کہا۔

"اوکے ۔ اگر آپ دونوں لیڈران کا یہ حکم ہے تو میں انکار نہیں کرتی"۔۔۔۔ ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

"یہ بلیک سپاٹ سے ساحل سمندر تک جانے کے راستے کا صحیح نقشہ ہے جو مجھے ایک کمرے سے چیکنگ کے دوران ملا ہے ۔ سمت بتانے والا آلہ بھی آپ کے پاس ہے اور بلیک سپاٹ میں بجلی کا نظام ختم ہونے سے ساحل پر ریز بھی نہیں رہیں لہذا اس طرف اب کوئی خطرہ نہیں ہے ۔ آپ ساحل کی طرف چلی جائیں ۔ وہاں سے آپ آسانی سے انگولا کے دارالحکومت پہنچ جائیں گی"۔۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر آبیلا کو ایک نقشہ دیتے ہوئے کہا ۔ ڈاکٹر آبیلا نے نقشہ لیا اور غور سے اسے دیکھنے لگی ۔ چند لمحوں بعد اس نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ڈابگر اور ایگل ون، ٹو، تھری نے سامان اٹھا لیا ۔ اسلحہ انہوں نے سب کو ہی دے دیا تھا ۔ انہوں نے سائنس دانوں کو بھی ایک ایک ریوالور زبردستی تھما دیا تھا۔

اس ٹیم کے روانہ ہونے کے بعد عمران اور باقی افراد ان کی مخالف سمت چلنے لگے ۔ چیکنگ کے دوران ہی عمران کو بلیک سپاٹ اور ریڈ سپاٹ کے متعلق معلومات مل گئی تھیں ۔ ان کے نقشے بھی

اسے ملے تھے ۔ اب اسی نقشے کی مدد سے وہ ریڈ سپاٹ کی طرف روانہ ہوئے تھے ۔ عمران کو یقین تھا کہ تھریسیا ریڈ سپاٹ میں ہو گی اور سنگ ہی بھی اب ریڈ سپاٹ میں ہی گیا ہو گا ۔ ابھی وہ بمشکل دس بارہ منٹ ہی چلے ہوں گے کہ ٹھک کی آواز سنائی دی اور ان کے قریب دھوئیں کے مرغولے اٹھنے لگے ۔ انہوں نے سانس روکنے چاہے لیکن وہ سانس روکنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور وہ سب ہی بے ہوش ہو کر گرتے چلے گئے ۔

سنگ ہی راستے ہی سے واپس لوٹ گیا تھا ۔ تھریسیا نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ بلیک سپاٹ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پہنچنا واقعی بہت خطرناک تھا ۔ ادھر ریڈ سپاٹ میں کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی بھی ریڈ سپاٹ کے لئے خطرہ ہو سکتے تھے ۔ تھریسیا نے اس ٹیم سے تو جان چھڑانے کا فیصلہ کر لیا ۔ اس نے مشین گن اٹھائی اور ریڈ سپاٹ کے ریڈ روم میں آ گئی جہاں کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی کرسیوں میں جکڑے ہوئے تھے ۔ انہیں ہوش آ چکا تھا ۔

"ہیلو ۔ کیسے ہو تم"..... تھریسیا نے ان سے ایسے پوچھا جیسے وہ ان کی بہترین دوست ہو ۔ اس کی دوستانہ مسکراہٹ کے باوجود بھی کسی نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا تو اس نے کندھے اچکا دیئے ۔

"تمہاری مرضی ہے ۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم مرنے سے پہلے مجھے اپنی اپنی آخری خواہش بتا دو گے تو میں پوری کر دوں گی ۔ اب

"تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ سہی"…. تھریسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتی اس کے ہاتھ پر ایک دھماکہ ہوا اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔ کمرے میں موجود اس کے چاروں مسلح افراد نے اپنی گنوں کا رخ دروازے کی طرف کیا جہاں سے تھریسیا کے ریوالور پر فائر ہوا تھا لیکن انہیں فائر کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ چار فائر مزید ہوئے اور وہ چاروں چیختے ہوئے زمین پر گرتے چلے گئے۔

"کرنل فریدی۔ تم"…. تھریسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دروازے پر کرنل فریدی کھڑا تھا اور اس کے ریوالور سے دھواں نکل رہا تھا۔ اب اس کے ریوالور کا رخ تھریسیا کی طرف تھا۔

"تھریسیا۔ کوئی حرکت مت کرنا ورنہ تم جانتی ہو کہ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں گیا"…. کرنل فریدی نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے کرنل"…. تھریسیا نے کرنل فریدی کی دھمکی کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کو مرنے کے لئے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ ہرگز نہیں۔ میں ان سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوا۔ یہ چوبیس گھنٹے میری نظروں کے سامنے رہتے تھے"…. کرنل فریدی نے کہا۔

"تم اس بلڈنگ تک کیسے پہنچ گئے کرنل"…. تھریسیا نے حیرت

بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے جنگل میں تو کیمرے لگا رکھے ہیں لیکن افسوس آسمان پر نہیں لگا رکھے۔ میں آسمان سے ٹپکا ہوں"…. کرنل فریدی نے اپنے مزاج سے ہٹ کر عمران کے انداز میں کہا۔

"مگر تم یہاں کیسے پہنچ گئے"…. تھریسیا نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ساتھیوں کے لباسوں پر جو بٹن لگے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ایک بٹن انتہائی جدید اور حساس کیمرہ ہے۔ میں بہت دور بیٹھ کر بھی ان کی حرکات دیکھ رہا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اب سے کچھ دیر پہلے میں بہت اوپر فضا میں ہیلی کاپٹر میں موجود تھا اور ایک خصوصی پیراشوٹ کے ذریعے جو ادھر ادھر نہیں ٹارگٹ پر اترتا ہے اس بلڈنگ کی چھت پر اترا ہوں۔ راستے میں جو بھی تمہارا آدمی ملا ہے وہ سائیلنسر لگے ریوالور سے ہلاک ہوتا گیا اور میں اس کمرے میں پہنچ گیا۔ اس بلڈنگ میں موجود تمہارے ساتھیوں میں سے تو کوئی نہیں بچا۔ صرف تم زندہ ہو اور جو جنگل میں تمہارے ساتھی موجود ہیں وہ بھی بہت جلد مارے جائیں گے"…. کرنل فریدی نے کہا تو تھریسیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا لیکن وہ زبان سے کچھ نہیں بولی۔ وہ کرنل فریدی کو صرف گھور رہی تھی۔

اچانک کرنل فریدی کو خطرے کا احساس ہوا لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ اس کمرے میں ایک دھماکہ ہوا اور کمرہ دھوئیں سے بھر گیا

کرنل فریدی اور تھریسیا دونوں ہی لہرا کر گر گئے۔ پھر جیسے اندھیرے میں روشنی چمکتی ہے کرنل فریدی کے ذہن میں بھی ایسے ہی روشنی چمکی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ اسی کمرے میں تھا جہاں وہ بے ہوش ہوا تھا لیکن اب وہ رسیوں سے جکڑا ہوا فرش پر پڑا تھا۔ اس کے قریب ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور نوجوان مرد اور لڑکی بھی بندھی ہوئی موجود تھی۔ اس نوجوان کو تو کرنل فریدی نے پہچان لیا۔ وہ اردن کی سیکرٹ ایجنسی کا چیف کرنل زید تھا۔ کرنل زید کی فائل کرنل فریدی کے پاس موجود تھی اس میں کرنل زید کی تصویر بھی لگی ہوئی تھی اور اس تصویر کی وجہ سے اس نے کرنل زید کو پہچانا تھا۔ البتہ لڑکی اس کے لئے اجنبی تھی وہ ان کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسے عمران کی آواز سنائی دی۔

"بہت غور سے نامحرم کو دیکھ رہے ہو استاد محترم"…. عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ لڑکی میرے لئے اجنبی ہے اس لئے میں اسے دیکھ رہا تھا"…. کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل زید کی ساتھی ہے مس مائرہ اور تازہ بہ تازہ اردن سیکرٹ ایجنسی میں شامل ہوئی ہے"…. عمران نے کہا۔

"اسی لئے میں اسے نہیں جانتا"…. کرنل فریدی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"استاد محترم۔ آپ یہاں تک کیسے پہنچ گئے اور پھنس کیسے گئے"…. عمران نے کرنل فریدی سے پوچھا تو کرنل فریدی نے اپنے وہاں تک پہنچنے اور پھر بے ہوش ہونے کا واقعہ بتا دیا۔

"ان کا کوئی ساتھی رہ گیا ہوگا۔ اس نے کمرے میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہو گی۔ ہم بھی بس ایسے ہی پھنس گئے تھے"…. عمران نے کہا اور پھر اپنے بے ہوش ہونے کا واقعہ بھی بتا دیا۔

"اب ان مجرموں کو پکڑے ہی جانا چاہئے اور ہاں۔ ہمارے سائنس دانوں کا کیا ہوا۔ وہ کہاں ہیں"…. کرنل فریدی نے پوچھا۔

"انہی کی تلاش میں تو ہم بھٹکتے پھر رہے ہیں کرنل صاحب"…. عمران نے کرنل فریدی سے کہا اور آنکھ کے انتہائی خفیف اشارہ سے کرنل فریدی سے کہہ دیا کہ وہ ان کی فکر نہ کرے۔

تھریسیا کے ایک آدمی نے راہداری میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تھی جس سے تھریسیا اور وہ اجنبی جس نے تھریسیا کو کور کیا ہوا تھا بے ہوش ہو گئے ۔ ان کے بے ہوش ہوتے ہی وہ آدمی ایک کمرے میں گیا اور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا جگ تھا ۔ اس نے تھریسیا کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے تو تھوڑی دیر بعد تھریسیا ہوش میں آ گئی ۔

" میڈم ۔ باہر ہمارے کئی آدمیوں کی لاشیں پڑی ہیں اور اس آدمی نے آپ کو کور کیا ہوا تھا ۔ میرے پاس گیس پسٹل تھا جس سے میں نے ریڈ روم میں فائر کیا ۔ آپ اور یہ آدمی بے ہوش ہو گئے"..... اس آدمی نے تھریسیا سے کہا ۔

" تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ٹام ۔ میں تمہیں انعام دوں گی ۔ یہاں ہمارے تقریباً تمام آدمی مارے جا چکے ہیں ۔ تم جنگل

سے کچھ آدمیوں کو بلا لاؤ"..... تھریسیا نے ٹام سے کہا تو وہ ریڈ روم سے باہر نکل گیا ۔ تھریسیا نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک رسی نکال لی ۔ اس نے اس رسی سے کرنل فریدی کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے ۔ کچھ دیر بعد ٹام چند آدمیوں کو لے آیا ۔

" ٹام ۔ بلیک سپاٹ بھی شدید خطرے میں ہے ۔ تم اس طرف جاؤ لیکن بہت احتیاط سے ۔ اگر اس طرف کوئی اجنبی نظر آئے تو اسے بھی اسی طرح بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ ۔ چار آدمی یہیں رک جائیں ۔ دو چھت پر چلے جائیں اور نہایت ہوشیار رہیں جبکہ دو آدمی اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر یہاں سے لے جائیں ۔ ہم اپنے دشمنوں سے نمٹ کر ان کی تدفین کریں گے"..... تھریسیا نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا ۔ اس کے آدمیوں نے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا ۔ وہ بار بار ٹرانسمیٹر پر سنگ ہی کو کال کر رہی تھی لیکن اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس طرف بھی گڑبڑ ہے ۔ پھر کافی دیر بعد اس کی کال رسیو ہوئی ۔

" ہیلو ۔ سنگ ہی ۔ کیا بات ہے ۔ تم بہت دیر سے کال رسیو نہیں کر رہے تھے"..... تھریسیا نے بے چینی سے پوچھا ۔

" میں ریڈ سپاٹ میں آ رہا ہوں تھریسیا ۔ وہیں بات ہو گی"..... سنگ ہی کی تھکی تھکی آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد ہی سنگ ہی وہاں پہنچ گیا لیکن اس کی حالت بہت خراب تھی ۔ اس نے تھریسیا کو بلیک سپاٹ کے حالات بتائے ۔ تھریسیا نے کرنل فریدی کی آمد اور

اس کے بعد پیش آنے والے حالات سے سنگ ہی کو آگاہ کیا۔

" ہماری لیبارٹری تو ختم ہو گئی مگر یہ بجلی کیسے فیل ہوئی"..... تھریسیا نے اس سے پوچھا۔

" میں وجہ نہیں جان سکا۔ ہاں ایک اندازہ لگایا ہے میں نے"..... سنگ ہی نے کہا۔

" کیا اندازہ لگایا ہے تم نے".... تھریسیا نے پوچھا۔

" مجھے یہ ڈاکٹر ابیلا کی کارروائی لگتی ہے۔ وہ بہت ہی ہوشیار اور ذہین لڑکی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ ابھی نوجوان ہے۔ اس میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ موجود ہے".... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

" ہو سکتا ہے آپ کا اندازہ درست ہو".... تھریسیا نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گئی۔ یہ خاموشی کافی دیر تک برقرار رہی۔ پھر کنٹرول روم کا دروازہ کھلا اور ٹام دیگر آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان آدمیوں نے اپنے کندھوں پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھایا ہوا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ویری گڈ ٹام۔ یہ تو تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے".... سنگ ہی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کہا۔ ان افراد میں کرنل زید اور کرنل زید کی ایک ساتھی لڑکی بھی تھی جبکہ کرنل زید کے دیگر ساتھی نہیں تھے۔

" بلیک سپاٹ کی حفاظت کے لئے کسی کو بھیجا جائے".... تھریسیا نے سنگ ہی سے پوچھا۔

" وہاں جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب ہم نے اس ریڈ سپاٹ کی اور پاور اسٹیشن کی حفاظت کرنی ہے۔ ہمارے بہت سے لوگ مارے گئے ہیں۔ اب جو بچ گئے ہیں انہیں ریڈ سپاٹ کی حفاظت پر لگا دو۔ پاور اسٹیشن پر تو عملہ موجود ہے".... سنگ ہی نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تو تھریسیا نے اٹھ کر ایک الماری کھولی اور الماری سے رسی کا گچھا نکال لیا۔ اس نے ان تمام لوگوں کو رسی سے باندھ دیا۔

" انہیں ریڈ روم میں چھوڑ آؤ".... تھریسیا نے ٹام کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھیوں نے انہیں اٹھایا اور ریڈ روم میں چھوڑ آئے۔ تھریسیا نے کمپیوٹر آپریٹ کیا تو ریڈ روم کا منظر مانیٹر پر دیکھنے لگی۔ مانیٹر پر سارے کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کرنل فریدی اور عمران کو ہوش آ گیا۔ وہ کرنل فریدی اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو سننے لگے لیکن اس گفتگو سے انہیں سائنس دانوں کے متعلق کوئی اشارہ نہ ملا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ عمران بلیک سپاٹ کے نیچے بنی ہوئی لیبارٹری سے لاعلم ہے۔

" تھریسیا۔ اس عمران نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اب اس کی موت بہت ضروری ہو گئی ہے".... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا۔

" اگر یہ لوگ زیرو لینڈ میں شامل ہو جائیں تو زیرو لینڈ ناقابل

سخیر ہو جائے گا"..... تھریسیا نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

" ہمیں یہ امید چھوڑ دینی چاہئے تھریسیا۔ کرنل فریدی اور عمران اگر اب بھی زندہ رہتے ہیں تو ریڈ سپاٹ اور پاور اسٹیشن کو بھی تباہ سمجھو اور یہ زیرو لینڈ کا اربوں ڈالرز کا نقصان ہو گا"..... سنگ ہی نے کہا۔

" ٹھیک ہے سنگ ہی۔ جیسے تمہاری مرضی"..... تھریسیا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ عمران اب تک زیرو لینڈ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکا ہے۔ ان کا اربوں ڈالرز کا نقصان ہوا تھا لیکن اس کے باوجود تھریسیا عمران کی ہلاکت نہیں چاہتی تھی۔ وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔

"آؤ۔ آج ان کا قصہ تمام کر ہی دیں"..... سنگ ہی نے تھریسیا سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کنٹرول روم سے نکل کر وہ ریڈ روم میں آ گئے۔ یہاں ٹام اور اس کے ساتھی مشین گنیں لئے ان کے سر پر کھڑے تھے۔ سنگ ہی نے ایک آدمی سے مشین گن لے لی۔

" ہائیں چچا۔ یہ کیا کرنے لگے ہو"..... جیسے ہی سنگ ہی نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا عمران نے بوکھلا کر کہا۔

" تمہارا قصہ تمام کر رہا ہوں"..... سنگ ہی نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سنگ ہی۔ تھریسیا سے تو پوچھ لو۔ اسے میری موت گوارہ ہے"..... عمران نے کہا۔

" خود ہی پوچھ لو"..... سنگ ہی نے کہا تو عمران نے تھریسیا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری تھا۔

" تھریسیا۔ چچا سنگ ہی مجھے موت کے گھاٹ اتارنے پر تلا ہوا ہے"..... عمران نے تھریسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ تو ہونا ہے عمران۔ ہم ایک عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ آن ملو مگر تم انتہائی ضدی ہو۔ اب تمہاری موت زیرو لینڈ کے لئے ضروری ہو گئی ہے۔ تم نے زیرو لینڈ کو بہت نقصان پہنچایا ہے"..... تھریسیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی سنگ ہی نے مشین گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ عمران، کرنل فریدی اور جولیا بیک وقت اچھلے۔ عمران، سنگ ہی سے ٹکرایا۔ کرنل فریدی اس کے آدمیوں سے اور جولیا تھریسیا سے ٹکرائی۔ صفدر اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب نے اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈز کی مدد سے رسیاں کاٹ لی تھیں۔ اس مرتبہ کرنل فریدی نے بھی عمران ہی کی تکنیک استعمال کی تھی جوزف کے ناخنوں میں بلیڈز نہیں تھے لیکن اس نے جیسے ہی اپنے ساتھوں کو اٹھتے دیکھا تو اس نے رسی پر زور لگایا تو رسی ٹوٹتی چلی گئی۔

عمران اور جولیا، سنگ ہی اور تھریسیا سے ٹکرائے تو وہ فرش پر گرتے چلے گئے۔ عمران نے سنگ ہی کی مشین گن پر ہاتھ مارا اور

اس کی مشین گن دور جا گری ۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اس کی گردن پر مکا مارنا چاہا ۔ یہ مکا اگر سنگ ہی کو لگ جاتا تو یقیناً اس کی گردن ٹوٹ جاتی ۔ اس نے گردن پیچھے کی اور عمران کی پسلیوں پر اپنی کہنی ماری ۔ ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے ۔ اسی لمحے سنگ ہی نے اسے اٹھا کر دور اچھال دیا ۔

کرنل فریدی نے مسلح افراد پر گرتے ہی ایک کی مشین گن چھین لی تھی ۔ گن چھینتے ہی اس نے فرش پر کروٹیں بدلیں اور ان افراد سے چند قدم دور ہو گیا ۔ پھر اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ان افراد کی چیخیں بھی بلند ہوئیں ۔ جولیا، تھریسیا سے ٹکرائی اور اسے ساتھ لیتی ہوئی فرش پر جا گری ۔ پھر دونوں نے ہی اٹھنے میں بجلی کی سی تیزی دکھائی ۔ جولیا نے اٹھتے ہی اپنی لات چلائی جو تھریسیا کے پہلو میں لگی جس کی وجہ سے وہ اچھی طرح اٹھ بھی نہ سکی اور دوبارہ فرش سے جا ٹکرائی ۔

جولیا پھر اچھلی اور ایک بار پھر اٹھتی ہوئی تھریسیا فرش سے جا ٹکرائی ۔ جولیا کی ٹھوکر اس کے سر پر لگی تھی ۔ جولیا نے ایک مرتبہ پھر اچھل کر اس کے سر پر ٹھوکر مارنی چاہی لیکن اس مرتبہ تھریسیا نے دو تین کروٹیں بدلیں اور جولیا سے دو قدم پیچھے ہو گئی ۔ پھر جیسے بجلی کوندتی ہے تھریسیا بھی ایسے ہی حرکت میں آئی ۔ تھریسیا کی لات نیم

دائرے کی صورت میں حرکت میں آئی جو جولیا کی کمر میں لگی اور جولیا گھومتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی ۔ دونوں بیک وقت سیدھی ہوئیں اور انہوں نے ایک دوسرے پر چھلانگ لگائی ۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائیں ۔ ایک دھماکا ہوا اور دونوں ہی فرش پر گریں فرش پر گرتے ہی دونوں بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئیں ۔ کرنل فریدی ان آدمیوں کو ختم کرنے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا تھا ۔ اس کا ارادہ تھا کہ باہر جتنے افراد موجود ہوں ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے ۔

عمران فرش پر گرنے سے قبل ہی سنبھل گیا تھا ۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا اور پھر اڑتا ہوا دوبارہ سنگ ہی پر جا گرا ۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گرے ۔ عمران نے گرتے ہوئے اپنی لات کو حرکت دی ۔ اس کی لات سنگ ہی کی پسلیوں پر پڑی اور وہ رول ہوتا چلا گیا ۔ پھر یکدم ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کمرے میں اندھیرا چھا گیا ۔ پھر دروازہ کھلا اور اگلے ہی لمحے بند ہو گیا ۔

عمران اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا ۔ اس نے دروازہ کھولا تو دن کی روشنی اندر آنے لگی ۔ عمران کی نظر ٹیوب لائٹ کی طرف گئی ریڈ روم کی ٹیوب لائٹ ٹوٹی ہوئی تھی ۔ ریڈ روم سے تھریسیا اور سنگ ہی دونوں ہی غائب ہو چکے تھے ۔ عمران کو پہلے ہی امید تھی کہ وہ دونوں فرار ہو گئے ہیں ۔ عمران نے کرنل زید اور مائرہ کی رسیاں کھولیں اور پھر کیپٹن حمید اور دیگر افراد کی رسیاں بھی کھول دیں ۔ کچھ

بر بعد کرنل فریدی ریڈ روم میں واپس آگیا۔ اس کے کندھے پر یک بے ہوش آدمی تھا۔ اس نے اس آدمی کو فرش پر لٹا دیا۔

" جنگل میں موجود تمام لوگ ختم ہو گئے ہیں۔ یہ باہر کے گروپ کا انچارج ہے۔ اسے میں اس لئے زندہ لے کر آیا ہوں کہ کوئی معلومات حاصل کرنی ہوں گی تو یہ کام آئے گا"..... کرنل فریدی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ نے بہت اچھا کیا۔ ہمیں واقعی ایک آدمی کی ضرورت ہے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس آدمی کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم کو جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

" کیا سنگ ہی اور تھریسیا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں"..... کرنل فریدی نے عمران سے پوچھا۔

" ہاں۔ حسب معمول وہ فرار ہو گئے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں بے ہوش آدمی مکمل طور پر ہوش میں آگیا تھا۔

" کیا نام ہے تمہارا"..... عمران نے سنگ ہی کے آدمی سے اس کا نام پوچھا۔

" آرتھر"..... اس نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آرتھر۔ اگر تم ہمارے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دو گے تو نہ

صرف تم ٹوٹ پھوٹ سے بچ جاؤ گے بلکہ زندہ بھی رہو گے۔ بصورت دیگر تمہاری روح بھی اذیت سے بلبلاتی رہے گی"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" پوچھو۔ اگر میں نے مناسب سمجھا تو جواب دے دوں گا"..... آرتھر نے کہا ہی تھا کہ کرنل فریدی کا الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور اس کے چند دانت پھلجھڑی کی مانند اس کے منہ سے باہر آ گرے اور اس کے منہ سے خون بہنے لگا۔

" خبردار۔ تمہارا باس سنگ ہی اور تھریسیا ہمارے خوف سے فرار ہو گئے ہیں۔ تمہارے سارے ساتھیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے اور تم ہمیں اکڑ دکھا رہے ہو"..... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا تو اس نے شان بے نیازی سے سر کو جھٹکا دیا جس پر کرنل فریدی کو مزید غصہ آگیا۔ اس نے ایک اور تھپڑ آرتھر کو مارا۔ یہ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ آرتھر کا رخسار پھٹ گیا اور اس کے رخسار سے بھی خون رسنے لگا۔

" جوزف۔ اس جنگل میں عناق بوٹی ہے"..... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

" باس۔ میں اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ وہ کہیں قریب ہی موجود ہے"..... جوزف نے کہا۔

" جاؤ۔ وہ لے آؤ"..... عمران نے کہا تو جوزف ریڈ روم سے باہر چلا گیا۔

"عمران۔ تم آرتھر سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے"…. کرنل فریدی نے عمران سے کہا۔

"جوزف کو آنے دیں۔ پھر یہ کسی سوال کا جواب دینے سے انکار نہیں کرے گا"…. عمران نے کہا اور پھر چند منٹوں کے بعد جوزف کسی پودے کے چند پتے لے آیا۔ اس نے وہ پتے عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

"ان پتوں کا رس نچوڑ کر آرتھر کے زخم پر لگاؤ"…. عمران نے جوزف سے کہا تو وہ آگے بڑھا اور اس نے آرتھر کو قابو کر کے اپنے نیچے دبا لیا۔ جیسے قصاب بکرے کو قابو کر لیتا ہے۔ پھر اس نے ایک پتے کو نچوڑا۔ اس میں سے ایک دو قطرے ٹپکے جو آرتھر کے رخسار والے زخم پر جا گرے۔

"اب اسے چھوڑ دو"…. عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف اسے چھوڑ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ آرتھر کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمودار ہوئے۔ اس کے تمام جسم میں مرچیں سی بھر گئی تھیں۔ اس کی تکلیف لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر وہ تکلیف اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی اور اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔ چند لمحوں بعد وہ زمین پر گر گیا اور ذبح کی ہوئی مرغی کی طرح تڑپنے لگا۔

"مم۔ میں۔ میں بتاؤں گا۔ ہر۔ ہر سوال کا جواب دوں گا۔ مجھے اس عذاب سے بچاؤ"…. آرتھر نے تڑپتے ہوئے کہا۔ اس کی ساری اکڑ

چند ہی لمحوں میں دم توڑ گئی تھی۔

"جوزف۔ باتھ روم سے پانی بھر لاؤ"…. عمران نے جوزف سے کہا تو وہ باتھ روم میں گیا اور پانی کا جگ بھر لایا۔

"یہ پانی اسے پلا دو اور اس کے زخم پر ڈال دو"…. عمران نے جوزف سے کہا تو اس نے آدھا جگ اس کے زخم پر ڈال دیا اور باقی اسے پینے کے لئے دے دیا۔ آرتھر غٹاغٹ پانی پینے لگا۔ پانی پینے کے بعد اسے تھوڑا سا سکون محسوس ہوا۔ اسے سکون محسوس ہوا تو عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کہ تمہارا باس سنگ ہی اور تھریسیا یہاں سے فرار ہو کر کہاں گئے ہیں"…. عمران نے پوچھا۔

"وہ پاور اسٹیشن چلے گئے ہیں"…. آرتھر نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاور اسٹیشن کہاں ہے"…. عمران نے پوچھا تو آرتھر ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔

"یہاں سے جنوب کی جانب تین کلو میٹر کے فاصلے پر ہے"…. ایک لمحے کی خاموشی کے بعد آرتھر نے کہا۔

"وہاں جو بجلی استعمال ہوتی ہے اس کا اپنا سیٹ اپ ہے یا ریڈ سپاٹ سے اس کا نظام منسلک ہے"…. عمران نے پوچھا۔

"پاور اسٹیشن سے بجلی ریڈ سپاٹ میں آ رہی ہے۔ البتہ بلیک سپاٹ کی بجلی بلیک سپاٹ میں ہی تیار ہوتی ہے"…. آرتھر نے کہا اور

یہ عمران کا آخری سوال تھا جو اس نے آرتھر سے کیا تھا۔ اس کے جواب کے بعد عمران نے جوزف کی طرف دیکھا تو جوزف اس کا مطلب سمجھ گیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے آرتھر کی گردن پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا جس سے آرتھر کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ چیخ بھی نہ سکا۔

"اب ہمیں پاور اسٹیشن جانا پڑے گا اور اس سے پہلے یہ بجلی فیل کرنا پڑے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر آبیلا نے بھی لیبارٹری میں رہتے ہوئے بلیک سپاٹ کی بجلی تباہ کر دی تھی جس کی وجہ سے ان کی لیبارٹری ناکارہ ہو کر رہ گئی تھی"۔۔۔۔ کرنل زیدی نے کہا۔

"میں بھی وہی طریقہ استعمال کرتے ہوئے یہاں سے پاور اسٹیشن کی بجلی تباہ کر دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ریڈ روم کے کنٹرول روم میں آگیا۔ اس نے اپنی کارروائی مکمل کی جس کے بعد ریڈ سپاٹ کی بجلی آف ہو گئی۔ پھر وہ کنٹرول روم سے باہر آگیا۔ باقی تمام افراد باہر برآمدے میں موجود تھے۔

"باس۔ یہاں چند گھوڑے موجود ہیں"۔۔۔۔ جوزف نے بتایا تو عمران نے سر ہلا دیا۔

"عمران۔ انہی گھوڑوں پر ہی پاور اسٹیشن چلنا چاہئے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے عمران سے کہا اور پھر وہ تمام لوگ گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ سمت بتانے والے آلے کی مدد سے انہوں نے سمت کا تعین کیا اور پھر

یہ قافلہ سنگ ہی اور تھریسیا کے پاور اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا۔ دور سے انہیں ایک بلڈنگ کے آثار نظر آئے لیکن اس بلڈنگ میں دھماکے ہو رہے تھے۔ ان دھماکوں کی آوازیں انہیں دور سے ہی سنائی دے رہی تھیں۔ انہوں نے اس بلڈنگ سے شعلے بلند ہوتے بھی دیکھ لئے۔ انہوں نے اپنے گھوڑے روک لئے۔ اس کے ساتھ انہیں اپنے پیچھے بھی دھماکے سنائی دیئے اور وہ سمجھ گئے کہ یہ دھماکے ریڈ سپاٹ میں ہو رہے ہیں۔ اسی لمحے عمران کے ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہونے لگا تو عمران نے گھڑی کا ونڈ بٹن باہر کھینچ لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران۔ تھریسیا کالنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے تھریسیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ عمران اٹنڈنگ یو تھریسیا۔ یہ پاور اسٹیشن اور ریڈ سپاٹ میں دھماکے کیسے ہو رہے ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"عمران۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔ تم نے بجلی کی تاروں کے ذریعے پاور اسٹیشن میں آگ لگا دی ہے اور اس بجلی کا تعلق ریڈ سپاٹ سے بھی ہے۔ ریڈ سپاٹ اور پاور اسٹشین کے تہہ خانے میں بڑی مقدار میں بارود بھی موجود تھا۔ ہمارے تینوں اسٹیشن تم نے تباہ کر دیئے۔ ہمارا اربوں ڈالرز کا نقصان ہو گیا ہے ابھی میں اور سنگ ہی یہاں سے جا رہے ہیں مگر بہت جلد ہم یہ نقصان تم سے وصول کر لیں گے۔ اوور"۔۔۔۔ تھریسیا کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" ارے ۔ ارے سویٹی ۔ میں تو انتہائی قلاش آدمی ہوں پھر میں اکیلا نہیں ہوں ۔ کرنل فریدی اور کرنل زید بھی میرے ساتھ ہیں ۔ ان سے بھی یہ نقصان وصول کرنا بلکہ صرف انہی سے وصول کرنا ۔ اوور "..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا ۔ ان سب کی نظریں ایک بار پھر سنگ ہی اور تھریسیا کے پاور اسٹیشن کی طرف اٹھیں جس سے اٹھنے والے شعلے اب آسمان سے باتیں کر رہے تھے ۔

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا دلچسپ ناول

مکمل ناول

ماورائی نمبر

ڈیول وِلا

مصنف ارشاد العصر جعفری